کتاب المیراث






متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن دامت برکاتہم



کتاب المیراث

متکلم اسلام
مولانا محمد الیاس گھمن دامت برکاتہم



E-MARKAZ
YOUR ONLINE MADRASA

emarkaz.org

نام کتاب	کتاب المیراث
تالیف	متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
تاریخ اشاعت	رمضان المبارک 1446ھ–مارچ 2025ء
بار اشاعت	اول
تعداد	1100
ناشر	مکتبہ دار الایمان

کتاب منگوانے کا پتہ:

مکتبہ دار الایمان، مرکز اھل السنۃ والجماعۃ، 87 جنوبی، لاہور روڈ، سرگودھا

0321-6353540

www.emarkaz.org

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیشِ لفظ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ!

اسلام ایک مکمل اور جامع دین ہے۔ یہ دینِ فطرت زندگی کے ہر شعبے میں انسانیت کی رہنمائی کرتا ہے۔ انسانوں کو زندہ رہنے، زندگی گزارنے اور دنیا میں ترقی کرنے کے لیے درجہ اسباب میں وسائل کی ضرورت ہوتی ہے۔ انسان کی ملکیت میں مال آنے یا مال و دولت کے حصول کے کئی طریقے ہیں: کاروبار، ہدیہ، ملازمت وغیرہ۔ اسی طرح حصولِ ملکیت کا ایک بڑا سبب میراث بھی ہے۔

علم المیراث نہایت اہمیت کا حامل علم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس علم کو " فَرِیْضَۃً مِّنَ اللّٰہِ " اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "فَاِنَّھَا نِصْفُ الْعِلْمِ " فرمایا ہے۔ لیکن قابلِ افسوس بات ہے کہ عام طور پر لوگ میراث کی تقسیم میں کوتاہی کرتے ہیں۔ عوام کی اکثریت عام طور پر دیگر عبادات اور معاملات کا علم تو رکھتی ہے لیکن انہیں عام طور پر میراث کے مسائل سے آگہی نہیں ہوتی۔ اسی وجہ سے تقسیمِ میراث میں بہت سی کوتاہیاں ہوتی ہیں۔

اسی طرح اس علم کو پڑھاتے وقت بسا اوقات طرز ایسا اختیار کیا جاتا ہے جس سے علم المیراث کی تحصیل بظاہر مشکل محسوس ہوتی ہے۔ حالانکہ حقیقت میں ایسا نہیں۔ اس کتاب کی تصنیف سے ہمارا مقصود اسلامی قانونِ میراث کو آسان طریقے سے سمجھانا ہے۔ پوری کوشش کی گئی ہے کہ علم المیراث کی تدریس، تعلیم اور تفہیم کو ہر ممکن آسان بنا کر پیش کیا جائے۔ قارئین سے التماس ہے کہ کوئی غلطی دیکھیں تو نشاندہی فرمائیں تاکہ آنے والے ایڈیشن میں درستی کی جاسکے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ کتاب علماء، طلبہ، اساتذہ اور عوام کے لیے نافع ثابت ہو۔ اللہ کریم اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبولیت عطا فرمائیں۔ میرے لیے اور ای مرکز کے تمام اساتذہ واراکین کے لیے صدقہ جاریہ بنائیں۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ وآلہ الصلوۃ والتسلیم

محتاجِ دعا:

محمد الیاس گھمن

مدینہ منورہ؛ جمعۃ المبارک 28–رمضان المبارک 1446ھ، 28–مارچ 2025ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تعارف:

علم المیراث؛ فقہ اسلامی کی اہم شاخ ہے۔ اسے "علم الفرائض" بھی کہا جاتا ہے۔

لفظِ "میراث" وَرِثَ یَرِثُ کا مصدر ہے۔ جس کے معنٰی ہوتے ہیں: کسی چیز کا ایک شخص سے کسی دوسرے شخص کی طرف منتقل ہونا۔ چونکہ اس علم کی روشنی میں میت کا چھوڑا ہوا مال اس کے ورثاء کی طرف منتقل ہوتا ہے اس لیے اسے علم المیراث کہا جاتا ہے۔

یہ لفظ قرآن کریم میں اس معنٰی میں استعمال بھی ہوا ہے۔ اللہ تعالٰی کا ارشادِ گرامی ہے:

فَاِنۡ لَّمۡ یَکُنۡ لَّہٗ وَلَدٌ وَّ وَرِثَہٗۤ اَبَوٰہُ فَلِاُمِّہِ الثُّلُثُ

سورۃ النساء؛ آیت: 11

ترجمہ: اور اگر میت کی اولاد نہ ہو اور والدین ہی اس کے وارث ہوں تو اس کی ماں کو ایک تہائی ملے گا۔

فرائض؛ فَرِیۡضَۃٌ کی جمع ہے۔ فریضۃ کا ایک معنٰی ہے: مقرر کردہ۔

اللہ تعالٰی کا ارشادِ گرامی ہے:

فَرِیۡضَۃً مِّنَ اللّٰہِ

سورۃ النساء؛ آیت: 11

ترجمہ: یہ اللہ تعالٰی کی طرف سے مقرر کردہ [حصے] ہیں۔

فریضۃ کے ایک معنٰی "حصہ" کے بھی آتے ہیں۔ چونکہ قریبی ورثاء کے حصے اللہ تعالٰی کی طرف سے براہ راست قرآن کریم میں یا بواسطہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم؛ احادیث مبارکہ میں طے شدہ ہیں، اور اس علم کا مقصود شرعی ورثاء تک ان کے حصے پہنچانا ہے اس لیے اس کا نام "علم الفرائض" رکھا گیا ہے۔

تعریف:

هُوَ عِلۡمٌ بِاُصُوۡلٍ مِّنۡ فِقۡهٍ وَّحِسَابٍ يُّعۡرَفُ بِهَا نَصِيۡبُ كُلِّ وَارِثٍ وَذِیۡ حَقٍّ مِّنَ التَّرِكَةِ.

ترجمہ: علم میراث؛ فقہ اور حساب [ریاضی Mathematics] کے ایسے قواعد وضوابط کا نام ہے جن کے ذریعے

میت کے ترکے میں سے اس کے شرعی ورثاء اور حق داروں کے حصوں کی پہچان ہوتی ہے۔

موضوع:

اس علم کا موضوع "ترکہ" اور ترکہ کے "حق دار" ہیں۔

فضیلت و اہمیت:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ ۖ وَ لِلنِّسَآءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ؕ نَصِيبًا مَّفْرُوْضًا

سورۃ النساء؛ آیت 7

ترجمہ: ماں باپ اور رشتے داروں کے ترکے میں سے مردوں کا بھی حصہ ہے اور عورتوں کا بھی ماں باپ اور رشتہ داروں کے ترکے میں سے حصہ ہے، خواہ ترکہ تھوڑا ہو یا زیادہ، یہ [اللہ تعالیٰ کی طرف سے] مقرر کیا ہوا حصہ ہے۔

اس آیت مبارکہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے ورثاء میں میراث کی تقسیم کے ضابطے بیان فرمائے ہیں۔ ان اصولوں کے بیان کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (١٣) وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۖ وَ لَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ (١٤)

سورۃ النساء؛ آیت 13-14

ترجمہ: یہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود ہیں۔ اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ایسے باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی حدود کی خلاف ورزی کرے تو وہ اسے آگ میں ڈالے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اسے ذلت والا عذاب ہو گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَعَلِّمُوْهَا فَإِنَّهُ نِصفُ الْعِلْمِ وَهُوَ يُنْسىٰ وَهُوَ اَوَّلُ شَيْءٍ يُنْزَعُ مِنْ أُمَّتِيْ

سنن ابن ماجۃ، رقم الحدیث 2719

ترجمہ: علم المیراث سیکھو اور سکھاؤ کیونکہ یہ نصف علم ہے اور اسے بھلا دیا جائے گا اور یہ وہ پہلی چیز ہے جو میری امت سے اٹھالی جائے گی۔

ایک اور حدیث مبارک میں ارشادِ گرامی ہے:

تَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ وَعَلِّمُوْهُ النَّاسَ، وَتَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَعَلِّمُوْهُ النَّاسَ، فَإِنِّي امْرُؤٌ مَقْبُوْضٌ وَإِنَّ الْعِلْمَ سَيُقْبَضُ وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ حَتّٰى يَخْتَلِفَ الِاثْنَانِ فِي الْفَرِيْضَةِ لَا يَجِدَانِ مَنْ يَقْضِيْ بِهَا

مستدرک حاکم؛ رقم الحدیث 7950

ترجمہ: قرآن سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ، اور علم المیراث سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ کیونکہ میری وفات ہو جائے گی، پھر علم کو جلد اٹھالیا جائے گا اور فتنے ظاہر ہو جائیں گے یہاں تک کہ دو لوگوں کے درمیان وراثت کے کسی حصے پر اختلاف ہو گا تو انہیں کوئی ایسا نہیں ملے گا جو اس کا فیصلہ کر سکے۔

علم المیراث کے مآخذ:

علم المیراث کے مآخذ تین ہیں:

- قرآن
- سنت
- اجماعِ امت

علم الفرائض میں قیاسِ شرعی کو دخل نہیں۔ کیونکہ قیاس تو وہاں ہوتا ہے جہاں کوئی ایسا نیا مسئلہ سامنے آئے جو قرآن و سنت اور اجماع سے صراحتاً ثابت نہ ہو۔ تب قیاسِ شرعی کے ضوابط کے مطابق اس سے ملتے جلتے کسی پرانے مسئلے کے مطابق نئے مسئلہ کا حل نکالا جاتا ہے۔ ظاہر ہے؛ یہ ممکن نہیں کہ کوئی ایسا نیا وارث یا نیا رشتہ دار سامنے آجائے جو پہلے ادوار میں موجود نہ ہو۔

کچھ بنیادی باتیں

میت / مُورِث / مُوَرِّث:

مرنے والا۔ جس کی میراث تقسیم ہونی ہے۔

ترکہ / میراث / مَورُوث:

عوامی زبان میں میت کے چھوڑے ہوئے مال کو ترکہ یا میراث کہا جاتا ہے۔

ترکہ کی اصطلاحی تعریف:

"ہر وہ مال جو بوقت انتقال شرعاً میت کی ملکیت میں ہو اور کسی غیر کا حق اس مال کے عَین کے ساتھ متعلق نہ ہو۔"

کون کون سی چیزیں ترکہ میں شامل ہیں اور کون کون سی نہیں:

نقدی، جائیداد، کپڑے، جوتے، گھریلو سامان، گاڑی، سامانِ تجارت، بینک بیلنس، زندگی میں کیے ہوئے کام کی تنخواہ وغیرہ ہر چیز ترکے میں شمار ہوتی ہے۔

البتہ پنشن، گریجوٹی وغیرہ جو حکومت کی طرف سے کسی خاص وارث کو دی جاتی ہو وہ ترکہ میں شامل نہیں ہوگی۔ اسی طرح اگر کسی حادثے وغیرہ کی صورت میں حکومت یا کسی کمپنی کی طرف سے میت کے کسی ایک یا چند مخصوص ورثاء کو بطورِ امداد کچھ رقم دی جائے تو وہ رقم ترکے میں شمار نہیں ہوتی بلکہ صرف اس مخصوص وارث کا حق ہوتا ہے جسے وہ رقم دی گئی ہو۔

اسی طرح امانت رکھی ہوئی چیز، عاریت یعنی ادھار مانگی ہوئی چیز، بیوی کے حق مہر کے لیے متعین کی ہوئی کوئی چیز، انتقال سے پہلے کسی کو فروخت کی ہوئی چیز یا کسی کو ہدیہ / گفٹ کی ہوئی چیز ترکہ میں شمار نہیں ہوگی۔

غصب شدہ مال ترکہ میں شمار نہیں ہوگا۔ ایسا مال یا چیز اصل حق داروں کو واپس کرنا ضروری ہے۔

چوری شدہ مال، سود، رشوت، جوا، لاٹری یا کسی بھی ناجائز ذریعے سے حاصل شدہ مال ترکہ میں شمار نہیں ہوگا۔ ایسا مال اصل حق داروں کو واپس کرنا ضروری ہے۔ ورثاء کے درمیان تقسیم نہیں ہو سکتا۔

جو چیز میت نے خریدی ہو لیکن اس کی قیمت ادا نہ کی ہو اور اس پر قبضہ بھی نہ کیا ہو تو وہ چیز ترکہ میں شمار

نہیں ہو گی۔ البتہ اگر میت نے اس چیز پر قبضہ کر لیا ہو لیکن قیمت ادا نہ کی ہو تو وہ چیز ترکہ میں شامل ہو گی اور اس کی قیمت میت کے ذمے بطورِ قرض سمجھی جائے گی۔

اگر میت نے کوئی چیز کسی کے پاس بطورِ رہن رکھوائی ہو تو دیکھا جائے گا؛ اگر میت کی ملکیت میں اتنا مال ہو جس کے ذریعے قرض ادا کر کے رہن رکھی ہوئی چیز واپس لی جا سکے تو وہ چیز بعینہ ترکے میں شمار ہو گی۔ اور اگر اتنا مال نہ ہو تو جس کے پاس وہ چیز رہن رکھی گئی ہے، اسے اختیار ہے کہ وہ اسے اوپن مارکیٹ میں فروخت کر کے اپنے قرض کی مقدار کے مطابق رقم وصول کر لے اور باقی بچ جانے والی رقم میت کے ترکے میں شمار کی جائے گی۔

ورثاء:

میت کے وہ رشتہ دار جن میں میراث تقسیم کی جاتی ہے۔ ورثاء کی تین اقسام ہیں:

- ذوی الفروض
- عصبات
- ذوی الارحام

تینوں کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔ ان شاء اللہ

اسبابِ میراث:

میراث کا حق دار ہونے کے تین اسباب ہیں:

- نسب
- نکاح
- وَلاء

نسب:

نسب سے مراد خونی رشتے داری ہے جو میت اور اس کے ورثاء کے درمیان ولادت کی وجہ سے ہوتی ہے۔ میت کی اولاد، بہن بھائی اور میت کے آباء واجداد اسی سبب کی وجہ سے وارث ہوتے ہیں۔

نکاح:

نکاح سے مراد شرعی طور پر منعقد؛ نکاحِ صحیح ہے۔ اس سبب کی وجہ سے خاوند اور بیوی؛ کسی ایک کی وفات کے بعد ایک دوسرے کے وارث بنتے ہیں۔

وَلاء:

ولاء سے مراد وہ قرابت ہے جسے دینِ اسلام نے آقا اور اس کے آزاد کردہ غلام کے درمیان ایک قرابت قرار دیا ہے۔ اگر کسی غلام کا کوئی شرعی وارث موجود نہ ہو تو آزاد کرنے والا آقا؛ اپنے آزاد شدہ غلام کا وارث ہوتا ہے۔

حدیث مبارک ہے:

اَلْوَلَاءُ لُحْمَةٌ كَلُحْمَةِ النَّسَبِ لَا يُبَاعُ وَلَا يُوهَبُ

صحیح ابن حبان؛ رقم الحدیث 1896

ترجمہ: ولاء بھی نسب جیسی ایک رشتہ داری ہے، ولاء کو نہ تو بیچا جا سکتا ہے اور نہ ہدیہ کیا جا سکتا ہے۔

عَینی / حقیقی بہن بھائی:

جو ماں اور باپ دونوں کی طرف سے ہوں۔

عَلاتی / باپ شریک بہن بھائی:

جن کی والدہ الگ ہوں والد ایک ہو۔ ان کو صرف "عِلّی" بھی کہا جاتا ہے۔

اَخیافی / ماں شریک بہن بھائی:

جن کی والدہ ایک ہو، والد الگ الگ ہوں۔ ان کو صرف "خِیفی" بھی کہا جاتا ہے۔

اِخوہ:

دو یا دو سے زیادہ بھائی، بہنیں خواہ وہ حقیقی ہوں، علاتی ہوں یا اخیافی یا ملے جلے ہوں۔ مذکر ہوں یا مؤنث یا ملے جلے۔ ان کو "اِخوہ" کہا جاتا ہے۔

جد / اجداد:

جد سے مراد میت کے اوپر کی طرف مذکر آباء واجداد ہیں۔ ان کی دو قسمیں ہیں:

جدِّ صحیح اور جدِّ فاسد

جدِّ صحیح:

جدِّ صحیح سے مراد باپ کی طرف والے آباء واجداد ہیں یعنی دادا، پر دادا، سکڑ دادا وغیرہ۔

جدِّ فاسد:

جدِّ فاسد سے مراد وہ اجداد ہیں جن کا میت کے ساتھ رشتہ صرف کسی عورت کے واسطہ سے ہو۔ جیسے نانا اور پر نانا وغیرہ۔

جدہ / جدات:

عربی زبان اور علم المیراث میں جدہ سے مراد صرف دادی نہیں بلکہ میت کے ماں اور باپ دونوں کی طرف سے اوپر والی خواتین جدات کہلاتی ہیں۔ دادی بھی جدہ ہے اور نانی بھی جدہ ہے۔ جدات کی بھی دو قسمیں بنتی ہیں:

جداتِ صحیحہ اور جداتِ فاسدہ

جدہ صحیحہ:

جدہ صحیحہ کی تعریف جد صحیح کی تعریف سے مختلف ہے۔ جس جدہ کی میت کی طرف نسبت کرتے ہوئے درمیان میں کوئی جد فاسد نہ آئے وہ جدہ صحیحہ کہلائے گی۔ میت کی دادی، دادی کی ماں، دادا کی ماں، دادی کی نانی، دادا کی نانی، میت کی نانی، نانی کی ماں، نانی کی نانی؛ سب جداتِ صحیحہ ہیں۔ کیونکہ ان کی میت کی طرف نسبت کریں تو درمیان میں کسی جد فاسد کا واسطہ نہیں آرہا۔ اسے اچھی طرح سمجھ لیں۔

جدہ فاسدہ:

جس جدہ کی میت کی طرف نسبت کرتے ہوئے درمیان میں کوئی جد فاسد آجائے وہ جدہ فاسدہ کہلائے گی۔

مثلاً: نانا کی ماں

حاجب اور محجوب:

بعض ورثاء ایسے ہوتے ہیں جن کی موجودگی میں دیگر ورثاء کا حصہ کم ہو جاتا ہے یا کبھی ختم بھی ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے کسی دوسرے کے حصے میں کمی ہو یا حصہ نہ ملے اسے حاجب کہتے ہیں اور جس کو حصہ نہ ملے اسے محجوب کہتے ہیں۔ جیسے باپ کی موجودگی میں دادا کو میراث نہیں ملتی اور بیٹے کی موجودگی میں پوتے کو میراث نہیں ملتی۔ ان دونوں صورتوں میں باپ اور بیٹا حاجب کہلائیں گے، دادا اور پوتا محجوب۔ اسی طرح اگر میت کی اولاد نہ ہو تو بیوی کو چوتھا حصہ ملتا ہے اور اگر میت کی اولاد ہو تو بیوی کا حصہ کم ہو کر آٹھواں حصہ رہ جاتا ہے۔

محروم:

بسا اوقات کسی وارث کی ذات کے اندر کوئی ایسی وجہ پائی جاتی ہے جس کی وجہ سے اس کو میراث نہیں ملتی ایسے وارث کو "محروم" کہا جاتا ہے۔ تفصیل آگے موانعِ ارث میں آ رہی ہے۔

لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ:

ترجمہ: ایک مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے۔

یہ سورۃ النساء کی آیت نمبر 11 کا ایک ٹکڑا ہے۔ اس قرآنی قانون کے مطابق جب ایک ہی درجے کے مرد اور عورتیں آپس میں بطور عصبہ یا بطور ذوی الارحام وراثت میں شریک بن جائیں تو مرد کو عورت کے حصے کا دوگنا دیا جاتا ہے۔ مثلاً میت کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہو تو تین حصے کیے جائیں گے، دو حصے بیٹے کو اور ایک حصہ بیٹی کو ملے گا۔

سہم / سہام:

حصوں کو کہا جاتا ہے۔ میت کے مال میں سے ورثاء کو ملنے والے حصے سہام کہلاتے ہیں۔

رؤوس:

رؤوس؛ رأس کی جمع ہے۔ رأس؛ سر کو کہتے ہیں۔ مراد ورثاء کی تعداد ہے۔ تعدادِ ورثاء کو "عددِ رؤوس" یا "ابدان" سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔

اصل اور فرع:

اوپر والوں یعنی ماں باپ اور آباء و اجداد کو اصل کہا جاتا ہے اور نیچے والوں یعنی اولاد کو فرع کہا جاتا ہے۔
اصل کا معنیٰ ہے: جڑ، اور فرع کا مطلب ہے: شاخ۔

مخرج:

مخرج کا لفظی معنیٰ ہے: نکلنے کی جگہ۔ علم المیراث کی اصطلاح میں مخارج الفروض کا معنیٰ ہے: وہ اعداد جن سے ورثاء کے متعینہ حصے نکالے جاتے ہیں۔ مثلاً تین ورثاء میں میراث اس طرح تقسیم کرنی ہے کہ ایک کو آدھا، دوسرے کو ایک تہائی اور تیسرے کو چھٹا حصہ ملے۔

$$1/6 \quad + \quad 1/3 \quad + \quad 1/2$$

ان ورثاء میں میراث تقسیم کرنے کے لیے "6" کو مخرج بنانا پڑے گا۔ آدھے والے کو "3"، ایک تہائی والے کو "2" اور چھٹے حصے والے کو "1" ملے گا۔ اس کی مزید تفصیل ان شاء اللہ آگے آرہی ہے۔ آسان الفاظ میں یوں سمجھ لیجئے کہ جتنے بھی حصے ہوں، ان کا ذو اضعاف اقل L.C.M لے لیں۔ یہی مخرج ہے۔

ذو اضعاف اقل:

میراث کے تمام مسائل کا عملی ریاضیاتی حل نکالنے کا آسان ترین طریقہ ذو اضعاف اقل ہے جسے LCM (Least Common Multiple) بھی کہا جاتا ہے۔ "ذو" کا معنیٰ ہے: والا۔ "اضعاف" ضِعف کی جمع ہے، اس کا معنیٰ ہے: دوگنا۔ "اقل" کا معنی ہے سب سے چھوٹا۔ ذو اضعاف اقل تلاش کرنے کے مختلف طریقے ہیں۔ یہاں ہم LCM تلاش کرنے کے دو مشہور اور آسان ترین طریقے ذکر کرتے ہیں:

پہاڑے کا طریقہ Multiples Method

اس طریقے میں، ہم ہر عدد کا پہاڑا Table [دوگنا، تین گنا، چار گنا......] لکھتے ہیں اور پھر ان میں سے سب سے چھوٹا مشترکہ عدد LCM تلاش کرتے ہیں۔

مثال: عدد 4 اور 6 کا ذو اضعاف اقل LCM تلاش کریں۔

4 کا پہاڑہ:4،8،12،16،20،24، 28،32،36......

6 کا پہاڑہ:6،12،18،24،30،36......

چار اور چھ کے اضعاف میں سے بہت سے اعداد ایک جیسے ہیں لیکن ان میں سب سے چھوٹا مشترک عدد 12 ہے، تو ہم 12 کو چار اور چھ کا ذو اضعاف اقل یا LCM کہیں گے۔

تقسیم کا طریقہ Division Method

اس طریقے میں، ہم تمام اعداد کو ایک ساتھ لکھ کر کسی مشترکہ عدد سے مسلسل تقسیم کرتے ہیں یہاں تک کہ مزید تقسیم کرنا ممکن نہ رہے۔ پھر تقسیم کرنے والے اور آخری سطر میں بچے ہوئے تمام اعداد کو آپس میں ضرب دیتے ہیں۔ جو جواب آئے وہی ذو اضعاف اقل LCM کہلاتا ہے۔

مثال:4 اور 6 کا ذو اضعاف اقل LCM تلاش کریں۔

2	4	6
	2	3

4 اور 6 دونوں اعداد 2 پر تقسیم ہو جاتے ہیں۔ پھر مزید تقسیم ممکن نہیں۔ ذو اضعاف اقل: 12 = 2x2x3

مثال:8 اور 12 کا ذو اضعاف اقل LCM تلاش کریں۔

2	8	12
2	4	6
	2	3

8 اور 12 دونوں اعداد 2 پر تقسیم ہو جاتے ہیں۔ جواب آیا: 4 اور 6، یہ دونوں اعداد پھر 2 پر تقسیم ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد مزید تقسیم ممکن نہیں۔ ذو اضعاف اقل: 24 = 2x2x2x3

تصحیح:

اگر ورثاء کے حصے ان کی تعداد پر پورے پورے تقسیم نہ ہوتے ہوں تو حصوں کے مجموعہ کو ورثاء کی تعداد کے مطابق اس طرح بڑھانا کہ ورثاء کے مقررہ حصوں کی باہمی نسبت بر قرار رہے اور تمام ورثاء کے حصے ان کی

تعداد پر پورے پورے تقسیم ہو جائیں؛اس عمل کو عملِ تصحیح کہتے ہیں۔

مثلاً: دو لوگوں میں تین حصے پورے پورے تقسیم نہیں ہو سکتے تو ہم انہی تین حصوں کو چھ حصوں میں تقسیم کر لیں گے تاکہ ہر ایک کو تین تین حصے مل جائیں۔ مقدار وہی رہے گی اور شرکاء کے حصوں کا تناسب بھی وہی رہے گا۔

موانعِ ارث / میراث نہ ملنے کے اسباب

موانع: مانع کی جمع ہے، لفظی معنیٰ ہے: رکاوٹ۔ وہ اسباب جن کی وجہ سے کوئی وارث؛ میراث سے بالکل محروم ہو جاتا ہے، ان کو موانع کہتے ہیں۔

اسلامی قانونِ وراثت میں موانعِ ارث چار ہیں:

1- غلامی:

کوئی غلام کسی آزاد کا اور کوئی آزاد کسی غلام کا وارث نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ غلام اپنے مال کا مالک نہیں ہوتا اس کے سارے مال کا مالک اس کا آقا ہوتا ہے۔ اس لیے نہ تو غلام کی میراث اس کے کسی رشتہ دار کو ملے گی اور نہ ہی غلام کے کسی رشتہ دار کی میراث اسے ملے گی۔

2- قتل

ایسا قتل جس سے قصاص، دیت یا کفارہ واجب ہوتا ہو، اس کی وجہ سے وارث اپنے مُورث کی میراث سے محروم ہو جاتا ہے۔

حدیث مبارک میں ہے:

اَلْقَاتِلُ لَا يَرِثُ

سنن الترمذی؛رقم الحدیث:2109

ترجمہ: قاتل وارث نہیں بنے گا۔

ایک اور حدیث مبارک ہے:

لَيْسَ لِلْقَاتِلِ مِنَ الْمِيْرَاثِ شَيْءٌ

سنن النسائی؛رقم الحدیث:6333

ترجمہ: قاتل کو[مقتول کی]میراث میں سے کچھ بھی نہیں ملے گا۔

شریعتِ اسلامیہ نے یہ پابندی اس لیے لگائی ہے تاکہ کوئی وارث؛مال کے لالچ میں اپنے مورث کو قتل نہ کرے۔

قتل کی اقسام اور ان کے احکام:

قتل کی پانچ قسمیں ہیں:

قتل عمد قتل شِبہ عمد قتل خطا قتل شبہ خطا[جاری مجریٰ خطا] قتل بالسبب

ان پانچ قسموں میں سے پہلی چار قسموں میں قاتل وراثت سے محروم رہے گا،اور آخری قسم[قتل بالسبب] میں قاتل وراثت سے محروم نہیں ہو گا۔

قتل عمد:

جان بوجھ کر کسی ہتھیار سے یا ہتھیار کے قائم مقام کسی چیز سے قتل کرنے کو قتلِ عمد کہتے ہیں۔اس صورت میں قصاص واجب ہوتا ہے اور قاتل وراثت سے محروم ہوتا ہے۔

قتل شبہ عمد:

جان بوجھ کر کسی ایسی چیز سے قتل کرنا جو نہ تو ہتھیار ہو اور نہ ہتھیار کے قائم مقام ہو، مگر اس سے قتل ہونے کا غالب گمان ہو، اس کو قتل شبہ عمد کہتے ہیں۔ جیسے بڑی لاٹھی سے کسی کو مار کر قتل کر دینا۔اس میں کفارہ اور دیت واجب ہوتی ہے اور قاتل وراثت سے محروم ہوتا ہے۔

قتل خطا:

غلطی سے کسی کو قتل کر دینا، اس کو قتل خطا کہتے ہیں۔ غلطی فہم و گمان میں بھی ہو سکتی ہے اور عمل میں بھی۔ جیسے کسی انسان کو غلطی سے جانور سمجھ کر گولی چلائی، اور وہ مر گیا۔ یا گولی تو کسی شکار پر چلائی لیکن وہ بھٹک کر کسی انسان کو جا لگی۔

قتل شبہ خطا:

انجانے میں قتل ہو جانا۔ جیسے کوئی آدمی کسی درخت یا چھت سے بے اختیار کسی انسان پر گر جائے اور جس پر گرے وہ مر جائے، یا سوتے ہوئے کسی بچے پر کروٹ لے لی جائے اور بچے کی موت ہو جائے۔ ان دونوں صورتوں [قتل خطا اور قتل شبہ خطا] میں کفارہ اور دیت خفیفہ واجب ہو گی اور وارث؛ وراثت سے محروم ہو جائے گا۔

قتل بالسبب:

قتل کا سبب اختیار کرنا۔ جیسے کسی نے عام راستے پر کنواں وغیرہ کھود دیا اور کنواں کھودنے والے کا رشتہ دار اس میں گر کر مر گیا۔ اس قتل سے عاقلہ پر دیت واجب ہوتی ہے، البتہ قاتل؛ مقتول کی وراثت سے محروم نہیں ہو گا۔

ان پانچوں اقسام کی مزید تفصیلات فقہ اسلامی کی بڑی کتابوں میں موجود ہیں، وہاں ملاحظہ فرمالیں۔

3- دین کا اختلاف:

کوئی مسلمان کسی کافر کا اور کوئی کافر کسی مسلمان کا وارث نہیں بن سکتا۔

حدیث مبارک میں ہے:

لَا يرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ

صحیح البخاری؛ رقم الحدیث:6764

ترجمہ: مسلمان؛ کافر کا وارث نہیں بنتا اور کافر بھی مسلمان کا وارث نہیں بنتا۔

4- وطن کا اختلاف

دارالحرب میں رہنے والا کافر دارالاسلام میں رہنے والے کافر کا وارث نہیں ہو سکتا۔ یہ چوتھی صورت صرف کفار کے لیے ہے، مسلمان جہاں کہیں بھی ہوں ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔

دار الحرب اور دار الاسلام کی تفصیلات فقہ اسلامی کی بڑی کتب میں موجود ہیں۔

مشق 1

مختصر جواب دیں:

1. علم المیراث کی اہمیت و فضیلت پر روشنی ڈالیں۔
2. علم المیراث کے کتنے مآخذ ہیں اور قیاس کا اس میں کیا دخل ہے؟
3. ترکہ کی تعریف لکھیں۔
4. غصب شدہ مال، سود اور لاٹری کا مال، میراث میں شامل ہو گا یا نہیں؟
5. میراث کے اعتبار سے حق مہر کا حکم بیان کریں۔
6. کیا حکومت یا کسی کمپنی کی طرف سے خاص ورثاء کو دیے جانے والے مال کو میراث میں شمار کیا جائے گا؟
7. اسباب میراث کتنے ہیں؟ تعداد اور نام تحریر کریں۔
8. موانع ارث کتنے ہیں؟ تعداد اور نام بتائیں۔
9. مُورِث، وراثت اور وارث کی تعریف لکھیں۔

درست جواب پر نشان لگائیں:

1. باپ شریک بہن بھائی:

عِلّی   عَلَّاتی   اخیافی

2. دو یا دو سے زیادہ بہن بھائیوں کو اصطلاحی طور پر کہا جاتا ہے:

اخوات   اخوہ   شریک

3. میراث کا حقدار ہونے کے اسباب ہیں:

4   6   3

4. میت کی اولاد، بہن بھائی اور میت کے آباء و اجداد اس سبب کی وجہ سے وارث ہوتے ہیں:

ولاء   نسب   نکاح

5. جس وارث کی وجہ سے کسی دوسرے وارث کا حصہ کم یا بالکل ختم ہو جائے وہ وارث کہلاتا ہے:

حاجب محجوب محروم

6. میراث نہ ملنے کے اسباب کو کہتے ہیں:

قرضے موانع ارث ذمہ داریاں

7. قاتل؛ مقتول کا وارث:

بنتا ہے نہیں بنتا کبھی کبھی بنتا ہے

صحیح اور غلط کی نشاندہی کریں:

1. جَدَّہ جمع جَدَّات: ماں باپ دونوں کی طرف سے اوپر والی خواتین۔
2. آقا اور آزاد کردہ غلام میں جو قرابت شریعت کی طرف سے طے ہے اسے نسب کہتے ہیں۔
3. نسب (خونی رشتہ داری) سے مراد ہے: میت کی اولاد، بہن بھائی اور آباء واجداد۔
4. کسی کو ادھار دی ہوئی رقم میراث سے خارج ہے۔
5. جد فاسد میت کے وہ آباء واجداد ہیں جو میت کے ساتھ رشتہ میں کسی مرد کے واسطہ سے ہوں۔
6. کوئی غلام کسی آزاد کا اور کوئی آزاد کسی غلام کا وارث بن سکتا ہے۔
7. مسلمان؛ کافر کا اور کافر؛ مسلمان کا وارث نہیں بن سکتا۔
8. وطن کا اختلاف: یہ مانع صرف کفار کے لیے ہے۔
9. ایک ہی درجہ کے مرد اور عورتیں آپس میں بطور عصبہ وراثت میں شریک ہو جائیں تو مرد کو عورت کے حصے کا تین گُنا ملتا ہے۔
10. میت کے مال میں سے ورثاء کو ملنے والے حصے سہام کہلاتے ہیں۔

تقسیمِ ترکہ کے مراحل

میت کے ترکہ کو چار مراحل میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اسے یوں بھی بیان کیا جاتا ہے کہ: میت کے ترکہ سے چار حقوق ترتیب وار متعلق ہوتے ہیں۔ ان حقوق کو اسی ترتیب سے ادا کرنا ضروری ہے۔

1: تجہیز و تکفین

2: قرضوں کی ادائیگی

3: وصیت کا نفاذ

4: ورثاء میں میراث کی تقسیم

1- تجہیز و تکفین:

میت کے مال میں سے سب سے پہلے اس کی تجہیز و تکفین کا خرچہ نکالا جائے گا۔ میت کا کفن، قبر کی تیاری، غسل دینے والے کے اخراجات وغیرہ۔ اسی طرح قبرستان میں جگہ نہ ملنے کی صورت میں اگر زمین کی قیمت دینا پڑے تو وہ بھی میت کے مال میں سے ادا کی جائے گی۔

اس میں اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ تجہیز و تکفین میں نہ تو فضول خرچی کی جائے اور نہ ہی بخل اور کنجوسی سے کام لیا جائے۔

سنت کے مطابق مرد کے لیے تین کپڑوں اور خاتون کے لیے پانچ کپڑوں کا انتظام کیا جائے گا۔ بغیر کسی شرعی عذر کے ان میں کمی یا زیادتی کرنا درست نہیں۔

اسی طرح فضول خرچی اور بخل میں یہ بھی شامل ہے کہ بہت گھٹیا یا بہت زیادہ قیمتی کپڑے میں کفن دیا جائے۔ یہ اصول ذہن میں رکھ لیا جائے کہ میت اپنی زندگی میں عام طور پر جس قیمت کا لباس پہنا کرتی تھی، اسی قیمت کے برابر یا اس کے قریب قریب قیمت والے کپڑے میں اس کو کفن دیا جائے۔

میت کو بغیر شرعی عذر کے دوسرے شہر منتقل کرنا جائز نہیں، جہاں وفات ہو وہیں تدفین کی جائے۔

جنازے پر آنے والے رشتہ داروں، دوست احباب یا اہلِ علاقہ کو ترکے کے مال میں سے کھانا کھلانا: جائز

نہیں۔

تجہیز و تکفین اور تدفین کے موقع پر لوگوں کے اپنی طرف سے بنائے ہوئے امور پر ترکہ میں سے خرچ کرنے کی اجازت نہیں۔ مثلاً جنازہ پڑھانے والے کو جائے نماز، کپڑے وغیرہ دینے کے لیے ترکہ کا مال خرچ کرنا جائز نہیں۔

بسا اوقات میت کے رشتے دار یا دوست احباب تجہیز و تکفین کے اخراجات اپنی جیب سے ادا کر دیتے ہیں، ایسا کرنا بھی درست ہے۔ لیکن اگر کوئی اپنی جیب سے ادا نہ کر رہا ہو تو پھر سب سے پہلا حق یہی ہے کہ میت کے مال میں سے اس کی تجہیز و تکفین کے اخراجات منہا کیے جائیں۔

2- قرضوں کی ادائیگی:

کفن دفن سے فارغ ہونے کے بعد باقی ترکے سے میت کا قرضہ ادا کیا جائے گا۔ قرض کی دو قسمیں ہیں:

1- بندوں کا قرض۔

2- اللہ تعالیٰ کا قرض۔ مثلاً میت کے ذمے واجب الاداء زکوۃ یا کفارہ وغیرہ۔

کفن دفن سے فارغ ہونے کے بعد بقیہ مال میں سے سب سے پہلے بندوں کا قرض ادا کیا جائے گا۔ اگر میت نے وصیت کی ہو تو پھر اللہ تعالی کا قرض جیسے کسی کے ذمے زکوۃ، فدیہ یا کفارہ وغیرہ کی رقم باقی ہو تو وہ ادا کی جائے گی۔ اگر میت نے وصیت نہ کی ہو تو ورثاء کے ذمے ایسے قرض کو پورا کرنا شرعاً لازم نہیں۔ ہاں وہ اپنی مرضی سے ادا کر دیں تو بہتر ہے۔ اور بہتر یہی ہے کہ بالغ ورثاء اپنے مال سے میت کے حقوق اللہ سے متعلق "دَین" ادا کر دیں، یہ بڑے اجر و ثواب کی بات ہے، لیکن نابالغ کے مال سے ادا کرنا جائز نہیں، اور نابالغ کی اجازت بھی معتبر نہیں۔ بندوں کا قرض ہر صورت میں ادا کیا جائے گا، خواہ میت نے وصیت کی ہو یا نہ کی ہو، ورثاء بالغ ہوں یا نابالغ۔

قرض کی ادائیگی کے لیے اس کا ثبوت ضروری ہے۔ ثبوت کی کئی قسمیں ہو سکتی ہیں جیسے کوئی تحریر یا دو گواہ یا میت کا اقرار وغیرہ

مرض الموت میں اگر کوئی ہسپتال میں رہا ہو تو ڈاکٹر کی فیس یا اسپتال کے اخراجات وغیرہ بھی میت کے مال سے ادا کیے جائیں گے۔

بیوی کا حق مہر بھی قرض میں شمار ہوتا ہے۔ بیوی کو ترکے میں سے جو حصہ ملتا ہے، حق مہر کی رقم اس کے علاوہ؛ تقسیمِ ترکہ سے پہلے؛ بطور قرض کی ادائیگی کے بیوی کے حوالے کی جائے گی۔

ایک ضروری بات یاد رکھیں کہ قرض میت کے کل مال سے ادا کیا جائے گا۔ حتیٰ کہ اگر قرض ادا کرنے میں پورا مال بھی خرچ ہو جائے تب بھی تمام قرضے ادا کیے جائیں گے۔

اگر مال کم ہو اور قرض زیادہ ہو تو تمام قرض خواہوں کو ان کے قرضوں کے تناسب سے ادائیگی کی جائے گی۔

3-وصیت کا نفاذ:

قرضوں کی ادائیگی کے بعد اگر کچھ رقم بچ جائے تو اس میں میت کی وصیت کو نافذ کیا جائے گا۔ وصیت کا مطلب ہوتا ہے کہ کوئی آدمی اپنی زندگی میں یوں کہے یا لکھ دے کہ میرے مرنے کے بعد میرے مال میں سے فلاں فلاں چیز یا اتنی رقم یا اتنی رقم کی کوئی چیز فلاں فلاں کو دے دی جائے۔ اگر کسی نے اپنی زندگی میں کسی کو کوئی چیز دے دی ہو تو وہ ہدیہ، ہبہ یا گفٹ کہلاتی ہے، وصیت نہیں۔

وصیت کے نفاذ کی شرائط درج ذیل ہیں:

i- وصیت جائز کام کی ہو۔ ناجائز کام کی وصیت کو پورا کرنا درست نہیں۔

ii- وصیت غیر وارث کے حق میں ہو۔ اگر کسی نے کسی ایسے شخص کے بارے میں وصیت کی ہو جو اس کا وارث بن رہا ہو یعنی جس کو اس کی میراث میں سے حصہ مل رہا ہو تو ایسی وصیت کو پورا کرنا جائز نہیں۔ شریعت اسلامیہ میں وارث کے حق میں وصیت کرنا جائز نہیں۔ حدیث مبارکہ میں ہے:

اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَعْطٰی کُلَّ ذِیْ حَقٍّ حَقَّهٗ، فَلَا وَصِیَّةَ لِوَارِثٍ

سنن الترمذی رقم الحدیث 2120

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا ہے لہٰذا کسی وارث کے حق میں کوئی وصیت نہیں ہو سکتی۔

iii- قرضوں کی ادائیگی کے بعد بچے ہوئے مال کے زیادہ سے زیادہ ایک تہائی تک کی وصیت کو پورا کیا جائے گا۔

ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت کو پورا کرنا درست نہیں۔

فرض کریں کسی میت کی تجہیز و تکفین اور قرضوں کی ادائیگی کے بعد تین لاکھ روپے کی رقم بچ گئی۔ اگر میت نے دس ہزار، چالیس ہزار یا ساٹھ ہزار کی وصیت کی ہو تو پوری وصیت نافذ کی جائے گی، اسی طرح اگر ایک لاکھ کی وصیت کی ہو تو وہ بھی پوری نافذ کی جائے گی۔ لیکن ایک لاکھ سے زیادہ کی وصیت نافذ نہیں کی جائے گی کیونکہ یہ تیسرے حصے یعنی ایک تہائی سے زیادہ ہے۔ فرض کریں مذکورہ صورت میں اگر میت نے نے ڈیڑھ لاکھ یا دو لاکھ کی وصیت کی ہو تو ہم وصیت کے طور پر صرف ایک لاکھ تک ادا کریں گے۔ ایک تہائی سے اضافی وصیت کو نافذ نہیں کیا جائے گا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ وَجَعٍ اشْتَدَّ بِيْ، فَقُلْتُ: اِنِّيْ قَدْ بَلَغَ بِيْ مِنَ الْوَجَعِ وَاَنَا ذُوْ مَالٍ، وَلَا يَرِثُنِيْ اِلَّا ابْنَةٌ، اَفَاَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِيْ؟ قَالَ: لَا. فَقُلْتُ: بِالشَّطْرِ؟ فَقَالَ: لَا. ثُمَّ قَالَ: اَلثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَبِيْرٌ اَوْ كَثِيْرٌ، اِنَّكَ اَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ اَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ اَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ.

صحیح البخاری؛ باب رثی النبی صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن خولۃ؛ رقم الحدیث 1233

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے سال میری عیادت کے لیے تشریف لائے جب کہ میں سخت بیمار تھا۔ میں نے عرض کی: میرا مرض شدت اختیار کر چکا ہے، میرے پاس مال بہت ہے اور میری صرف ایک بیٹی میری وارث ہے، تو کیا میں اپنے دو تہائی مال کو صدقہ کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ میں نے عرض کیا: آدھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک تہائی کر دو اور ایک تہائی بھی بہت بڑا ہوتا ہے یا بہت زیادہ ہوتا ہے، اگر تم اپنے وارثوں کو اپنے پیچھے مالدار چھوڑ جاؤ تو یہ اس سے کہیں بہتر ہے کہ تم انہیں محتاجی میں اس طرح چھوڑ کر جاؤ کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔

4-ورثاء میں ترکہ کی تقسیم:

میت کے چھوڑے ہوئے مال یعنی ترکہ میں سے پہلے تین حقوق ادا کرنے کے بعد بچے ہوئے مال میں سے

میت کے ورثاء کے درمیان ان کے حصوں کے مطابق میراث تقسیم کی جائے گی۔

ورثاء / حق داروں کی تفصیل:

مذکورہ بالا تین حقوق کی ادائیگی کے بعد میراث درج ذیل ترتیب سے تقسیم ہو گی۔ فی الحال صرف نام دیکھ لیں، ان کی تفصیل آئندہ صفحات میں آ رہی ہے۔

1. اصحاب الفرائض یا ذَوِی الفُرُوض
2. عصباتِ نسبی
3. مولیٰ عِتاقہ [آزاد کرنے والا آقا؛ عصبہ سببی]
4. مولیٰ عتاقہ کا عصبہ نسبی
5. مولیٰ عتاقہ کا مولیٰ عتاقہ
6. زَوجین کے علاوہ باقی اصحاب الفرائض پر رد
7. ذَوِی الاَرحام
8. مَولَی الموالات
9. مُقَرّلَہ بالنسب علی الغیر
10. جس کے لیے ایک تہائی سے زیادہ یا کل مال کی وصیت کی ہو
11. بیت المال

1- اصحاب الفرائض:

یہ وہ ورثاء ہیں جن کے حصے شریعت میں مقرر شدہ ہیں۔ یعنی انہیں آدھا حصہ، تیسرا حصہ، تہائی حصہ وغیرہ ملتا ہے۔ مزید تفصیل آگے آ رہی ہے۔

2- عصباتِ نسبی:

عصبات؛ عصبہ کی جمع ہے۔ عصباتِ نسبی وہ رشتے دار ہوتے ہیں جن کا طے شدہ حصہ مقرر نہیں ہوتا۔ اگر ذوی الفروض نہ ہوں تو یہ سارا مال لے لیتے ہیں اور اگر ذوی الفروض موجود ہوں تو ذوی الفروض کو ان کا حصہ دینے

کے بعد جو مال بچ جائے، عصبات وہ سارا مال لے لیتے ہیں۔ ان کی تفصیل بھی آگے آرہی ہے۔

99 فیصد مسائل میں ترکہ صرف ان دو قسم کے ورثاء میں ہی تقسیم ہو جاتا ہے۔ بعد والی 9 قسموں کو نہیں ملتا۔

3- مولیٰ عتاقہ [عصبہ سَبَبی]:

مولیٰ کا معنیٰ ہے مالک، آقا۔ عتاق کا معنیٰ ہے آزادی۔ مولیٰ عتاقہ کا معنیٰ ہوا: آزادی کا مالک۔ یعنی وہ آقا جس نے کسی غلام کو آزاد کیا ہو۔ مولیٰ عتاقہ کو عصبہ سببی بھی کہا جاتا ہے۔ آزادی ایک نئی زندگی ہوتی ہے، چونکہ اس کا سبب آقا ہے اس لیے شریعتِ اسلامیہ نے آقا کو آزاد کردہ غلام کا عصبہ سببی شمار کیا ہے۔ اس آزاد شدہ غلام کے انتقال کی صورت میں اگر اس کے ذوی الفروض کو دینے کے بعد کچھ مال بچ جائے اور اس کے عصباتِ نسبی موجود نہ ہوں تو اس کی میراث اس کے آزاد کرنے والے آقا کو ملے گی۔

آزاد کرنے والا آقا: عمر

آزاد کردہ غلام: اسلم

اسلم کے انتقال کی صورت میں اگر اس کے ذوی الفروض اور عصباتِ نسبی نہ ہوں یا ذوی الفروض کو دینے کے بعد کچھ مال بچ جائے اور اسلم کے عصباتِ نسبی موجود نہ ہوں تو اسلم کا مال عمر کو ملے گا۔

4- مولیٰ عتاقہ کا عصبہ بنفسہ

چوتھے نمبر پر مولیٰ عتاقہ یعنی آزاد کرنے والے آقا کے عصبہ بنفسہ آتے ہیں۔ اگر پہلی تین قسموں میں سے کوئی بھی نہ ہو تو اس کے عصبہ بنفسہ میں سے قریب ترین عصبہ کو میراث ملے گی۔

مذکورہ مثال میں اسلم کے انتقال کی صورت میں اگر اس کے ذوی الفروض اور عصباتِ نسبی نہ ہوں یا ذوی الفروض کو دینے کے بعد کچھ مال بچ جائے اور اسلم کے عصباتِ نسبی موجود نہ ہوں تو اسلم کا مال عمر کو ملنا تھا مگر عمر کا انتقال اسلم کے انتقال سے پہلے ہو چکا تھا تو اس صورت میں مال عمر کے عصبہ نسبی [مثلاً عمر کے بیٹے] کو ملے گا۔

5- مولیٰ عتاقہ کا مولیٰ عتاقہ

پانچویں نمبر پر مولیٰ عتاقہ کا مولیٰ عتاقہ آتا ہے۔ یعنی عمر کے اس آزاد شدہ غلام [اسلم] نے آزادی کے بعد

کسی غلام [مثلاً فہد] کو خرید کر آزاد کیا ہو۔ اس صورت میں فہد کا مولیٰ عتاقہ اسلم ہے اور اسلم کا مولیٰ عتاقہ عمر ہے۔ اگر فہد کا انتقال ہو جائے اور اوپر مذکور چاروں اصناف میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو تو فہد کی میراث عمر کو ملے گی۔ [یاد رہے کہ اس صورت میں اسلم کا انتقال فہد سے پہلے ہو چکا تھا۔]

6- زوجین کے علاوہ باقی اصحاب الفرائض پر رد

رد کا مطلب ہے لوٹانا۔ اگر مذکورہ پانچ ورثاء سے مال بچ گیا ہو تو زوجین [خاوند بیوی] کے علاوہ دیگر اصحاب الفرائض کو ان کے اصل حصوں کے مطابق یہ بچا ہوا مال دیا جاتا ہے۔ تفصیل آگے آرہی ہے۔ ان شاء اللہ

7- ذوی الارحام

ذوی الفروض اور عصبات کے علاوہ وہ جو رشتہ دار ہوں، انہیں ذوی الارحام کہا جاتا ہے۔ آسانی کے لیے سمجھ لیں کہ یہ دور کے رشتے دار ہوتے ہیں۔ تفصیل آگے آرہی ہے۔ اوپر مذکور چھ اصناف سے مال بچ جائے تو ذوی الارحام وارث بنتے ہیں۔

8- مولی الموالات

موالات کا معنٰی یہ ہوتا ہے کہ اگر دو آدمی ایک دوسرے کے ساتھ اس چیز کا معاہدہ کریں کہ ہم دونوں ایک دوسرے کے ذمہ دار ہوں گے۔ اگر مجھ سے کوئی ایسا کام ہو جائے جس کی سزا میں مجھ پر کوئی تاوان یا کوئی مالی جرمانہ ہو تو وہ آپ میری طرف سے ادا کریں گے اور اگر آپ سے کچھ ایسا کام ہو گیا تو میں آپ کی طرف سے تاوان ادا کروں گا اور مرنے کے بعد ہم ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔ ایسا معاہدہ کرنے والے دونوں لوگ ایک دوسرے کے مولیٰ موالات کہلائیں گے۔ اوپر مذکور ساتوں اصناف سے مال بچ جائے تو مولی الموالات وارث ہو گا۔

9- مُقَرٌ لَهٗ بِالنَّسَبِ عَلَى الْغَيْرِ:

لفظی مطلب ہے: جس کے لیے کسی غیر کے ساتھ نسب کا اقرار کیا گیا ہو۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اگر میت نے اپنی زندگی میں کسی کو اپنا بھائی، بھتیجا یا چچا کہا ہو، بیٹا نہ کہا ہو۔ اس کا نسب اپنی طرف منسوب نہ کیا ہو بلکہ اپنے غیر یعنی والد، چچا یا دادا وغیرہ کی طرف منسوب کیا ہو۔ یوں کہا ہو کہ یہ میرا بھائی ہے، بھتیجا ہے یا میرا چچا ہے اور جس کی

طرف منسوب کیا ہے یعنی اس کا باپ چچا یا دادا وغیرہ؛ وہ اس کا انکار کرتا ہو تو اس کو "مُقَر لَہٗ بِالنَّسَبِ عَلَی الْغَیْرِ" کہا جاتا ہے۔ مذکورہ آٹھ ورثاء سے مال بچ جائے تو وہ مُقَر لَہٗ بِالنَّسَبِ عَلَی الْغَیْرِ کو دیا جائے گا۔ یاد رکھیں! اگر کسی نے اپنی طرف نسب کو منسوب کیا ہو تو وہ منسوب شدہ شخص سگی اولاد کے حکم میں ہوتا ہے۔ اپنے اوپر اقرار سے نسب ثابت ہو جاتا ہے۔

10- جس کے لیے کل مال وصیت کی ہو

جس کے لیے کل مال کی وصیت کی ہو، اسے عربی میں "مُوصیٰ لَہٗ بِجَمِیْعِ الْمَالِ" کہتے ہیں۔ اگر میت کا مُقَر لَہٗ بِالنَّسَبِ عَلَی الْغَیْرِ نہ ہو تو باقی مال "مُوصیٰ لَہٗ بِجَمِیْعِ الْمَالِ" کو ملے گا۔

یعنی اوپر مذکور نو ورثاء کی عدم موجودگی میں حکم یہ ہے کہ اگر میت نے کسی کے حق میں ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت کی ہو یا پورے مال کی وصیت کی ہو تو اس وصیت کو بعینہ پورا کیا جائے گا۔

11- بیت المال

اگر اوپر مذکور ورثاء میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو تو سارا مال بیت المال میں جمع کر دیا جائے گا تاکہ اسے مسلمانوں کے اجتماعی کاموں میں خرچ کیا جائے۔ اگر شرعی بیت المال موجود نہ ہو تو زوجین پر رد بھی کیا جا سکتا ہے۔ اور مسلمانوں کے کسی اور اجتماعی کارِ خیر میں بھی میت کے مال کو خرچ کیا جا سکتا ہے مثلاً پانی کا کنواں کھدوا دینا، کوئی مسجد، مدرسہ یا رستہ بنوا دینا وغیرہ۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

علم المیراث میں تثنیہ نہیں ہوتا؛ یہاں 2؛ جمع شمار ہوتا ہے!

فروض / مقرر کردہ حصے

وہ حصے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں متعین کر دیے ہیں۔ یہ چھ حصے ہیں:

نِصُف آدھا۔ یعنی دو میں سے ایک۔ یا 24 میں سے 12

رُبُع چوتھائی۔ یعنی چار میں سے ایک۔ یا 24 میں سے 6

ثُمُن آٹھواں۔ یعنی آٹھ میں سے ایک۔ یا 24 میں سے 3

ثُلُثان دو تہائی۔ یعنی تین میں سے دو۔ یا 24 میں سے 16

ثُلُث تہائی۔ یعنی تین میں سے ایک۔ یا 24 میں سے 8

سُدُس چھٹا۔ یعنی چھ میں سے ایک یا۔ 24 میں سے 4

ذوی الفروض / اصحاب الفرائض:

لفظی معنی ہے حصوں والے۔ یہ وہ ورثاء ہیں جن کے حصے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔ یعنی نصف [آدھا]، ربع [چوتھا]، ثلث [تیسرا] وغیرہ

ذوی الفروض کی اقسام:

ذوی الفروض کی دو اقسام ہیں: ذوی الفروض نسبی اور سببی۔

ذوی الفروض کی کل تعداد بارہ ہے۔ چار مرد اور آٹھ خواتین:

(1): اب .... میت کا باپ

(2): جد صحیح .... میت کا دادا، پردادا الخ...(عورت کے واسطے کے بغیر)

(3): اخیافی بھائی....... وہ بھائی جو صرف ماں کی طرف سے ہو۔

(4): زوج .... خاوند

(5): زوجہ .... بیوی

(6): صُلبی بیٹی .... سگی / حقیقی بیٹی

(7): بنت الابن .... پوتی، پڑپوتی، سکڑپوتی الخ...

(8): عینی بہن .... سگی بہن

(9): علاتی بہن .... باپ شریک بہن

(10): اخیافی بہن .... ماں شریک بہن

(11): ام .... ماں

(12): جدہ صحیحہ .... نانی، دادی الخ ... جس کی میت کی طرف نسبت کریں تو درمیان میں جد فاسد نہ آئے۔

مذکورہ بارہ ورثاء میں سے خاوند اور بیوی [زوج اور زوجہ] ذوی الفروض سببی کہلاتے ہیں کیونکہ ان کی آپس میں قرابت؛ ایک سبب یعنی نکاح کی وجہ سے ہے۔ خدانخواستہ وہ سبب ختم ہو جائے تو وہ رشتہ بھی ختم ہو جائے گا اور اس کا میراث میں سے حصہ بھی ختم ہو جائے گا۔ اور ایسے ورثاء جن کے ساتھ خونی رشتہ ہو ان کو ذوی الفروض نسبی کہتے ہیں۔ نہ تو یہ خونی رشتہ ختم ہو سکتا ہے اور نہ ہی ان کا حصہ ختم ہو سکتا ہے۔ البتہ خدانخواستہ اگر کسی وارث کی ذات میں کوئی ایسی وجہ ہو جو اس کو وراثت سے محروم کرنے والی ہو، تب اس کو حصہ نہیں ملتا۔ یعنی غلامی، قتل یا دین کا اختلاف۔ اس کی پوری تفصیل پیچھے گذر چکی ہے۔

عَصَبات:

یہ میت کے وہ رشتہ دار ہوتے ہیں جنہیں ذوی الفروض کو حصہ دینے کے بعد بچا ہوا مال ملتا ہے اور اگر ذوی الفروض موجود نہ ہوں تو یہ کل مال کے حق دار ہوتے ہیں۔ میت کا بیٹا، باپ، بھائی، چچا وغیرہ عصبات میں شامل ہیں۔ تفصیل آگے آرہی ہے۔

ذوی الاَرحام:

یہ میت کے وہ دور کے رشتہ دار ہیں جو نہ تو ذوی الفروض میں شامل ہوتے ہیں اور نہ ہی عصبات میں۔ میت کا نواسہ، نواسی، نانا، پرنانا، بھتیجی، بھانجا، بھانجی، خالہ، ماموں، پھوپھی، وغیرہ ذوی الارحام میں شامل ہیں۔

اولاد کسے کہتے ہیں؟

یہ سمجھنا بہت ضروری ہے کہ اولاد میں کون کون لوگ شامل ہوتے ہیں۔ تو یاد رکھیں کہ درج ذیل لوگ میت کی اولاد شمار ہوتے ہیں:

1- میت کی سگی اولاد۔[یعنی سگا بیٹا اور سگی بیٹی]

2- میت کے بیٹے کی اولاد۔[یعنی پوتا اور پوتی]

3- میت کے پوتے کی اولاد۔[یعنی پڑپوتا اور پڑپوتی] اسی طرح پڑپوتے کی اولاد بھی میت کی اولاد میں شمار ہوتی ہے۔

درج ذیل لوگ میت کی اولاد میں شمار نہیں ہوتے:

1- میت کی بیٹی کی اولاد [یعنی نواسہ اور نواسی]

2- میت کی پوتی کی اولاد

3- میت کی پڑپوتی کی اولاد

4- میت کے نواسے کی اولاد

5- میت کی نواسی کی اولاد

ذوی الفروض اور عصبات کے بارے میں قرآنی آیات

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۚ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَاۗءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَھُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَھَا النِّصْفُ ۭ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِھَآ اَوْ دَيْنٍ ۭ اٰبَاۗؤُكُمْ وَاَبْنَاۗؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّھُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۭ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا (۱۱)

سورۃ النساء؛ آیت:11

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے بارے میں تمہیں ہدایت دیتا ہے کہ ایک مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے۔

اگر لڑکیاں دو سے زیادہ ہوں تو انہیں ترکے کا دو تہائی ملے گا۔ اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اسے نصف میراث ملے گی۔ اور ترکے میں سے میت کے ماں باپ میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا بشرطیکہ میت کی کوئی اولاد ہو۔ اور اگر میت کی اولاد نہ ہو اور والدین ہی اس کے وارث ہوں تو اس کی ماں کو ایک تہائی ملے گا۔ اور اگر میت کے ایک سے زیادہ بہن بھائی ہوں تو بھی میت کی ماں کو چھٹا حصہ ملے گا۔ یہ سب حصے میت کی وصیت نافذ کرنے یا اس پر واجب الادا قرض کی ادائیگی کے بعد نکالے جائیں گے۔ تم نہیں جانتے کہ تمہارے آباءواجداد اور آل اولاد میں سے کون فائدے کے لحاظ سے تمہارے قریب تر ہے۔ یہ حصے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کیے گئے ہیں، بیشک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا، کامل حکمت والا ہے۔

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِى الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۲﴾

سورۃ النساء؛ آیت:12

ترجمہ: اگر تمہاری بیویوں کی کوئی اولاد نہ ہو تو ان کے ترکے میں سے تمہیں نصف مال ملے گا۔ اور اگر ان کی اولاد ہو تو تمہیں ایک چوتھائی ملے گا۔ تمہیں یہ حصہ ان کی وصیت کے نفاذ اور ان کے قرضے کی ادائیگی کے بعد ملے گا۔ اور اگر تمہاری اولاد نہ ہو تو انہیں تمہارے ترکے کا ایک چوتھائی ملے گا، اور اگر تمہاری اولاد ہو تو انہیں تمہارے ترکے کا آٹھواں حصہ ملے گا۔ انہیں یہ حصہ تمہاری وصیت کے نفاذ اور تمہارے قرض کی ادائیگی کے بعد ملے گا۔ اور اگر کوئی میت، کلالہ * ہو؛ خواہ مرد یا عورت؛ اور اس کا صرف ایک [اخیافی؛ ماں شریک] بھائی یا صرف ایک [اخیافی؛ ماں شریک] بہن ہو تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا۔ اور اگر [اخیافی] بھائی بہن ایک سے زیادہ ہوں تو وہ سب تہائی مال میں شریک ہوں گے۔ یہ حصے میت کی وصیت کے نفاذ اور اس کے قرض کی ادائیگی کے بعد ملیں گے بشرطیکہ [میت نے وصیت سے ورثاء کو] نقصان نہ پہنچایا ہو۔ یہ حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ

جاننے والا اور بردبار ہے۔

[* کلالہ: ایسی میت جس کے ماں باپ نہ ہوں؛ دادا بھی باپ کے حکم میں ہے، اور نہ کوئی بیٹا بیٹی ہو اور نہ ہی کوئی پوتا پوتی، یا پڑپوتا پڑپوتی ہو۔]

يَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ؕ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّ لَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَ هُوَ يَرِثُهَاۤ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ؕ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ؕ وَاِنْ كَانُوْۤا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّ نِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (۱۷۶)

سورۃ النساء؛ آیت:176

ترجمہ: لوگ آپ سے [کلالہ کا] حکم دریافت کرتے ہیں، فرما دیجیے کہ اللہ تعالیٰ کلالہ کے بارے میں تمہاری رہنمائی کرتا ہے۔ اگر کسی ایسے مرد کا انتقال ہو جس کی کوئی اولاد نہ ہو اور اس کی ایک [حقیقی یا علاتی] بہن ہو تو اسے بھائی کے ترکے کا نصف ملے گا۔ [اگر بہن کا انتقال ہو] اور اس بہن کی کوئی اولاد نہ ہو تو وہ مرد؛ بہن کے کل مال کا وارث ہو گا۔ اگر میت کی دو [حقیقی یا علاتی] بہنیں ہوں تو انہیں ترکے کا دو تہائی ملے گا۔ اور اگر ورثاء میں ایک سے زیادہ [حقیقی یا علاتی] بھائی بہنیں [مذکر، مؤنث] ہوں تو ہر مرد کو دو عورتوں کے برابر حصہ ملے گا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں وضاحت سے بتاتا ہے تاکہ تم گمراہی سے بچ جاؤ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے۔

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُهٰجِرِيْنَ اِلَّاۤ اَنْ تَفْعَلُوْۤا اِلٰۤى اَوْلِيٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا (٦)

سورۃ الاحزاب؛ آیت:6

ترجمہ: یہ نبی ﷺ تو اہلِ ایمان کے لیے ان کی جان سے بھی زیادہ مقدم ہیں اور نبی کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔ اس کے باوجود کتاب اللہ کی رو سے [میراث کے معاملے میں] دوسرے مؤمنین و مہاجرین کی بہ نسبت خونی رشتہ دار ایک دوسرے کے زیادہ حق دار ہیں۔ اِلّا یہ کہ تم اپنے دوستوں پر کوئی نیکی کرنا چاہو۔* یہ حکم کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

[* زندگی میں بطور ہدیہ کچھ دے سکتے ہو یا ایک تہائی تک وصیت کر سکتے ہو۔]

مشق 2

مختصر جواب دیں:

1. ترکہ کی تقسیم کے کتنے مرحلے ہیں؟ مختصراً بیان کریں۔
2. تقسیم میراث میں "تجہیز و تکفین کا مطلب اور حدود" پر جامع نوٹ تحریر فرمائیں۔
3. میت کے مال سے قرضوں کی ادائیگی کیسے کی جائے گی؟ ایک جامع مانع تحریر قلم بند کریں۔
4. وصیت کے نفاذ کی شرائط تحریر فرمائیں۔
5. اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ حصے کتنے اور کون کون سے ہیں؟
6. اصحاب الفرائض سے کیا مراد ہے؟
7. عصبات کون سے ورثاء ہوتے ہیں؟
8. اولاد سے کیا مراد ہے؟
9. کلالہ کی تعریف بیان کریں۔
10. ذوی الارحام کی مختصر تعریف بیان کریں۔

خالی جگہ پر کریں:

1. میت کے ترکہ سے .... حقوق ترتیب وار متعلق ہیں، ان کو اسی ترتیب سے ادا کرنا ضروری ہے۔
2. میت کا قرض دو قسم کا ہوتا ہے .... اور ....۔
3. اگر میت نے وصیت نہ کی ہو تو .... کا قرض ادا کرنا ورثاء پر لازم نہیں۔
4. .... کو عصبہ سببی بھی کہا جاتا ہے۔
5. دو آدمیوں کے درمیان ایک دوسرے کے ذمہ دار ہونے کا معاہدہ .... کہلاتا ہے۔
6. اگر .... نہ ہو تو سارا مال زوجین پر رد بھی ہو سکتا ہے۔
7. .... کا قرض ہر صورت ادا کیا جائے گا۔

درست جواب پر نشان لگائیں:

1. کفن دفن سے فارغ ہونے کے بعد باقی ترکہ سے میت کا..........ادا کیا جائے گا:

قرض　　جنازہ　　ترکہ

2. قرضوں کی ادائیگی کے بعد بچے ہوئے مال کے زیادہ سے زیادہ..........تک وصیت نافذ کی جائے گی:

1/3　　1/5　　2/3

3. وہ رشتہ دار جن کا حصہ مقرر نہیں ہوتا:

ذوی الفروض　　زوجین　　عصبات

4. ان کے علاوہ باقی اصحاب الفرائض پر رد کرتے ہیں:

ماں باپ　　بہن بھائی　　زوجین

5. باپ کے حکم میں آتا ہے:

چچا　　تایا　　دادا

صحیح اور غلط کی نشاندہی کریں:

1. تقسیم میراث کے مراحل آٹھ ہیں۔
2. سنت کے مطابق مرد کے کفن کے لیے تین کپڑے ہیں۔
3. میت کو بنا شرعی عذر کے دوسرے شہر منتقل کرنا جائز ہے۔
4. ناجائز کام کی وصیت کو پورا کرنا لازم ہے۔
5. وہ وصیت نافذ ہوگی جو غیر ورثاء کے حق میں ہو۔
6. مولٰی عتاقہ کا معنٰی آزادی کا مالک ہے۔
7. ذوی الارحام؛ دوست احباب ہوتے ہیں۔
8. میاں بیوی ذوی الفروض سببی ہیں۔

ذوی الفروض کے تفصیلی احوال

ہم پڑھ چکے ہیں کہ ذوی الفروض وہ رشتے دار ہوتے ہیں جن کے حصے قرآن کریم یا سنت نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں طے شدہ ہیں۔ ایک بات ذہن میں رکھیں کہ کچھ ذوی الفروض ایسے ہوتے ہیں جو بعض صورتوں میں عصبہ بھی بن جاتے ہیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ مختلف ورثاء ایک دوسرے کے حصوں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس لیے کسی وارث کو حصہ دینے سے پہلے اس سے متعلقہ دوسرے ورثاء کو سامنے رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ ہم ابھی جو احوال پڑھنے والے ہیں ان سے اس بات کی مزید وضاحت ہو جائے گی۔ ان شاء اللہ

1- باپ

باپ کو میراث میں حصہ دینے سے پہلے یہ دیکھنا ہو گا کہ میت کی اولاد ہے یا نہیں؟ اور اگر اولاد ہے تو صرف مؤنث ہے یا کوئی مذکر بھی ہے؟ میت کی اولاد کو سامنے رکھ کر باپ کو میراث دی جاتی ہے۔ اس اعتبار سے دیکھیں تو باپ کی کل چار حالتیں بنتی ہیں:

1. میت کی کوئی بھی اولاد نہ ہو تو باپ "صرف عصبہ" ہوتا ہے۔ ذوی الفروض میں شمار نہیں ہوتا۔
2. میت کی صرف "مؤنث اولاد" ہو، "مذکر اولاد" نہ ہو تو باپ کو دو حصے ملتے ہیں۔ یعنی اسے ذوی الفروض ہونے کے ناتے سدس بھی ملتا ہے اور وہ "عصبہ" بھی ہوتا ہے۔
3. اگر میت کی مذکر اولاد موجود ہو تو باپ کو صرف سدس ملتا ہے۔ مذکر اولاد ہونے کی صورت میں باپ "عصبہ" نہیں ہوتا۔
4. اگر میت کی "مذکر اور مؤنث" دونوں قسم کی اولاد ہو، تب بھی باپ کو صرف سدس ملتا ہے، اس صورت میں بھی وہ "عصبہ" نہیں ہوتا۔

مشق 3

درج ذیل مسائل میں باپ کا حصہ کیا ہو گا؟ حل شدہ مثال کے مطابق جواب لکھیں۔ باقی ورثاء کے نیچے چھوٹی سی لکیر لگا دیں۔

مخرج:6

اب	زوج
1/6	-
1	-

.1	اب	بنت	
.2	ابن الابن	اب	
.3	بنت الابن	اب	زوج
.4	اب	4بنات	ابن
.5	زوج	اب	
.6	اب	بنت	ابن الابن
.7	اب	ابن	3بنات الابن
.8	زوجہ	اب	
.9	اب	اخت	
.10	ابن الاخ	اب	
.11	ابن البنت	اب	
.12	ابن ابن بنت	زوج	اب

مختصر جواب دیں:

1. کیا باپ صرف ذوی الفروض میں شامل ہے یا کبھی کبھی عصبہ بھی بن جاتا ہے ؟
2. کیا باپ بیک وقت ذوی الفروض اور عصبہ؛ دونوں ہو سکتا ہے ؟ اگر ہاں! تو کیسے ؟
3. باپ کے حصوں پر میت کے کون کون سے ورثاء اثر انداز ہوتے ہیں ؟
4. کیا میت کا نواسا؛ میت کے باپ کے حصے پر اثر انداز ہوتا ہے ؟
5. کیا باپ کسی وارث کی وجہ سے محروم ہو سکتا ہے ؟

یاد رکھیں!

- باپ کو محروم کرنے والا کوئی وارث نہیں ہوتا۔
- باپ کے حصوں پر صرف اولاد اثر انداز ہوتی ہے!

ضروری بات!

سوال پوچھتے وقت یا لکھتے وقت تمام ورثاء کا میت کی طرف نسبت کر کے رشتہ بیان کیا جاتا ہے۔ ورثاء کا آپس میں رشتہ بیان نہیں کیا جاتا، ورنہ مسئلہ غلط ہو جاتا ہے۔

2- جد صحیح

جد صحیح سے مراد میت کا ایسا دادا جس سے میت کا رشتہ کسی عورت کے واسطے کے بغیر ہو۔ آسانی کے لیے یوں سمجھ لیں کہ باپ کا باپ یعنی دادا اور باپ کا دادا یعنی پر دادا اور اسی ترتیب سے ان سے اوپر والے اجداد؛ جد صحیح میں شامل ہیں۔ اور جس جد کی میت کی طرف نسبت کرتے ہوئے درمیان میں کسی عورت کا واسطہ آئے، اسے جد فاسد کہا جاتا ہے۔ جد فاسد ذوی الفروض میں شامل نہیں ہوتا، بلکہ وہ ذوی الارحام میں شمار ہوتا ہے۔ آسانی کے لیے یوں سمجھیں کہ ماں کا باپ یعنی نانا جد فاسد شمار ہوتا ہے۔

جد صحیح کے پانچ احوال ہیں:

1. باپ کی موجودگی میں جد صحیح محروم ہوتا ہے۔
2. میت کا باپ نہ ہو اور میت کی کسی بھی قسم کی کوئی اولاد بھی نہ ہو تو جد صحیح صرف "عصبہ" ہوتا ہے۔
3. میت کا باپ نہ ہو اور میت کی صرف "مؤنث اولاد" ہو، "مذکر اولاد" نہ ہو تو جد صحیح کو دو حصے ملتے ہیں۔ یعنی اسے "سدس" بھی ملتا ہے اور وہ "عصبہ" بھی ہوتا ہے۔
4. میت کا باپ نہ ہو اور میت کی مذکر اولاد موجود ہو تو جد صحیح کو صرف سدس ملتا ہے، وہ عصبہ نہیں ہوتا۔
5. میت کا باپ نہ ہو اور میت کی "مذکر اور مؤنث" دونوں قسم کی اولاد ہو، تب بھی جد صحیح کو صرف سدس ملتا ہے، اس صورت میں بھی وہ "عصبہ" نہیں ہوتا۔

مختلف مراتب کے جد جمع ہو جائیں تو قریب والے جد کو وارث بنا کر دور والوں کو حصہ نہیں دیا جاتا۔ دادا، پر دادا؛ دونوں اکٹھے آجائیں تو دادا کو میراث ملے گی، پر دادا کو نہیں۔

آپ نے نوٹ کیا ہو گا کہ پہلی حالت کے علاوہ جد صحیح کے تمام احوال بالکل باپ جیسے ہیں۔

یاد رکھیں:

- باپ، جدِ صحیح اور مذکر اولاد کی موجودگی میں ہر قسم کے بہن بھائی محروم رہتے ہیں۔

مشق 4

درج ذیل مسائل میں باپ اور جد صحیح کا حصہ کیا ہو گا؟ اگر کوئی جدِ فاسد ہے تو اس کی نشاندہی کریں اور وجہ بھی بتائیں۔ حل شدہ مثال سے مدد لیں۔ باقی ورثاء کے نیچے چھوٹی سی لکیر لگا دیں۔

مخرج:6

اب الاب	ام	اب	بنت البنت
م	-	1/6	-
0	-	1	-

.1	اب	بنت	اب الاب
.2	اب الام	زوج	اب
.3	اب الام	ابن	اب
.4	ابن الابن	اب الاب	اب
.5	بنت الابن	اب الام	اب اب الاب
.6	اب	بنت	ابن الابن
.7	اب الاب	ابن	بنت الابن
.8	زوجہ	اب الاب	
.9	اب الاب	اخ عینی	ام
.10	اب	بنت الاخت	اخ علاتی
.11	3بنات الابن	اب الاب	ابن

.12	4زوجات	اب الاب	بنت الابن
.13	ابن الاخ	اب الام	اب
.14	ام الام	اب	ابن
.15	اب	ام	3زوجات
.16	اب الام	ابن ابن الابن	اب

مختصر جواب دیں:

1. کیا کوئی جدِ صحیح بیک وقت ذوی الفروض اور عصبہ؛ دونوں ہو سکتا ہے؟ اگر ہاں! تو کیسے؟
2. کیا جدِ صحیح صرف ذوی الفروض میں شامل ہے یا کبھی کبھی عصبہ بھی بن جاتا ہے؟
3. جد صحیح کے حصوں پر میت کے کون کون سے ورثاء اثر انداز ہوتے ہیں؟
4. کیا میت کا بھتیجا؛ میت کے جد صحیح کے حصے پر اثر انداز ہوتا ہے؟
5. دادی کا باپ؛ جدِ صحیح ہے یا جدِ فاسد؟ وجہ بھی بتائیں۔
6. دادا کا دادا؛ جد صحیح ہے یا جد فاسد؟
7. کیا میت کا پڑپوتا؛ میت کے جد صحیح کے حصے پر اثر انداز ہوتا ہے؟
8. باپ کا نانا؛ جد صحیح ہے یا جد فاسد؟
9. جد صحیح کو ہمیشہ میراث ملتی ہے یا کسی صورت میں وہ محروم بھی ہو سکتا ہے؟

یاد رکھیں!

جد صحیح اور میت کے درمیان "اُم" کا واسطہ نہیں ہو سکتا۔

3- اخیافی بھائی

اخیافی یعنی ماں شریک۔ وہ بھائی جو صرف ماں کی طرف سے ہو۔ یاد رکھیں کہ اخیافی بہن بھائی کے احوال اور احکام ایک جیسے ہوتے ہیں۔

اخیافی بھائی ہو یا اخیافی بہن؛ ان کے تین احوال ہیں:

1. میت کا باپ، جد صحیح یا اولاد میں سے کوئی ایک بھی موجود ہو تو اخیافی بہن بھائی محروم ہوں گے۔
2. میت کا باپ، جد صحیح یا اولاد میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو اور اخیافی بہن یا بھائی صرف ایک ہو تو اسے سدس دیا جائے گا۔ یعنی صرف ایک اخیافی بہن ہو یا صرف ایک اخیافی بھائی ہو تو وہ سدس کا حق دار ہو گا۔
3. میت کا باپ، جد صحیح اور اولاد میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو اور اخیافی بہن بھائی ایک سے زیادہ ہوں؛ خواہ سب بھائی ہوں، سب بہنیں ہوں یا ملے جلے ہوں، تو ان تمام کو ثلث دیا جائے گا جو ان میں برابر تقسیم ہو گا۔ اس صورت میں بہن اور بھائی کا حصہ برابر ہو گا۔

حل شدہ مثالیں:

مخرج:3

زوجہ	ام	2-اخ خیفی
-	-	1/3
-	-	1

مخرج:6

زوجہ	ام	اخت خیفی
-	-	1/6
-	-	1

مشق 5

درج ذیل مسائل میں باپ، جد صحیح اور اخیافی بہن بھائیوں کے حصے بتائیں:

.1	اخت خیفی	زوج	ام	
.2	ابن	3اخ خیفی		
.3	بنت	4اخت خیفی	2اخ خیفی	
.4	ابن الابن	6اخ خیفی		
.5	بنت الابن	3اخت خیفی	اخ خیفی	
.6	اب الاب	ابن الابن	اب	اخ خیفی
.7	اب الام	اب اب الاب	ابن البنت	اخت خیفی
.8	ام	اب الام	اخت خیفی	اخ عینی
.9	اخت علاتی	3اخ خیفی	4اخت خیفی	زوجہ
.10	اب الام	ابن ابن الابن	2اخت خیفی	اب
.11	اب الاب	5اخ خیفی	اب	بنت البنت
.12	بنت الابن	اخت خیفی	اخ خیفی	ام
.13	بنت البنت	اخ خیفی	4زوجات	اخ عینی

مختصر جواب دیں:

1. اخیافی بہن بھائیوں کے حصوں پر میت کے کون کون سے ورثاء اثر انداز ہوتے ہیں؟
2. کیا میت کے حقیقی بہن بھائیوں کی موجودگی میں اخیافیوں کے حصے پر کوئی فرق پڑتا ہے؟
3. اخیافی بہن بھائیوں کو ہمیشہ کچھ نہ کچھ میراث ملتی ہے یا وہ کسی صورت میں محروم بھی ہو سکتے ہیں؟
4. ایک اخیافی بھائی اور ایک اخیافی بہن آجائیں تو اخیافی بھائی کو اخیافی بہن سے کتنے گنا میراث ملے گی؟

4- زوج / خاوند

خاوند کے دو احوال ہیں:

1. میت [یعنی بیوی] کی اولاد ہو تو زوج کو ربع [چوتھا حصہ] دیا جاتا ہے۔
2. میت [یعنی بیوی] کی اولاد نہ ہو تو زوج کو نصف [آدھا حصہ] دیا جاتا ہے۔

5- زوجہ / بیوی

زوجہ کے دو احوال ہیں:

1. میت [یعنی خاوند] کی اولاد ہو تو زوجہ کو ثمن [آٹھواں حصہ] دیا جاتا ہے۔
2. میت [یعنی خاوند] کی اولاد نہ ہو تو زوجہ کو ربع [چوتھا حصہ] دیا جاتا ہے۔

بیوی ایک ہو یا ایک زیادہ؛ دونوں صورتوں میں ان کے مجموعی حصے میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ایک بیوی ہو تو وہ اکیلی ہی سارا ثمن یا ربع لے لیتی ہے اور ایک سے زیادہ ہوں تو وہی ثمن یا ربع ان سب میں برابر برابر تقسیم ہو جائے گا۔

حل شدہ مثال:

مخرج:4

زوجہ	اخ خیفی	اب	اب الاب
1/4	م	ع	م
1	0	3	0

"م" سے مراد ہے: محجوب–حصہ نہیں مل رہا!

مشق 6

درج ذیل مسائل میں زوج، زوجہ، باپ، جد صحیح اور اخیافی بہن بھائیوں کے حصے بتائیں:

1.	اخت خیفی	زوج	اب	ام	
2.	ابن	3اخ خیفی	2زوجات		
3.	بنت الابن	زوج	2اخ خیفی		
4.	ابن الابن	6اخ خیفی	زوجہ		
5.	بنت الابن	3اخت خیفی	اخ خیفی	اب الاب	زوجہ
6.	اب الاب	ابن الابن	اب	اخ خیفی	
7.	2زوجات	5اخ خیفی	ام		
8.	اب الام	زوجہ	ابن البنت	اخت خیفی	
9.	ام	اب الام	اخت خیفی	زوج	
10.	اخت علاتی	3اخ خیفی	4اخت خیفی	زوجہ	
11.	اب الام	ابن ابن الابن	2اخت خیفی	4زوجات	
12.	زوجہ	5اخ خیفی	اب	بنت البنت	
13.	بنت الابن	اخت خیفی	اب الاب	زوج	
14.	بنت البنت	اخ خیفی	4زوجات	اخ عینی	
15.	زوجہ	اب	بنت الابن		
16.	زوج	اب	بنت البنت		
17.	زوجہ	ام	ابن البنت		

مختصر جواب دیں:

1. زوجہ کے حصوں پر میت کے کون کون سے ورثاء اثر انداز ہوتے ہیں؟
2. کیا میت کے باپ کی موجودگی میں زوج کے حصے پر کوئی فرق پڑتا ہے؟
3. کیا کسی مسئلہ میں زوج اور زوجہ جمع ہو سکتے ہیں؟ اگر ہاں! تو کیوں؟ اگر نہیں! تو کیوں؟
4. کیا زوج یا زوجہ کسی وارث کی وجہ سے محروم ہو سکتے ہیں؟
5. میت کے نواسے اور پوتی میں سے کون زوج یا زوجہ کے حصوں پر اثر انداز ہو سکتا ہے؟ اور کیوں؟
6. اگر میت کی پوتی کا بیٹا موجود ہو تو زوج یا زوجہ کے حصوں پر کیا فرق پڑے گا؟
7. میت کا دادا؛ زوج یا زوجہ کے حصوں پر اثر انداز ہوتا ہے یا نہیں؟

صَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيمِ

اسلام کے علاوہ خواتین کو اتنی میراث کسی مذہب اور قانون میں نہیں دی گئی!

زوج، زوجہ کو محروم کرنے والا کوئی بھی نہیں ہوتا۔

6- حقیقی بیٹیاں / سگی بیٹیاں / بناتِ صُلبیہ

حقیقی بیٹیوں کے تین احوال ہیں:

1. میت کا حقیقی بیٹا موجود ہو تو بیٹیاں ذوی الفروض میں شمار نہیں ہوں گی۔ بلکہ اس صورت میں بیٹے اور بیٹیاں سب "عصبہ" ہوں گے۔ یعنی میت کے موجودہ ذوی الفروض کو حصہ دینے کے بعد جو مال بچے گا وہ ان میں ایک نسبت دو 2:1 کے لحاظ سے تقسیم ہو گا۔ بیٹے کو دو حصے اور بیٹی کو ایک حصہ ملے گا۔ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ والا قاعدہ لگے گا۔
2. میت کا کوئی بیٹا موجود نہ ہو اور حقیقی بیٹی ایک ہو تو اسے نصف ملے گا۔
3. میت کا کوئی بیٹا موجود نہ ہو اور حقیقی بیٹیاں ایک سے زیادہ ہوں تو انہیں ثلثان [دو تہائی 2/3] ملے گا۔

[سگی یا حقیقی کی قید اس لیے لگائی گئی ہے تا کہ منہ بولی اور سوتیلی بیٹیاں اور پوتیاں اس سے خارج ہو جائیں۔]

حل شدہ مثالیں:

مخرج:12

اب	زوج	اب الاب	2ابن	3بنات
1/6	1/4	م	ع	
2	3	0	7	

مخرج:24

زوجہ	3بنات	اب الاب
1/8	2/3	1/6+ع
3	16	4 + 1

مشق 7

درج ذیل ورثاء کے حصے نکالیں، جن کے بارے میں نہیں پڑھا، ان کے نیچے لکیر لگا دیں:

[ملاحظہ: میت کی مذکر اولاد عصبہ ہوتی ہے۔]

1.	بنت	زوج	اب الاب		
2.	6 بنات	زوجہ	اب		
3.	3 بنات	ابن			
4.	2 بنات	ابن الابن			
5.	زوجہ	بنت	اب	اب الاب	
6.	اخت خیفی	زوج	ابن الابن		
7.	5 ابن	3 اخ خیفی	2 زوجات	اب	
8.	2 بنات	زوج	2 اخ خیفی		
9.	ابن	بنت	6 اخ خیفی	زوجہ	
10.	2 بنات	3 اخت خیفی	اخ خیفی	اب الاب	زوجہ
11.	اب الاب	بنت	اب	اخ خیفی	
12.	5 بنات	2 زوجات	5 اخ خیفی	اب	
13.	3 بنات	زوجہ	اخت خیفی		
14.	3 ابن	3 بنات	اخت خیفی	زوج	
15.	3 اخ خیفی	4 اخت خیفی	زوجہ	6 بنات	
16.	بنت	2 اخت خیفی	4 زوجات		
17.	زوجہ	5 اخ خیفی	اب	بنت	

.18	6بنات	اخت خیفی	اب الاب	زوج
.19	بنت	اخ خیفی	4زوجات	اب اب الاب
.20	2ابن	3بنات	اب الاب	زوج
.21	5بنات	5ابن	اخ خیفی	4زوجات
.22	3بنات	اب الاب		
.23	5بنات	5اخ خیفی	2اخت خیفی	
.24	ام	اب	5بنات	
.25	اب	اب الاب	ام	بنت
.26	زوج	بنت	ام	
.27	زوجہ	بنت	ام	
.28	اب	زوج	بنت	
.29	اب الاب	اب	ام	بنت
.30	7بنات	اب الاب	ام	
.31	9بنات	اب	ام	اخ خیفی

مختصر جواب دیں:

1. بیٹی کے حصوں پر میت کے کون کون سے ورثاء اثر انداز ہوتے ہیں؟
2. بیٹی ہمیشہ ذوی الفروض میں شامل رہتی ہے یا کبھی عصبہ بھی بن جاتی ہے؟ وجہ بیان کریں۔
3. کیا بیٹی کسی صورت میں محروم بھی ہو سکتی ہے؟
4. کیا میت کے باپ کی موجودگی میں بیٹی کے حصے پر کوئی فرق پڑتا ہے؟
5. میت کا کوئی بیٹا موجود نہ ہو اور حقیقی بیٹیاں ایک سے زیادہ ہوں تو انہیں کتنا حصّہ ملے گا؟
6. کیا میت کی ماں؛ میت کی بیٹی کے حصے پر اثر انداز ہوتی ہے؟

7- بنات الابن (پوتیاں، پڑپوتیاں الخ)

- بنات الابن سے مراد میت کی وہ بالواسطہ بیٹیاں ہیں جن کا میت سے رشتہ کسی مذکر اولاد کے ذریعے سے ہو جیسے بنت الابن (بیٹے کی بیٹی یعنی پوتی)، بنت ابن الابن (بیٹے کے بیٹے کی بیٹی یعنی پڑپوتی) وغیرہ
- پوتی؛ بیٹی کے قائم مقام ہوتی ہے اور پوتا؛ بیٹے کے۔ یوں کہہ لیجیے کہ حقیقی بیٹی؛ قریب والی بیٹی ہے اور پوتی؛ دور والی بیٹی ہے۔ اسی طرح حقیقی بیٹا؛ قریب والا بیٹا ہے اور پوتا؛ دور والا بیٹا ہے۔
- شریعتِ اسلامیہ نے کسی ایک جہت والی مؤنث خواتین کا زیادہ سے زیادہ حصہ ثلثان [دو تہائی] رکھا ہے۔ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ اگر لڑکیاں دو سے زیادہ ہوں تو انہیں ترکے کا دو تہائی ملے گا۔ بیٹیوں کا مجموعی حصہ دو تہائی سے زیادہ نہیں ہو سکتا، قریب والی بیٹیاں [سگی بیٹیاں] ہوں یا دور والی [پوتیاں]۔ اسی طرح بہنوں کا حصہ بھی دو تہائی سے زیادہ نہیں ہو سکتا۔
- نصف اور سدس کا مجموعہ ثلثان ہوتا ہے۔

$$\frac{1}{2}+\frac{1}{6}=\frac{2}{3}$$

وضاحت کے لیے دو مثالیں پیش خدمت ہیں:

- o 12 کا نصف 6 اور سدس 2 ہے۔ 6 اور 2 کو جمع کریں تو جواب 8 آتا ہے۔ اور 12 کا ثلثان بھی 8 ہی ہے۔
- o 24 کا نصف 12 اور سدس 4 ہے۔ 12 اور 4 کو جمع کریں تو جواب 16 آتا ہے۔ اور 24 کا ثلثان بھی 16 ہی ہے۔

- بیٹیوں اور مختلف درجات کی پوتیوں میں سے جو میت کے زیادہ قریب ہو وہ میراث کی زیادہ حق دار ہو گی۔ اس لیے اگر دو یا دو سے زیادہ بیٹیاں ہوں تو سارا ثلثان وہی لے جائیں گی، پوتیوں کو ذوی الفروض ہونے کے ناطے میراث میں سے کچھ بھی نہیں ملے گا اور اگر بیٹی ایک ہو تو اسے نصف ملے گا اور ثلثان میں سے نصف نکال کر باقی بچا ہوا سدس پوتیوں کو ملے گا۔ اسی طرح اگر کئی درجے کی پوتیاں [بنات الابن] جمع ہو کر آ جائیں تو سب سے پہلے قریب درجے والی پوتی یا پوتیوں کو حصہ دیا جائے گا اگر کچھ بچا تو بعد والیوں یعنی دور والیوں کو ملے گا ورنہ نہیں۔

- میت کی مذکر اولاد بھی بنات الابن کے حصوں پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اس کی تین صورتیں ممکن ہیں: مذکر اولاد؛ بنت الابن سے قریب ہوگی، برابر درجے والی ہوگی یا دور والی ہوگی۔ قریب والے کو "اقرب" برابر والے کو "محاذی" اور دور والے کو "ابعد" کہتے ہیں۔ اب تینوں صورتوں کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

I. اگر مذکر اولاد کسی بنت الابن سے "اقرب" ہو تو اس کی وجہ سے "ابعد" بنت الابن میراث سے محروم ہو جاتی ہے۔ جیسے بیٹے کی موجودگی میں پوتی کو میراث نہیں ملتی اور پوتے کی موجودگی میں پڑپوتی کو میراث نہیں ملتی۔

II. اگر مذکر اولاد کسی پوتی کے ساتھ محاذی [درجے میں برابر] ہو تو اس مذکر اولاد کی وجہ سے وہ بنت الابن عصبہ بن جائے گی۔ پوتے کی موجودگی میں پوتی اور پڑپوتے کی موجودگی میں پڑپوتی عصبہ ہوتی ہے۔ اور اس صورت میں لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ والا قاعدہ جاری ہوتا ہے۔

III. اگر مذکر اولاد کسی بنت الابن سے درجے میں دور ہو یعنی مذکر اولاد "ابعد" اور مؤنث اولاد "اقرب" ہو تو پھر مؤنث اولاد یعنی بنت الابن کی حالتوں کو دیکھا جائے گا: اگر وہ بنت الابن ذوی الفروض ہونے کی وجہ سے حصہ لے رہی ہے تو اس کا حصہ بدستور باقی رہے گا اور اگر اس بنت الابن کو ذوی الفروض والا حصہ نہیں مل رہا تو دور والی مذکر اولاد کی وجہ سے قریب والی بنت الابن عصبہ بن جائے گی۔

مذکورہ امور ذہن میں رکھ کر بنات الابن کے احوال ملاحظہ فرمائیں:

1. میت کا سگا بیٹا موجود ہو، خواہ ایک ہو یا زیادہ؛ تو بنات الابن وراثت سے محروم ہوں گی۔
2. کسی بھی درجے کی بنت الابن سے اقرب [زیادہ قریب] میت کی مذکر اولاد موجود ہو تو وہ بنت الابن وراثت سے محروم ہوتی ہے۔ مثلاً پوتا اور پڑپوتی ہو تو پڑپوتی میراث سے محروم ہوگی۔
3. میت کی سگی بیٹیاں اور مذکر اولاد نہ ہو اور بنت الابن صرف ایک ہو تو اس کو نصف ملے گا۔
4. میت کی سگی بیٹیاں اور مذکر اولاد نہ ہو اور بنات الابن ایک سے زیادہ ہوں تو ان کو ثلثان ملے گا۔
5. میت کی صرف ایک سگی بیٹی ہو تو اس سگی بیٹی کو نصف دے کر ثلثان پورا کرنے کے لیے بنات الابن کو سدس دیا جائے گا۔ خواہ بنات الابن ایک ہوں یا زیادہ۔ ایک ہوگی تو سارا سدس اسے مل جائے گا، اگر ایک

سے زیادہ ہوں گی تو یہ سدس؛ سب میں برابر تقسیم ہو گا۔ اس کی وجہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ کسی بھی ایک جہت سے میت کے مؤنث ورثاء کا زیادہ سے زیادہ حصہ ثلثان ہوتا ہے اور نصف اور سدس کا مجموعہ ثلثان ہوتا ہے:

$$\frac{1}{2}+\frac{1}{6}=\frac{2}{3}$$

تو اگر ایک ہی بیٹی ہو تو اسے نصف ملے گا اور بقیہ بچا ہوا سدس پوتی یا پڑپوتی کو مل جائے گا۔

6. جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے کہ کسی بھی ایک جہت سے میت کے مؤنث ورثاء کا زیادہ سے زیادہ حصہ ثلثان ہوتا ہے۔ تو یہ بات بھی واضح ہے کہ اگر میت کی سگی بیٹیاں ایک سے زیادہ ہوں تو سارا ثلثان وہ لے جائیں گی اور بنات الابن ذوی الفروض ہونے کی جہت سے حصہ نہیں لے سکیں گی۔
7. اگر کسی بھی بنت الابن کے ساتھ اسی درجے کا [محاذی] ابن الابن موجود ہو تو وہ بنت الابن؛ ذوی الفروض سے نکل کر عصبہ بن جاتی ہے۔ خواہ وہ میت کی دو یا زیادہ سگی بیٹیوں کی وجہ سے ذوی الفروض والے حصے سے محروم ہو چکی ہو یا نہ ہوئی ہو۔
8. کسی بھی بنت الابن سے ابعد [دور والی] مذکر اولاد ہو تو فرض سے محروم ہونے والی بنت الابن عصبہ بن جاتی ہے۔ فرض والی بنت الابن بدستور ذوی الفروض میں شامل رہتی ہے۔

مثلاً ایک بیٹی، ایک پوتی اور ایک پڑپوتی ہو تو بیٹی کو نصف اور پوتی کو سدس ملے گا، مجموعہ ثلثان ہو گیا۔ پڑپوتی کو ذوی الفروض ہونے کے ناطے کچھ نہیں ملے گا۔ اگر پڑپوتا یا سکڑپوتا آجائے تو وہ پڑپوتی کو عصبہ بنائے گا، پوتی کو نہیں کیونکہ وہ اس سے درجے میں اوپر ہے اور ذوی الفروض والا حصہ بھی لے رہی ہے۔

اسی صورت میں اگر ایک بیٹی کے بجائے دو بیٹیاں ہوتیں تو وہ سارا ثلثان لے لیتیں اور پوتی اور پڑپوتی دونوں کو کچھ نہ ملتا۔ اب اگر پڑپوتا یا سکڑپوتا آئے گا تو وہ پوتی اور پڑپوتی دونوں کو عصبہ بنائے گا۔ اور جو مال بچے گا وہ مذکر و مؤنث میں ایک نسبت دو 1:2 کے لحاظ سے تقسیم ہو گا۔ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ والا قاعدہ۔

- جس مسئلہ میں "بنات الابن" کسی "ابنِ ابعد" کے ساتھ مل کر عصبہ بنیں، اسے "مسئلہ تشبیب" کہا جاتا ہے۔

مشق 8

درج ذیل ورثاء کے حصے بتائیں:

نمبر					
.1	بنت الابن	زوجہ	اب		
.2	زوجہ	اب	6بنات الابن	بنت	
.3	زوج	اب	4بنات الابن	2بنات	
.4	زوجہ	بنت الابن	بنت	ابن	
.5	اب الاب	2بنات الابن	بنت	اب	
.6	ابن الابن	بنت الابن	اب	اب الاب	
.7	اخت خیفی	زوج	بنت الابن		
.8	5ابن	3بنات الابن	2زوجات	اب	
.9	2بنات	ابن	2اخ خیفی		
.10	ابن	بنت	6اخ خیفی	زوجہ	
.11	3اخت خیفی	اخ خیفی	اب الاب	زوجہ	2بنات
.12	اب الاب	بنت	بنت الابن	اب	اخ خیفی
.13	5بنات الابن	ابن الابن	5اخ خیفی	اب	
.14	بنت	بنت الابن	بنت ابن الابن	زوج	
.15	بنت	بنت الابن	بنت ابن الابن	زوجہ	ابن الابن
.16	بنت الابن	بنت ابن الابن	بنت ابن ابن الابن		
.17	بنت الابن	بنت ابن الابن	بنت ابن ابن الابن	بنت	
.18	بنت الابن	بنت ابن الابن	بنت ابن ابن الابن	ابن	

19.	ابن	3بنات	اخت خیفی	زوج
20.	ابن	بنت	بنت الابن	بنت ابن الابن
21.	3اخ خیفی	4اخت خیفی	زوج	6بنات الابن
22.	بنت	2اخت خیفی	4زوجات	بنت الابن
23.	زوج	اب	بنت الابن	ابن ابن الابن
24.	6بنات	4بنات الابن	اب الاب	زوج
25.	بنت الابن	4زوجات	اب الام	اب اب الاب
26.	2ابن	3بنات	اب الاب	زوج
27.	5بنات	5ابن	6بنات الابن	4زوجات
28.	3بنات	اب الاب	بنت الابن	ابن الابن
29.	بنت	بنت الابن	بنت ابن الابن	ابن ابن الابن
30.	ام	اب الاب	اب	بنت الابن

مختصر جواب دیں:

1. کیابنات الابن سے مراد صرف حقیقی بیٹے کی بیٹیاں ہیں؟وضاحت سے بتائیں۔
2. بنت الابن کون کون سے مذکر ورثاء کی موجودگی میں محروم رہتی ہے؟
3. بنت الابن ہمیشہ ذوی الفروض میں شامل رہتی ہے یا کبھی عصبہ بھی بن جاتی ہے؟وجہ بیان کریں۔
4. کیابنت الابن کو ہمیشہ میراث ملتی ہے یاوہ کسی صورت میں محروم بھی ہو سکتی ہے؟
5. کیامیت کے باپ کی موجودگی میں بنت الابن کے حصے پر کوئی فرق پڑتا ہے؟
6. نصف اور سدس کا مجموعہ کتناہوتا ہے؟
7. کیابنت الابن کسی مؤنث وارث کی وجہ سے بھی محروم ہو سکتی ہے؟
8. مسئلہ تشبیب کی وضاحت کریں۔

8- حقیقی بہن [عینی بہن، سگی بہن]

1. میت کا باپ، جدِ صحیح یا مذکر اولاد میں سے کوئی بھی موجود ہو تو حقیقی بہن محروم رہے گی، خواہ حقیقی بہن ایک ہو یا زیادہ ہوں۔
2. حقیقی بہن کو محروم کرنے والے مذکورہ بالا تینوں ورثاء میں سے کوئی بھی نہ ہو اور میت کا حقیقی بھائی موجود ہو تو وہ خود بھی عصبہ ہوتا ہے اور حقیقی بہن کو بھی عصبہ بنا دیتا ہے۔ اس صورت میں ذوی الفروض کے حصے دینے کے بعد بچے ہوئے مال میں سے حقیقی بھائی دو حصے اور حقیقی بہن ایک حصہ لے گی۔ اس صورت میں لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ والا قاعدہ جاری ہوتا ہے۔
3. محروم کرنے والے مذکورہ بالا تینوں میں سے کوئی نہ ہو اور میت کی مؤنث اولاد [بیٹی، پوتی، پڑپوتی الخ] موجود ہو تو بھی حقیقی بہن عصبہ ہو گی۔
   - یہ قاعدہ یوں بیان کیا جاتا ہے: اِجْعَلُوا الْاَخَوَاتِ مَعَ الْبَنَاتِ عَصَبَةً میت کی بیٹیوں کی موجودگی میں بہنوں کو عصبہ بنا دو۔
4. میت کے اب، جد، مذکر اولاد، حقیقی بھائی اور مؤنث اولاد میں سے کوئی نہ ہو اور حقیقی بہن ایک ہو تو اس کو نصف ملے گا۔
5. میت کے اب، جد، مذکر اولاد، حقیقی بھائی اور مؤنث اولاد میں سے کوئی نہ ہو اور حقیقی بہنیں ایک سے زیادہ ہوں تو ان کو ثلثان ملے گا۔

حل شدہ مثال:

مخرج: 8

اخت عینی	بنت الابن	زوجہ
ع	1/2	1/8
3	4	1

مشق 9

درج ذیل ورثاء کے حصے بتائیں:

.1	اخت عینی	زوجہ	اب		
.2	اخت عینی	اخ عینی	زوج		
.3	اخ عینی	3اخت عینی	اب	6بنات الابن	بنت
.4	اب	4بنات الابن	اخت عینی		
.5	اخت عینی	بنت الابن	ابن الابن		
.6	اب الاب	3اخت عینی	اب	زوجہ	
.7	ابن الابن	بنت الابن	اخت عینی	اب الاب	
.8	اخت عینی	زوج	بنت ابن الابن		
.9	5ابن	6اخت عینی	3بنات الابن	2زوجات	
.10	بنت البنت	اخت خیفی	اخت عینی		
.11	زوجہ	اخت عینی			
.12	اخت عینی	زوجہ	بنت ابن الابن		
.13	3اخت عینی	زوج			
.14	بنت	اخت عینی	زوجہ		
.15	5اخت عینی	زوج	بنت الابن		
.16	اب الاب	بنت	بنت الابن	اخت عینی	
.17	اخت عینی	5اخ خیفی	6اخت خیفی		
.18	اخت عینی	اخ عینی	ابن	3بنات	

.19	زوجہ	اخ خیفی	5اخت عینی
.20	اخ خیفی	اخت خیفی	اخت عینی
.21	5اخت عینی	5اخ خیفی	زوج

مختصر جواب دیں:

1. حقیقی بہن کون کون سے ورثاء کی موجودگی میں محروم رہتی ہے؟
2. حقیقی بہن ہمیشہ ذوی الفروض میں شامل رہتی ہے یا کبھی عصبہ بھی بن جاتی ہے؟ وجہ بیان کریں۔
3. کیا حقیقی بہن کسی مؤنث وارث کی وجہ سے بھی عصبہ بنتی ہے؟ وضاحت سے بتائیں۔
4. کیا میت کے پڑپوتے کی موجودگی میں حقیقی بہن کے حصے پر کوئی فرق پڑتا ہے؟ وجہ بتائیں۔
5. حقیقی بہنیں ایک سے زیادہ ہوں تو ان کو ثلثان ملے گا؛ لیکن کب؟ وضاحت کریں۔

ذوی الفروض کا جو حصہ ہوتا ہے، وہ پورے گروپ کا ہوتا ہے۔ مثلاً اولاد کی موجودگی میں بیوی کا حصہ آٹھواں ہے، خواہ بیوی ایک ہو یا زیادہ، مجموعی حصہ 1/8 ہی ہو گا۔ ہر ایک کو الگ الگ آٹھواں آٹھواں حصہ نہیں ملے گا۔

جہاں صرف "جد" لکھا ہو، اس سے مراد "جدِ صحیح" ہوتا ہے۔

9- علاتی بہن (باپ شریک بہن)

1. اگر میت کے درج ذیل ورثاء میں سے کوئی ایک بھی موجود ہو تو علاتی بہن محروم ہوتی ہے:

باپ، جدِ صحیح، مذکر اولاد، حقیقی بھائی، عصبہ بننے والی حقیقی بہن

o اگر ایسی حقیقی بہن موجود ہو جو فرض والی ہو، عصبہ نہ ہو اس کی وجہ سے اختِ علاتیہ کا محروم ہونا ضروری نہیں۔ مزید تفصیل حالت نمبر 4 میں آرہی ہے۔ ان شاء اللہ۔

2. محروم کرنے والے مذکورہ پانچوں افراد میں سے کوئی نہ ہو اور میت کا علاتی بھائی موجود ہو تو وہ خود بھی عصبہ ہوتا ہے اور علاتی بہن کو بھی عصبہ بنا دیتا ہے۔ اس صورت میں لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ والا قاعدہ جاری ہوتا ہے۔

3. محروم کرنے والے مذکورہ بالا پانچوں افراد میں سے کوئی نہ ہو اور میت کی مؤنث اولاد موجود ہو تو بھی علاتی بہن عصبہ ہو گی۔

4. محروم کرنے والے مذکورہ بالا پانچوں افراد میں سے کوئی نہ ہو اور میت کی حقیقی بہن فرض والی [نہ کہ عصبہ بننے والی] ایک ہو تو علاتی بہن کو سدس ملتا ہے۔ کیونکہ حقیقی بہن کو نصف ملتا ہے اور ثلثان میں سے بچا ہوا سدس علاتی بہن کو۔ اور اگر میت کی حقیقی بہنیں ایک سے زیادہ ہوں تو سارا ثلثان وہ لے جائیں گی اور علاتی بہن فرض سے محروم ہو جائے گی۔

o یاد رکھیں: کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ فرض والی اختِ عینیہ ایک سے زیادہ ہوتی ہیں اور پھر بھی اختِ علاتیہ عصبہ بن کر حصہ لے رہی ہوتی ہے۔ مثلاً: میت کی دو حقیقی بہنیں، ایک علاتی بھائی اور ایک یا زیادہ علاتی بہنیں۔ اس صورت میں حقیقی بہنوں کو ثلثان ملے گا، اور علاتی بہن یا بہنیں علاتی بھائی کی وجہ سے عصبہ بن کر میراث میں سے حصہ لیں گی۔

5. مذکورہ چاروں صورتوں * کی عدم موجودگی میں علاتی بہن اگر ایک ہو تو اسے نصف ملتا ہے اور اگر ایک سے

زیادہ ہوں تو انہیں ثلثان دیا جاتا ہے۔

*[یعنی پانچوں افراد؛ باپ، جدِ صحیح، مذکر اولاد، حقیقی بھائی، عصبہ بننے والی حقیقی بہن؛ نہ ہوں اور نہ ہی میت کا اخ علاتی، مؤنث اولاد اور فرض والی حقیقی بہن ہو]

حل شدہ مثالیں:

مخرج:12

اخت علاتی	زوجہ	اخت حقیقی
1/6	1/4	1/2
2	3	6

مخرج:2

زوج	اخت علاتی	اب الاب	اب
1/2	م	م	ع
1	0	0	1

مخرج:4

زوجہ	اخت علاتی
1/4	1/2
1	2

مشق 10

درج ذیل ورثاء کے حصے بتائیں:

[ملاحظہ: میت کا حقیقی بھائی عصبہ ہوتا ہے۔]

.1	اخت علاتی	زوجہ	اب	
.2	اخت علاتی	اخ عینی	زوج	
.3	بنت	3اخت عینی	اب	3اخت علاتی
.4	اب	4بنات الابن	اخت علاتی	
.5	اخت عینی	زوجہ	اخت علاتی	
.6	3اخت علاتی	اب الاب	اب	زوجہ
.7	اخت علاتی	ابن الابن	بنت الابن	اب الاب
.8	زوج	بنت ابن الابن	اخت علاتی	4اخ علاتی
.9	5ابن	6اخت علاتی	3بنات الابن	2زوجات
.10	بنت البنت	اخت علاتی	اخت خیفی	
.11	زوج	5اخت علاتی		
.12	اخت علاتی	زوجہ	بنت ابن الابن	
.13	3اخت علاتی	زوج	اب	
.14	3اخت علاتی	زوج		
.15	بنت	اخت عینی	اخت علاتی	زوجہ
.16	5اخت علاتی	زوج	بنت الابن	
.17	اب الاب	بنت	بنت الابن	اخت علاتی

18.	اخت علاتی	5اخ خیفی	6اخت خیفی	
19.	اخت علاتی	اخ عینی	ابن	3بنات
20.	اخ خیفی	5اخت علاتی	زوج	
21.	اخ خیفی	اخت خیفی	اخت علاتی	
22.	اخت خیفی	اخ خیفی	اخت عینی	اخت علاتی
23.	اخت خیفی	اخت علاتی	بنت ابن الابن	
24.	5اخت عینی	اخت علاتی	زوج	
25.	اخت علاتی	اخت عینی	زوجہ	
26.	اخ علاتی	اخت علاتی	اب الاب	زوجہ
27.	اب	بنت الابن	ابن	6اخت علاتی
28.	ابن الابن	بنت	اخت عینی	اخت علاتی
29.	بنت الابن	اخت عینی	اخت علاتی	
30.	بنت	اخت عینی	اخت علاتی	زوجہ
31.	ابن الابن	بنت	3اخت عینی	2اخت علاتی

مختصر جواب دیں:

1. علاتی بہن کون کون سے ورثاء کی موجودگی میں محروم رہتی ہے؟
2. علاتی بہن کن صورتوں میں ذوی الفروض سے نکل کر عصبہ بن جاتی ہے؟ تفصیل سے بتائیں۔
3. حقیقی بہن کس صورت میں علاتی بہن کو محروم کر دیتی ہے؟
4. کیا میت کے نواسے کی موجودگی میں علاتی بہن کے حصے پر کوئی فرق پڑتا ہے؟ وجہ بتائیں۔
5. علاتی بہن اگر ایک ہو تو اسے نصف ملتا ہے اور اگر ایک سے زیادہ ہوں تو انہیں ثلثان دیا جاتا ہے؛ لیکن کب؟ وضاحت کریں۔

10- اخیافی بہن

اخیافی بہن کے احکام بالکل اخیافی بھائی کے احکام کی طرح ہیں۔ ان کی تفصیل گزر چکی ہے، دوبارہ دہرا لیتے ہیں:

1. میت کا باپ، جد صحیح یا اولاد میں سے کوئی ایک بھی موجود ہو تو اخیافی بہن بھائی محروم ہوں گے۔
2. میت کا باپ، جد صحیح یا اولاد میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو اور اخیافی بہن یا بھائی صرف ایک ہو تو اسے سدس دیا جائے گا۔ یعنی صرف ایک اخیافی بہن ہو یا صرف ایک اخیافی بھائی ہو تو وہ سدس کا حق دار ہو گا۔
3. میت کا باپ، جد صحیح اور اولاد میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو اور اخیافی بہن بھائی ایک سے زیادہ ہوں؛ خواہ سب بھائی ہوں، سب بہنیں ہوں یا ملے جلے ہوں، تو ان تمام کو ثلث دیا جائے گا جو ان میں برابر تقسیم ہو گا۔ اس صورت میں بہن اور بھائی کا حصہ برابر ہو گا۔

یاد رکھیں!

- اخیافی بہن بھائیوں میں لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ والا قاعدہ جاری نہیں ہوتا۔
- اخیافی بہن ہمیشہ ذوی الفروض میں شامل رہتی ہے، کبھی عصبہ نہیں بنتی۔

ملاحظہ:

اخیافی بہن بھائیوں والی مشق دوبارہ حل کریں۔

11- ماں [اُم]

ماں کے تین احوال ہیں:

1. میت کی اولاد میں سے کوئی بھی موجود ہو یا میت کے کسی بھی قسم کے دو بہن بھائی * موجود ہوں تو "ماں" کو سدس ملے گا۔

* [خواہ دونوں بھائی ہوں، دونوں بہنیں ہوں یا مخلوط ہوں، اسی طرح خواہ حقیقی ہوں، علاتی ہوں، یا اخیافی؛ قرآن کریم نے اس کے لیے "اِخْوَۃ" کی اصطلاح استعمال کی ہے۔]

2. میت کی اولاد میں سے کوئی ایک بھی موجود نہ ہو اور میت کے کسی بھی قسم کے دو بہن بھائی بھی موجود نہ ہوں تو ماں کو "ثُلُثُ الْکُلّ" ملے گا۔

3. میت کے اَبَوَین [ماں باپ، دونوں] اور اَحد الزوجین [میاں بیوی میں سے کوئی ایک] ہو تو خاوند یا بیوی کا حصہ نکال کر باقی ماندہ میں سے ماں کو ثلث دیا جاتا ہے اس کو علم الفرائض کی اصطلاح میں "ثُلُثُ مَا بَقِیَ بَعْدَ فَرْضِ اَحَدِ الزَّوْجَیْنِ" کہتے ہیں۔ یا آسانی کے لیے صرف بھی "ثُلُثُ مَا بَقِیَ" بھی کہہ سکتے ہیں۔ اس حالت کو یاد رکھنا بہت آسان ہے، یہ صرف دو صورتوں میں ممکن ہے:

زوج + ابوین   زوجہ + ابوین

حل شدہ مثال:

مخرج:24

ابن الابن	اب	زوجہ	ام	اخت خیفی
ع	1/6	1/8	1/6	م
13	4	3	4	0

مشق 11

درج ذیل مسائل حل کریں:

.1	ام	اب			
.2	ام	ابن			
.3	بنت	ام			
.4	ام	ابن الابن			
.5	اب الاب	اخ عینی	ام		
.6	زوج	ام	بنت الابن		
.7	2اخت خیفی	ام	زوجہ		
.8	ام	اخ عینی	اخت علاتی		
.9	ام	2اخت خیفی	اب الاب		
.10	اخت علاتی	ام	اب	اخ عینی	
.11	3اخت عینی	بنت	اخ خیفی	زوج	
.12	زوجہ	اب	ام	6اخت خیفی	
.13	اب الاب	زوج	ابن الابن	ام	اخت خیفی
.14	3بنت الابن	2بنات	زوج	ام	اب
.15	بنت الابن	ام	زوجہ		
.16	ابن الابن	اب	زوج	ام	
.17	بنت الابن	ام	ابن الابن	ابن ابن الابن	
.18	بنت	اخت عینی	اخت علاتی	ام	

.19	اخت عینی	اخت علاتی	زوج	ام
.20	5اخت عینی	3اخت علاتی	زوجہ	ام
.21	زوجہ	اب	ام	
.22	زوجہ	اب	ام	اخت عینی
.23	ام	اب	زوج	
.24	ام	اب	زوج	اخ حقیقی
.14	اخت علاتی	3اخ خیفی	ام	زوجہ
.15	اب الام	ابن ابن الابن	ام	اب
.16	اب الاب	5اخ خیفی	ام	بنت البنت
.17	بنت الابن	اخت خیفی	اخ خیفی	ام
.18	ام	اخ خیفی	4زوجات	اخت عینی

مختصر جواب دیں:

1. ماں کو سدس کن کن صورتوں میں ملتا ہے؟
2. کیا میت کے باپ کی موجودگی میں ماں کے حصے پر کوئی فرق پڑتا ہے؟
3. ماں کی ایک حالت کو "ثُلُثُ الْکُلّ" کیوں کہا جاتا ہے؟
4. "ثُلُثُ مَا بَقِیَ" سے کیا مراد ہے اور یہ کن کن صورتوں میں ممکن ہے؟ وضاحت کریں۔
5. "اِخوۃ" سے کیا مراد ہے؟ تفصیل سے بتائیں۔

ماں کو محروم کرنے والا وارث کوئی نہیں!

12- جدہ صحیحہ

- باپ اور ماں؛ دونوں کی بالواسطہ یا بلاواسطہ امہات کو جدات کہتے ہیں۔ باپ کی طرف والی "ابویات" اور ماں کی طرف والی "امویات" کہلاتی ہیں۔
- جدہ صحیحہ وہ جدہ ہوتی ہے جس کا رشتہ میت سے منسلک کریں تو درمیان میں جد فاسد نہ آئے۔
  - o کبھی تو جد کا واسطہ ہوتا ہی نہیں مثلاً: ام الام [نانی] اور ام الاب [دادی]۔ ان دونوں جدات کا میت سے رشتہ منسلک کریں تو درمیان میں کسی جد کا واسطہ ہی نہیں۔
  - o کبھی درمیان میں جد کا واسطہ تو ہوتا ہے لیکن وہ جد؛ جدِّ صحیح ہوتا ہے۔ مثلاً ام اب الاب [، باپ کے باپ کی ماں یعنی دادا کی ماں]، یہاں جد کا واسطہ تو آیا لیکن وہ جد؛ جدِّ صحیح ہے اس لیے مذکورہ جدہ بھی جدہ صحیحہ کہلائے گی۔
- ایک ہی وقت میں کئی جدات اکٹھی ہو سکتی ہیں۔ اور یہ جدات؛ درجہ قرابت میں ایک دوسری کے برابر بھی ہو سکتی ہیں اور ایک دوسری سے قریب و دور والی بھی۔ ایک ہی درجے والی جدات کو مساوی کہتے ہیں، قریب والی کو "قُربیٰ" اور دور والی کو "بُعدیٰ"۔ ایک جتنے واسطوں والیاں: مساوی، کم واسطوں والی: "قُربیٰ" زیادہ واسطوں والی: "بُعدیٰ" مثلاً:
  - ام الام اور ام الاب۔ [نانی اور دادی] یہ دونوں آپس میں مساوی فی الدرجہ ہیں۔
  - ام ام الام اور ام الاب۔ [نانی کی ماں اور دادی] ان میں سے پہلی بُعدیٰ اور دوسری قُربیٰ ہے۔
- یہ بھی ممکن ہے کہ ایک جدہ ایک سے زیادہ واسطوں سے کسی کی جدہ بن رہی ہو۔ یعنی اس کی میت کے ساتھ دوہری یا تہری قرابت ہو۔ مثلاً:
  - زینب اور حفصہ دو سہیلیاں تھیں۔ زینب کے دو بچے تھے، عمر اور سمیہ؛ اور حفصہ کی ایک بیٹی تھی: مریم۔ زینب نے اپنی بیٹے عمر کی شادی حفصہ کی بیٹی مریم سے کر دی۔ ان سے جو بیٹا پیدا ہوا اس کا نام ابراہیم رکھا گیا۔ پھر زینب کے پوتے [ابراہیم] کی شادی زینب ہی کی نواسی بریرہ [سمیہ کی بیٹی] کے

ساتھ ہوئی۔ ان سے ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام "عثمان" رکھا گیا۔ اب زینب کی عثمان سے دوہری قرابت ہے؛وہ عثمان کی ام ام الام[ماں کی نانی یعنی پڑنانی] بھی ہے اور ام اب الاب[باپ کی دادی یعنی پڑدادی] بھی ہے۔ یا دوسرے الفاظ میں یوں کہہ لیں کہ عثمان؛زینب کا پڑنواسہ بھی ہے اور پڑپوتا بھی۔ جبکہ حفصہ کی عثمان سے اکہری قرابت ہے؛وہ عثمان کی ام ام الاب[باپ کی نانی]ہے۔

یہ تو دو قرابتوں والی جدہ کی مثال تھی،اسی طرح ایک جدہ کی دو سے زیادہ قرابتیں بھی ممکن ہیں۔

خود آزمائی: مذکورہ صورت کا نقشہ بنائیں اور تین قرابتوں والی جدہ کا نقشہ بھی بنائیں۔

مذکورہ امور کو ذہن میں رکھ کر جدہ صحیحہ کے درج ذیل احوال پڑھیں:

جدہ صحیحہ کے چھ احوال ہیں:

1. جدہ صحیحہ کو سدس ملے گا،خواہ جدہ صحیحہ باپ کی طرف سے ہو یا ماں کی طرف سے[ابویۃ ہو یا امویۃ]،خواہ جدہ صحیحہ ایک ہو یا ایک سے زائد ہوں،ہر صورت میں سدس ہی ملے گا۔
2. اگر میت کی ماں موجود ہو تو تمام جدات[ابویات اور امویات؛قریبی اور دور والی؛سب]میراث سے محروم ہو جاتی ہیں۔
3. اگر میت کا باپ موجود ہو تو صرف ابویات میراث سے محروم ہوتی ہیں۔ باپ کی موجودگی میں امویات کو میراث ملتی ہے۔

- ماں کی وجہ سے تمام قسم کی جدات کو میراث نہ ملنے کی وجہ یہ ہے کہ "ماں" قریب والی ماں ہے اور "جدہ" دور والی ماں ہے۔ قریب والی ماں کی موجودگی میں دور والی ماں کو میراث نہیں ملے گی۔ جیسے قریب والے بیٹے کی صورت میں دور والے بیٹے[پوتے]کو میراث نہیں ملتی یا قریب والے باپ کی صورت میں دور والے باپ[جد]کو میراث نہیں ملتی۔
- اور باپ کی موجودگی میں صرف ابویات کے محروم ہونے کی وجہ یہ اصول ہے کہ جب کوئی واسطہ درمیان میں موجود ہو تو واسطے کے بعد والوں کو میراث نہیں ملتی۔ جیسے بیٹے کی موجودگی میں "پوتی" کو میراث نہیں ملتی۔ بھائی کی موجودگی میں "بھتیجے" کو میراث نہیں ملتی۔

4. جدِّ صحیح کی وجہ سے وہ جدات محروم ہوتی ہیں جو دادا کے واسطے سے ہوں جیسے دادا کی ماں وغیرہ؛ لیکن دادا کی بیوی [یعنی میت کی دادی؛ ام الاب] محروم نہیں ہو گی، کیونکہ وہ میت کے ساتھ دادا کی وجہ سے نہیں بلکہ میت کے باپ کی وجہ سے منسوب ہوتی ہے۔

5. قریب والی جدات کی وجہ سے دور والی جدات محروم ہو جائیں گی، خواہ باپ کی جانب سے ہوں یاماں کی جانب سے ہوں۔

- مثلاً کسی میت کی تین جدات موجود ہوں: ام الام [نانی]، ام ام الام [ماں کی نانی] اور ام اب الاب [باپ کی دادی]۔ تو ام الام کو میراث ملے گی، باقی دونوں کو نہیں، کیونکہ وہ دور والی جدات ہیں۔ یوں کہہ لیں کہ: ہر قربیٰ، ہر بعدیٰ کو محروم کر دیتی ہے۔
- ہر قربیٰ، ہر بعدیٰ کو محروم کر دیتی ہے، خواہ قربیٰ وارث بنے یا نہ بنے۔ مثلاً: اگر کسی میت کے تین قرابت دار موجود ہوں: باپ، ام الاب اور ام ام الام۔ اس صورت میں باپ کی وجہ سے "ام الاب" محروم ہو گی اور "ام الاب" کی وجہ سے "ام ام الام" محروم ہو گی۔

6. اگر دو جدات موجود ہوں، اور ان میں سے ایک جدہ دو واسطوں والی ہو اور دوسری ایک واسطے والی ہو، تب بھی احناف کے مفتیٰ بہ قول کے مطابق دونوں میں سدس برابر تقسیم ہو گا۔ دو واسطوں والی جدہ کو دو حصے نہیں ملیں گے۔

- اوپر گزری ہوئی زینب اور حفصہ والی مثال میں اگر عثمان کا انتقال ہو جائے اور اس کے ورثاء میں صرف زینب اور حفصہ موجود ہوں تو دونوں کا مشترکہ حصہ "سدس" ہو گا جو دونوں میں برابر برابر تقسیم ہو گا۔ زینب کو دوہری قرابت کی وجہ سے دو حصے نہیں ملیں گے۔

ہر بطن میں امویہ جدہ صحیحہ صرف ایک ہو سکتی ہے، باقی تمام ابویات ہوں گی۔

مشق 12

درج ذیل مسائل حل کریں:

1. ام اب ام الام
2. ام الام اب ابن
3. بنت ام الاب ام
4. ام الاب ام ام الاب ام الام
5. اب ام الاب ام الام
6. زوج ام الام بنت الابن
7. ام الاب اب ام الام
8. ام اب ام الام ام الاب
9. اب الام اب الاب ام اب
10. ام اب الاب ام الاب 3بنات
11. اخت علاتی ام الام اب اخ عینی
12. بنت اخ خیفی زوج ام ام الام
13. زوجہ اب ام ام الاب
14. زوج ابن الابن ام الام ام الاب
15. 3بنت الابن 2بنات ام ام اب
16. بنت الابن ام ام الام ام الام زوجہ
17. اب ام الاب ام ام الام
18. ام الام بنت الابن ابن الابن ابن ابن الابن

مختصر جواب دیں:

1. باپ کی وجہ سے کون کون سی جدات محروم ہوتی ہیں اور ماں کی وجہ سے کون کون سی؟
2. قریب والی جدہ اگر وارث نہ بن رہی ہو تو کیا وہ دور والی جدہ کو محروم کر سکتی ہے؟
3. ابویات اور امویات سے کون کون سی جدات مراد ہیں؟
4. ابویات اور امویات میں سے کس کو ترجیح حاصل ہو گی؟
5. ایک سے زیادہ جدات اگر درجے میں برابر ہوں تو ان میں وراثت کیسے تقسیم ہو گی؟

صحیح اور غلط کی نشاندہی کریں:

1. قریب والی جدہ "بعدیٰ" اور دور والی جدہ "قربیٰ" کہلاتی ہے۔
2. اگر میت کی ماں موجود ہو تو تمام جدات محروم ہو جاتی ہیں۔
3. جد صحیح کی وجہ سے صرف ماں کے واسطہ والی جدات محروم ہو تیں ہیں۔
4. احناف کا مفتیٰ بہ قول یہ ہے: اگر دو جدات آجائیں اور ایک دو واسطوں والی ہو اور دوسری ایک واسطہ والی ہو تو دو واسطوں والی کو دوہرا حصہ ملے گا۔
5. ہر قربیٰ ہر بعدیٰ کو محروم کر دیتی ہے، خواہ قربیٰ وارث بنے یا نہ بنے۔
6. جدہ صحیحہ کو سدس ملتا ہے خواہ باپ کی طرف سے ہو یا ماں کی طرف سے۔
7. جدہ صحیحہ وہ جدہ ہے جس کا میت کے ساتھ رشتہ ہونے میں نانا آئے۔
8. ایک ہی جدہ میں دو یا تین قرابتیں جمع ہونا ممکن ہے۔
9. جد صحیح؛ ہر قسم کی جدات کو محروم کر دیتا ہے۔
10. دادا؛ دادی کو عصبہ بنا دیتا ہے۔
11. نانا؛ نانی کو عصبہ بنا دیتا ہے۔

ذوی الفروض کا نقشہ

- یہاں ذوی الفروض کی صرف وہ حالتیں ذکر کی جا رہی ہیں جن میں وہ ذوی الفروض بنتے ہیں۔
- عصبہ ہونے کی حالتیں اس نقشے میں مذکور نہیں۔ محروم ہونے والی حالتیں بھی اس نقشے میں بیان نہیں کی گئیں۔

نمبر	ورثاء	تعداد	شرائط	حصے
1	والد	ایک ہی ہو سکتا ہے	اولاد ہو	سدس
2	جد صحیح [سب سے قریبی]	ایک وقت میں ایک ہی ہو گا	اولاد ہو، باپ نہ ہو	سدس
3	اخیافی بھائی	ایک ہو	اولاد، باپ اور جد میں سے کوئی نہ ہو	سدس
		ایک سے زیادہ ہوں	اولاد، باپ اور جد میں سے کوئی نہ ہو	ثلث
4	زوج	ایک ہی ہو سکتا ہے	اولاد ہو	ربع
			اولاد نہ ہو	نصف
5	زوجہ	ایک سے چار تک جتنی بھی ہوں	اولاد ہو	ثمن
			اولاد نہ ہو	ربع
6	حقیقی بیٹی	ایک ہو	بیٹا نہ ہو	نصف
		ایک سے زیادہ ہوں	بیٹا نہ ہو	ثلثان
7	بنت الابن*	ایک ہو	بیٹا، پوتا اور کوئی بیٹی نہ ہو	نصف
		ایک سے زیادہ ہوں	بیٹا، پوتا اور کوئی بیٹی نہ ہو	ثلثان
		جتنی بھی ہوں	بیٹا، پوتا نہ ہو، اور ایک بیٹی ہو	سدس
8	حقیقی بہن	ایک ہو	اولاد، باپ، جد، حقیقی بھائی میں سے کوئی نہ ہو	نصف
		ایک سے زیادہ ہوں	اولاد، باپ، جد، حقیقی بھائی میں سے کوئی نہ ہو	ثلثان

9	علاتی بہن	ایک ہو	اولاد، باپ، جد، حقیقی بہن بھائی، علاتی بھائی میں سے کوئی نہ ہو	نصف
		ایک سے زیادہ ہوں	اولاد، باپ، جد، حقیقی بہن بھائی، علاتی بھائی میں سے کوئی نہ ہو	ثلثان
		جتنی بھی ہوں	اولاد، باپ، جد، حقیقی بھائی، علاتی بھائی میں سے کوئی نہ ہو اور حقیقی بہن صرف ایک ہو	سدس
10	اخیافی بہن	ایک ہو	اولاد، باپ، جد میں سے کوئی نہ ہو	سدس
		ایک سے زیادہ ہوں	اولاد، باپ، جد میں سے کوئی نہ ہو	ثلث
11	ماں	سگی ماں صرف ایک ہی ہو سکتی ہے۔ سوتیلی ماں کو حصہ نہیں ملتا۔	اولاد ہو یا اخوہ ہوں	سدس
			اولاد بھی نہ ہو، اخوہ بھی نہ ہوں	ثلث
			زوج یا زوجہ + ابوَین	ثلث مابقی
12	جداتِ صحیحہ [سب سے قریبی]	جتنی بھی ہوں	ماں نہ ہو ابویات ہونے کی صورت میں باپ نہ ہو یا بطورِ واسطہ جد نہ ہو	سدس

ملاحظہ: اس نقشے میں ہر جگہ "جد" سے مراد "جدِ صحیح" ہے۔

* قریب والی بنات الابن [پوتیاں]؛ دور والی بنات الابن [پڑپوتیوں، سکڑپوتیوں وغیرہ] کے حصوں پر ایسے ہی اثر انداز ہوتی ہیں جیسے بیٹیاں؛ بنات الابن کے حصوں پر۔

* اسی طرح قریب والا ابن الابن [پوتا] دور والی بنات الابن پر یوں اثر انداز ہوتا ہے جیسے بیٹا؛ پوتیوں پر۔

عصبات

لغوی معنیٰ:

عربی میں "عَصَبَۃٌ" گوشت کے پٹھے کو کہتے ہیں۔ یہ مذکر، مؤنث دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے، اس کی جمع عَصَبَاتٌ ہے۔

اصطلاحی تعریف:

عصبات سے مراد میت کے وہ رشتہ دار ہیں جن کا حصہ قرآن و سنت میں حصوں کی شکل میں متعین نہیں کیا گیا؛ جیسے ثلثان، نصف، ربع وغیرہ۔ بلکہ دیگر ذوی الفروض کو حصہ دینے کے بعد جو باقی بچے وہ ان کو ملتا ہے اور اگر ذوی الفروض نہ ہوں تو اس صورت میں وہ مکمل ترکہ کے مستحق ہوتے ہیں۔

عصبات کی اقسام:

عصبات کی دو بنیادی اقسام ہیں:

1. عصبہ نسبی
2. عصبہ سببی

عصبہ نسبی: وہ عصبہ ہے جس کا میت سے خون کا، نسب کا تعلق ہو۔

عصبہ سببی: آزاد کرنے والے آقا کو کہتے ہیں۔ یہ ایسا عصبہ ہے جس کا میت سے "وَلاء" یعنی عِتاق [آزادی] والا تعلق ہو۔

- اگر میت کا کوئی عصبہ نسبی موجود ہو تو عصبہ سببی کو میراث نہیں ملتی۔

عصبہ نسبی

عصبہ نسبی کی تین قسمیں ہیں:

عصبہ بنفسہ   عصبہ بغیرہ   عصبہ مع غیرہ

o ان میں سے پہلی قسم میں صرف مذکر اور بعد والی دونوں قسموں میں صرف مؤنث ورثاء آتے ہیں۔

عصبہ بنفسہ:

لغوی معنٰی ہے: بذاتِ خود عصبہ۔

عصبہ بنفسہ میت کے ان مذکر رشتہ داروں کو کہتے ہیں جن کا میت سے رشتہ جوڑنے میں صرف مؤنث کا واسطہ نہ آئے۔ تفصیل آگے آرہی ہے۔

عصبہ بغیرہ:

عصبہ بغیرہ سے مراد وہ خواتین ہیں جو تنہا ہونے کی صورت میں تو ذوی الفروض میں شامل ہوتی ہیں مگر "اپنے بھائیوں" کی وجہ سے ذوی الفروض سے نکل کر عصبہ بن جاتی ہیں۔ یہ وہ عورتیں ہیں جن کا حصہ اکیلے ہونے کی صورت میں نصف اور ایک سے زائد ہونے کی صورت میں ثلثان ہے۔

یہ کل چار عورتیں ہیں اور ان چاروں کے تفصیلی احوال آپ ذوی الفروض میں پڑھ چکے ہیں:

(۱)بیٹی (۲)پوتی (۳) حقیقی بہن (۴)علاتی بہن

میت کی بیٹی؛ میت کے بیٹے کی موجودگی میں عصبہ بنتی ہے، پوتی؛ پوتے کی موجودگی میں عصبہ بنتی ہے، حقیقی بہن؛ حقیقی بھائی کی موجودگی میں عصبہ بنتی ہے اور علاتی بہن؛ علاتی بھائی کی موجودگی میں عصبہ بنتی ہے۔ ان چاروں صورتوں میں لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ والا قاعدہ جاری ہوتا ہے۔

o ایسی خواتین جو ذوی الفروض میں شامل نہ ہوں، وہ اپنے بھائی کی موجودگی میں عصبہ بغیرہ نہیں بنتیں۔ جیسے چچا کی موجودگی میں پھوپھی عصبہ نہیں بنے گی کیونکہ پھوپھی ذوی الفروض میں شامل نہیں!

عصبہ مع غیرہ:

عصبہ مع غیرہ سے مراد وہ عورتیں ہیں جو میت کی بیٹی یا پوتی کی وجہ سے عصبہ بنتی ہیں۔ یہ صرف دو عورتیں ہیں: حقیقی بہن اور علاتی بہن۔ ان کے احوال بھی آپ پڑھ چکے ہیں۔

عصبہ بنفسہ کے تفصیلی احوال

حدیث مبارک ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا، فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِأَوْلٰى رَجُلٍ ذَكَرٍ.

صحیح بخاری؛ باب میراث ابن الابن اذالم یکن ابن؛ رقم الحدیث: 6743

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مقررہ حصے ان کے حق داروں تک پہنچادو، پھر جو کچھ باقی بچے وہ سب سے زیادہ قریبی مرد کا حصہ ہے۔"

عصبہ بنفسہ کی چار اقسام ہیں: جزءِ میت، اصلِ میت، جزءِ ابِ میت، جزءِ جدّ میت

جزء میت:

میت کی نسلِ مذکر۔ یعنی: بیٹا، پوتا، پڑپوتا... آخر تک...

اصل میت:

میت کے اصولِ مذکر۔ یعنی: باپ، دادا، پڑدادا... آخر تک...

جزء اب میت:

میت کے باپ کی نسلِ مذکر۔ یعنی: حقیقی بھائی، علاتی بھائی، حقیقی اور علاتی بھائی کے بیٹے، پوتے... آخر تک...

جزء جدّ میت:

میت کے دادا کی نسلِ مذکر۔ یعنی: حقیقی چچا، علاتی چچا، حقیقی اور علاتی چچا کے بیٹے، پوتے... آخر تک...

- عصبہ بنفسہ کی تعریف اور اقسام پر نظر ڈالنے سے یہ بات بخوبی معلوم ہو جاتی ہے کہ یہ صرف اور صرف مذکر ہوتے ہیں کوئی مؤنث؛ عصبہ بنفسہ نہیں ہوتی۔
- ایک اور بات یہ بھی واضح ہو جاتی ہے کہ ایسے مذکر جو صرف کسی مؤنث کے واسطے سے میت کے ساتھ منسلک ہوں وہ بھی عصبہ بنفسہ میں نہیں آتے جیسے اخیافی [ماں شریک] بھائی۔

عصبہ بنفسہ میں میراث کی تقسیم کا طریقہ:

عصبہ بنفسہ میں میراث کی تقسیم کے لیے تین امور کا خیال رکھا جاتا ہے:

1- ترتیب 2- درجہ 3- قوۃ قرابت

تینوں امور کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- ترتیب

ان چاروں اقسام میں وراثت اسی ترتیب سے تقسیم کی جائے گی جو ترتیب اوپر ذکر کی گئی ہے۔ یعنی پہلی قسم میں سے کوئی وارث موجود ہو تو باقی تینوں قسمیں عصبہ نہیں بنیں گی۔ دوسری قسم میں سے کوئی بھی وارث موجود ہو تو تیسری اور چوتھی قسم اور اگر تیسری قسم میں سے کوئی موجود ہو تو چوتھی قسم عصبہ نہیں بنے گی۔ بعد والی کوئی بھی قسم تب عصبہ بنے گی جب اس سے اوپر والی قسموں میں سے کوئی ایک وارث بھی موجود نہ ہو۔

ترتیب کے اس فرق کو "جہتِ عصوبۃ" یا صرف "جہت" کا فرق بھی کہا جاتا ہے۔

2- درجہ

جو بھی قریبی ہو گا اس کی موجودگی میں دور والے کو میراث نہیں ملے گی۔ جیسے پہلی قسم میں بیٹا، پوتا اور پڑپوتا وغیرہ سب شامل ہیں۔ لیکن بیٹا قریبی ہے اور پوتا دور والا ہے؛ لہٰذا بیٹے اور پوتے؛ دونوں کی موجودگی میں بیٹے کو میراث ملے گی اور پوتا عصبہ نہیں ہو گا۔ اسی طرح باپ اور دادا دونوں موجود ہوں تو باپ عصبہ بنے گا دادا عصبہ نہیں بنے گا۔ تیسری قسم میں بھائی، بھائیوں کے بیٹے اور بھائیوں کے پوتے؛ الخ سب شامل ہیں۔ مگر بھائیوں کی موجودگی میں بھائیوں کی اولاد عصبہ نہیں بنے گی، بھائیوں کی اولاد تب عصبہ بنے گی جب بھائی موجود نہ ہوں۔ چوتھی قسم میں چچا، تایا اور ان کی مذکر اولاد شامل ہیں۔ مگر جب چچا موجود ہو تو چچا کی اولاد کو میراث نہیں ملے گی۔

درجے کے اس فرق کو "اَلْاَقْرَبُ فَالْاَقْرَبُ" والا قاعدہ بھی کہا جاتا ہے۔

3- قوۃِ قرابت

بسا اوقات بعض ورثاء ترتیب اور درجے میں تو برابر ہوتے ہیں لیکن قوتِ قرابت میں فرق ہوتا ہے۔ جیسے

ایک حقیقی بھائی ہو اور ایک علاتی یعنی باپ شریک بھائی، تو حقیقی بھائی کو قوتِ قرابت حاصل ہے کیونکہ اس کا میت کے ساتھ دوہرا رشتہ ہے اور علاتی بھائی کو اکہری قرابت حاصل ہے۔ اگر حقیقی اور علاتی دونوں بھائی اکٹھے آجائیں تو حقیقی بھائی عصبہ بنے گا اور علاتی بھائی عصبہ نہیں بنے گا۔ علاتی بھائی کو تب میراث ملے گی جب حقیقی بھائی موجود نہ ہو۔ اسی طرح حقیقی اور علاتی چچا اور ان کی اولادوں کا بھی یہی حکم ہے۔ یاد رہے یہ آخری قاعدہ تیسری اور چوتھی قسم میں ہی جاری ہوتا ہے، پہلی دونوں قسمیں یعنی جزء میت اور اصلِ میت میں قوتِ قرابت میں فرق نہیں ہو سکتا کیونکہ اولاد یا باپ دادا حقیقی ہی ہوتے ہیں علاتی نہیں ہو سکتے۔

بطورِ خلاصہ کچھ قواعد:

- کسی بھی قسم کا کوئی بھی عصبہ نسبی موجود ہو تو عصبہ سببی محروم ہوتا ہے۔
- ایک سے زیادہ عصبات موجود ہوں تو ترتیب کے لحاظ سے پہلے آنے والے عصبہ کو میراث دی جاتی ہے اور بعد والے محروم رہتے ہیں۔
- اگر ایک سے زیادہ عصبات ترتیب میں برابر ہوں تو درجے کا اعتبار کر کے قریبی درجے والے عصبہ کو میراث دی جاتی ہے اور دور والے محروم رہتے ہیں۔
- اگر ایک سے زیادہ عصبات ترتیب اور درجہ؛ دونوں میں برابر ہوں تو قوۃِ قرابت کے لحاظ سے قوی عصبہ کو میراث دی جاتی ہے اور کمزور محروم رہتے ہیں۔
- اگر ایک سے زیادہ عصبات ترتیب، درجہ اور قوۃِ قرابت؛ تینوں چیزوں میں برابر ہوں تو سب کو میراث ملتی ہے۔
- اگر عصبہ بنفسہ، عصبہ بغیرہ اور عصبہ مع غیرہ جمع ہو جائیں تب بھی ان میں باہمی ترجیح عصبہ بنفسہ، بغیرہ یا مع غیرہ کی وجہ سے نہیں ہو گی بلکہ مذکورہ تین امور؛ ترتیب، درجہ اور قوۃِ قرابت کی وجہ سے ہی ہو گی۔ اگر موجود عصبات؛ جہت، درجے اور قوۃِ قرابت میں برابر ہوں تو سب وارث ہوں گے۔

زوج بنت حقیقی بہن علاتی بھائی

اس صورت میں حقیقی بہن؛ بنت کی وجہ سے عصبہ مع غیرہ بن رہی ہے اور علاتی بھائی عصبہ بنفسہ ہے۔ مگر چونکہ حقیقی بہن کو قوۃِ قرابت حاصل ہے اس لیے علاتی بھائی کو میراث نہیں ملے گی۔ مسئلہ یوں حل ہو گا:

مخرج:4

علاتی بھائی[عصبہ بنفسہ]	حقیقی بہن[عصبہ مع غیرہ]	بنت	زوج
م	ع	1/2	1/4
0	1	2	1

حل شدہ مثالیں:

مخرج:24

زوجہ	بنت	ابن	اب الاب
1/8	ع[للذ]		1/6
3	17		4

ابن الابن	2زوجات	2بنات	اب
ع	1/8	2/3	1/6

اخ عینی	زوجہ	بنت	2اخت خیفی
ع	1/8	1/2	م

اخ عینی	ام	زوج
ع	1/3	1/2

عصبات کے حوالے سے چند دلچسپ باتیں

- جب بیٹا وارث ہو تو پوتے کے لیے وصیت کرنا جائز ہے!

- میت کی مذکر اولاد ہمیشہ عصبہ ہوتی ہے۔

- ایک مسئلہ میں دو مرتبہ عصبہ "ع" نہیں لکھا جاتا۔

- قریب ترین عصبہ سارا مال لے جائے گا۔ ایک ہی وقت میں عصبات کے دو یا زیادہ گروپس کو میراث ملنا ممکن نہیں۔ ایک وقت میں ایک ہی گروپ میراث کا مستحق ہو گا، وہ گروپ جو قریب ترین ہو؛ خواہ اس میں ایک فرد شامل ہو یا زیادہ!

- اگر عصبہ مع غیرہ اور عصبہ بنفسہ جمع ہو جائیں تو عصبہ مع غیرہ کو ترجیح ہو گی۔

- کبھی کبھی مؤنث بھی مذکر کو محروم کر سکتی ہے! جب مؤنث کو قوۃِ قرابت حاصل ہو۔

مشق 13

مختصر جواب دیں:

1. عصبات کی لغوی اور اصطلاحی تعریف لکھیں۔
2. عصبات کی بنیادی طور پر کتنی اقسام ہیں؟
3. عصبہ نسبی کی کتنی اقسام ہیں؟ سب کے نام لکھیں۔
4. عصبہ بغیرہ کون سے ورثاء کو کہا جاتا ہے؟
5. عصبہ مع غیرہ مذکر ورثاء ہیں یا مؤنث؟
6. عصبہ بنفسہ کی کتنی اقسام ہیں؟ سب کے نام لکھیں۔
7. عصبہ بنفسہ میں میراث کی تقسیم کے لیے کن تین امور کا خیال رکھا جاتا ہے؟ تینوں کے نام لکھیں۔
8. کیا کوئی مؤنث عصبہ بنفسہ میں شامل ہو سکتی ہے؟

خالی جگہ پر کریں:

1. عصبة لغت میں .... کو کہتے ہیں۔
2. عصبات وہ ورثاء ہوتے ہیں جن کا حصہ .... نہیں ہوتا۔
3. ذوی الفروض کے نہ ہونے کی صورت میں سارا ترکہ .... کو ملتا ہے۔
4. عصبہ نسبی وہ عصبہ ہے جس کا میت کے ساتھ .... کا رشتہ ہو۔
5. عصبہ سببی وہ عصبہ ہے جس کا میت کے ساتھ .... والا تعلق ہو۔

صحیح اور غلط کی نشاندہی کریں:

1. عصبہ بغیرہ: یہ وہ خواتین ہیں جو اپنی بہنوں کے ساتھ مل کر ذوی الفروض سے نکل کر عصبہ بن جاتی ہیں۔
2. عصبہ بغیرہ چار ہیں: بیٹی، پوتی، حقیقی بہن اور علاتی بہن۔
3. عصبہ مع غیرہ: یہ وہ خواتین ہیں جو میت کی بیٹی یا پوتی کی وجہ سے عصبہ بنتی ہیں۔

4. عصبہ مع غیرہ چار ہیں: اخیافی بہن، علاتی بہن، حقیقی بہن اور پوتی۔

5. حقیقی چچا، علاتی چچا اور ان کی مذکر اولاد؛ عصبہ بنفسہ کی پہلی قسم ہے۔

درج ذیل ورثاء کے حصے بتائیں:

1.	ابن	اخ خیفی	اخت خیفی	زوج	
2.	اب الاب	ابن	بنت	زوج	
3.	ابن الابن	اخ خیفی	اخت خیفی	زوج	
4.	ابن	ابن الابن	اخ عینی	اخت علاتی	زوج
5.	اب	ابن الابن	اخ خیفی	اخت خیفی	زوج
6.	ام الاب	اخ	عم علاتی	اب اب الاب	
7.	بنت الابن	اخت عینی	زوج		
8.	بنت	اخت عینی	اخ علاتی	زوجہ	
9.	ابن ابن الاخ	عم خیفی	ام	بنت	
10.	5بنات	بنت الابن	3ابن	ام	
11.	اخ عینی	اخ علاتی	زوجہ		
12.	ابن الاخ حقیقی	اخ علاتی	زوج	ام	
13.	زوجہ	اخ خیفی	ابن العم حقیقی	ام	
14.	اب الام	اب اب الام	اخ علاتی	زوجہ	ام الام
15.	ام ام الام	ابن الاخ حقیقی	زوج	ام الاب	اب الام
16.	ابن البنت	زوج	ام	ام الاب	

پہیلی: کیا خاوند کبھی عصبہ بھی بن سکتا ہے؟ اگر ہاں تو کیسے؟

فروض اور مخارج الفروض

ہم جانتے ہیں کہ وہ حصے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں متعین کر دیے ہیں؛وہ کُل چھ حصے ہیں:

نِصْف	رُبُع	ثُمُن	ثُلُثان	ثُلُث	سُدُس
1/2	1/4	1/8	2/3	1/3	1/6

ہم یہ بھی پڑھ چکے ہیں کہ علم المیراث کی اصطلاح میں مخرج سے مراد وہ عدد ہے جس سے ورثاء کے متعینہ حصے نکالے جاتے ہیں۔ مثلاً چار ورثاء میں میراث اس طرح تقسیم کرنی ہے کہ ایک کو آٹھواں، دوسرے کو نصف، تیسرے کو چھٹا اور چوتھے کو بھی چھٹا حصہ ملے۔

زوجہ	بنت	بنت الابن	اب	
1/8	1/2	1/6	1/6	+ ع
3	12	4	4	+ 1

"24" ایک ایسا عدد ہے جس سے ان تمام ورثاء کو ان کے حصے دیے جاسکتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں ان ورثاء میں میراث تقسیم کرنے کے لیے "24" کو مخرج بنانا پڑے گا۔ آٹھویں حصے والے کو "3"، نصف والے کو "12" اور چھٹے حصے والے دونوں ورثاء کو "4"، "4" ملے گا۔ "1" باقی بچے گا جو عصبہ ہونے کی وجہ سے باپ کو مل جائے گا۔ مخرج نکالنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ جتنے بھی حصے [کسور Fractions] ہوں، ان کا ذو اضعاف اقل L.C.M لے لیں۔ یہی مخرج ہے۔

علمائے میراث نے استقراء سے یہ بات معلوم کی ہے مخرج ہمیشہ سات اعداد میں سے کسی ایک سے بنتا ہے:

2 3 4 8 6 12 24

- اگر آپ کو ذو اضعاف اقل کا طریقہ نہیں آتا تو سیکھ لیں!
- ایک اور حل یہ ہے کہ ہر مسئلے میں "24" کو مخرج بنا لیں۔ اس سے حساب تھوڑا لمبا ہو جائے گا مگر مسئلہ ٹھیک نکلے گا۔

عول

جب بھی مخرج بنا کر ورثاء کو حصے دیے جائیں گے تو تین صورتیں ممکن ہو سکتی ہیں:

1. مخرج اور سہام [ورثاء کو ملنے والے حصے] آپس میں برابر ہوں گے۔ اسے مسئلہ عادلہ یا عدل کہتے ہیں۔
2. کبھی مخرج چھوٹا پڑ جائے گا اور سہام زیادہ ہو جائیں گے۔ اس کو مسئلہ عائلہ یا عول کہتے ہیں۔
3. کبھی مخرج بڑا ہو گا اور سہام کم ہوں گے۔ یعنی ذوی الفروض کو حصے دینے کے بعد بھی کچھ حصے بچ جائیں گے اور انہیں لینے والا کوئی عصبہ موجود نہیں ہو گا۔ اس کو مسئلہ ناقصہ، مسئلہ ردیہ یا صرف رد کہتے ہیں۔

تینوں صورتوں کی ایک ایک مثال درج ذیل ہے:

مسئلہ عادلہ / عدل:

جب مخرج اور سہام آپس میں برابر ہوں۔ مثلاً:

مخرج:12

زوج	بنت	ام	اخ حقیقی
1/4	1/2	1/6	ع
3	6	2	1

مخرج 12 بنا۔ اور ورثاء کو ملنے والے حصوں کا مجموعہ بھی 12 ہے۔ یہ "مسئلہ عادلہ" کی مثال ہے۔

مسئلہ عائلہ / عول:

جب مخرج کا عدد کم ہو اور حصے زیادہ ہو جائیں۔ مثلاً:

مخرج:6

زوج	2-اخوات عینیہ	ام
1/2	2/3	1/6
3	4	1

مخرج 6 بنا اور ور ثاء کو ملنے والے حصوں کا مجموعہ 8 ہے۔ یہ "مسئلہ عائلہ" کی مثال ہے۔

مسئلہ ردیہ / ناقصہ / رد:

جب تقسیم کے بعد کچھ حصے بچ جائیں۔ مثلاً:

مخرج: 8

زوجہ	بنت
1/8	1/2
1	4

مخرج 8 بنا۔ ورثاء کو ملنے والے حصوں کا مجموعہ 5 ہے۔ اور یہاں کوئی عصبہ بھی موجود نہیں جو بچے ہوئے 3 حصے لے لے۔ یہ "مسئلہ ردیہ" کی مثال ہے۔

عول کی تعریف:

اگر ذوی الفروض کو ملے ہوئے حصوں کا مجموعہ "مخرج" یعنی اصل مسئلہ سے بڑھ جائے تو مخرج میں بنائے گئے حصوں میں اضافہ کرنا اور تمام ذوی الفروض کے حصوں میں اس تناسب سے کمی کرنا کہ تمام ورثاء کے حصے اور مخرج آپس میں برابر ہو جائیں عول کہلاتا ہے۔

یعنی بسا اوقات حصے زیادہ ہو جاتے ہیں اور عدد چھوٹا پڑ جاتا ہے تو مال کی تقسیم کے لیے جو عدد ذو اضعاف اقل سے بنایا گیا ہوتا ہے اس میں اضافہ کرنا پڑتا ہے اس کو عول کہا جاتا ہے۔

مثلاً ایک خاتون کا انتقال ہوتا ہے، اس کے ورثاء میں شوہر، ایک حقیقی بہن اور ایک علاتی بہن موجود ہیں۔ شوہر کو نصف ملے گا، حقیقی بہن بھی نصف کی مستحق ہے؛ جبکہ علاتی بہن کو سدس ملے گا۔ اس صورت میں پہلے مسئلہ کو عام طریقے سے حل کر کے 6 مخرج بنا کر تین تین حصے شوہر اور حقیقی بہن کو دیے جائیں گے اور علاتی بہن کو ایک حصہ دیا جائے گا۔ یہ کل سات حصے بن گئے لہٰذا اب ترکہ کے چھ حصے بنانے کے بجائے سات حصے بنا لیے جائیں گے۔ اسی کو عول کہتے ہیں۔ یعنی مخرج 6 کے بجائے 7 بنا لیں گے۔

عول کی سب سے پہلی عملی صورت

عملی طور پر یہ صورت دورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش نہیں آئی بلکہ آپ علیہ السلام کے بعد سب سے پہلے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں یہ مسئلہ درپیش ہوا۔ ایک خاتون کا انتقال ہوا اور اس کے ورثاء میں شوہر، حقیقی بہن اور ماں موجود تھے۔ قرآن کریم کے مطابق شوہر کو کل مال کا نصف، بہن کو بھی نصف اور ماں کو ثلث دیا جائے گا۔ ظاہر ہے کہ دو ورثاء [خاوند اور حقیقی بہن] کو نصف نصف دے دیا جائے تو تیسرے وارث [ماں] کو ثلث کہاں سے دیں گے؟ جب یہ مسئلہ حضرت عمر کے سامنے آیا تو انہوں نے فرمایا: ''واللہ! مجھے نہیں معلوم کہ تم میں سے کس وارث کو اللہ تعالیٰ نے مقدم کیا ہے اور کس کو مؤخر۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ارشاد مبارک کی وجہ یہ ہے کہ اگر بہن کو پورا حصہ دیا جائے تو شوہر کا حصہ کم ہو جاتا ہے اور اگر شوہر کو پورا حصہ دیا جائے تو بہن کا حصہ کم ہو جاتا ہے۔ اور اگر دونوں کو پورا پورا نصف دیا جائے تو ماں کا ثلث باقی نہیں رہتا۔

علامہ ابو بکر جصاص لکھتے ہیں:

اَوَّلُ مَنْ اَعَالَ الْفَرَائِضَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَمَّا الْتَوَتْ عَلَيْهِ الْفَرَائِضُ وَدَافَعَ بَعْضُهَا بَعْضًا قَالَ: وَاللّٰهِ مَا اَدْرِىْ اَيُّكُمْ قَدَّمَ اللّٰهُ وَلَا اَيُّكُمْ اَخَّرَ؛ وَكَانَ امْرَاً وَرِعًا فَقَالَ: مَا اَجِدُ شَيْئًا هُوَ اَوْسَعُ لِىْ اَنْ اُقَسِّمَ الْمَالَ عَلَيْكُمْ بِالْحِصَصِ؛ وَاُدْخِلَ عَلٰى كُلِّ ذِىْ حَقٍّ مَا دَخَلَ عَلَيْهِ مِنْ عَوْلِ الْفَرِيضَةِ.

احکام القرآن جصاص؛ ج2 ص114

ترجمہ: سب سے پہلے فرائض میں عول کرنے والے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے۔ جب کہ مختلف فرائض [حصے] آپس میں الجھ گئے تھے اور ایک دوسرے کے مقابل آ گئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واللہ! مجھے نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے تم میں سے کس وارث کو مقدم کیا ہے اور کس کو مؤخر۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت خوفِ خدا رکھنے والے آدمی تھے؛ چنانچہ آپ نے فرمایا: مجھے اس سے زیادہ کوئی چیز مناسب نہیں لگ رہی کہ میں تم سب میں حصوں کے مطابق مال تقسیم کر دوں اور پھر ہر حق دار کے حصے میں سے اتنی کمی کر دوں جتنی فرائض میں عول کرنے سے ہوئی ہے۔

علامہ شامی لکھتے ہیں:

وَاَوَّلُ مَنْ حَکَمَ بِالْعَوْلِ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ. فَاِنَّهٗ وَقَعَ فِيْ صُورَةٍ ضَاقَ مَخْرَجُهَا عَنْ فُرُوضِهَا فَشَاوَرَ الصَّحَابَةَ فَاَشَارَ الْعَبَّاسُ اِلَى الْعَوْلِ فَقَالَ اَعِيْلُوا الْفَرَائِضَ فَتَابَعُوْهُ عَلٰی ذٰلِكَ وَلَمْ يُنْكِرْهُ اَحَدٌ

ردالمحتار؛ج6ص786؛باب العول

ترجمہ: سب سے پہلے عول کا فیصلہ کرنے والے حضرت عمر رضی اللہ تھے۔ اور یہ مسئلہ اس صورت میں سامنے آیا جب مخرج اپنے حصوں کی مکمل ادائیگی سے قاصر رہا۔ لہٰذا انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عول کا مشورہ دیا۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: فرائض [حصوں] کو کم کر دو۔ [یعنی مسئلہ کو عائلہ بنادو] اس پر سب نے اتفاق کیا اور کسی نے انکار نہیں کیا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: یا امیر المؤمنین! یہ بتائیں کہ اگر کوئی آدمی چھ درہم چھوڑ کر فوت ہوا ہو، اور اس پر سات درہم کا قرض ہو جن میں سے ایک آدمی کے تین اور دوسرے کے چار درہم تھے تو آپ کیسے ادائیگی کریں گے؟ کیا آپ ان چھ دراہم کے سات حصے نہیں کریں گے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بالکل! ایسا ہی کروں گا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وراثت میں بھی یہی صورت ہے۔ چنانچہ اس کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عول کے حساب کے مطابق فیصلہ صادر فرمایا۔

اسی طرح کا ایک مسئلہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دور میں بھی پیش آیا۔ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ میں منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ دورانِ خطبہ حاضرین میں سے کسی نے سوال کیا:

اگر بیوی، دو بیٹیاں اور ماں باپ وارث ہوں تو ترکہ کیسے تقسیم کیا جائے گا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فی البدیہہ جواب دیا کہ اس صورت میں بیوی کو آٹھویں کے بجائے نواں حصہ ملے گا۔ یہ جواب دے کر آپ رضی اللہ عنہ نے جہاں اپنا خطبہ چھوڑا تھا وہیں سے دوبارہ شروع فرما دیا۔ اسی وجہ سے اس مسئلہ کو "مسئلہ منبریہ" کہا جاتا ہے۔

حضرت ابو بکر ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ؛ حضرت وکیع رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں:

مَا رَاَيْتُ رَجُلًا كَانَ اَحْسَبُ مِنْ عَلِيٍّ سُئِلَ عَنِ ابْنَتَيْنِ وَاَبَوَيْنِ وَامْرَاَةٍ فَقَالَ: صَارَ ثُمُنُهَا تُسُعًا

مصنف ابن ابی شیبۃ؛ رقم الحدیث 31202

میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ علم الحساب کا ماہر کسی کو نہیں دیکھا۔ آپ سے دو بنات، ماں باپ اور زوجہ کی میراث کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیوی کا آٹھواں حصہ؛ نویں حصے میں بدل جائے گا۔[یعنی اسے 24 میں سے 3 کے بجائے 27 میں سے 3 حصے ملیں گے۔]

عول کا طریقہ:

عول کے لیے کسی لمبے چوڑے حساب کی ضرورت نہیں ہوتی۔ صرف ذوی الفروض کو ملے ہوئے حصوں کے مجموعہ کی تعداد کو اصل مسئلہ کے اوپر عین کا چھوٹا سا نشان بنا کر یا عول کا لفظ لکھ کر اس کے ساتھ لکھ دیا جاتا ہے۔ بس یہی عول ہے۔

کن کن مخارج میں عول ہو سکتا ہے؟

علمائے میراث نے استقراء سے یہ بات معلوم کی ہے مخرج ہمیشہ سات اعداد میں سے کسی ایک سے بنتا ہے:

2 3 4 8 6 12 24

ان میں سے پہلے چار میں کبھی بھی عول نہیں ہو گا۔ باقی تین اعداد یعنی: 6، 12 اور 24 میں عول ہو سکتا ہے۔ یعنی ان تین صورتوں میں جب کہ مخرج 6، 12 یا 24 بنے تو ممکن ہے کہ عول ہو جائے اور یہ بھی ممکن ہے کہ عول نہ ہو۔

- 6 کا عول 10 تک کے طاق اور جفت تمام اعداد میں ہو سکتا ہے۔ یعنی 6 کا عول: 7، 8، 9 اور 10 آسکتا ہے۔
- 12 کا عول صرف 13، 15 اور 17؛ ان تین طاق اعداد میں ہو سکتا ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ مخرج 12 بنا ہو اور عول 14 یا 16 آجائے۔
- 24 کا صرف ایک عول ممکن ہے: 27
- اگر 6، 12 یا 24 کے علاوہ کسی اور مخرج میں عول آجائے تو آپ سمجھ جائیں کہ مسئلہ حل کرنے میں کوئی غلطی ہوئی ہے۔
- اگر عول آئے تو 6، 12 یا 24 والے مخرج میں مگر "عول" مذکورہ اعداد کے علاوہ کوئی اور عدد آجائے تب بھی آپ سمجھ جائیں کہ مسئلہ حل کرنے میں کوئی غلطی ہوئی ہے۔

یاد رکھیں! عول والے مسئلے میں اگر کوئی عصبہ موجود ہو تو اسے حصہ نہیں ملتا۔ وجہ یہ ہے عصبات کو حصہ اس وقت ملتا ہے جب ذوی الفروض کو حصے دینے کے بعد کچھ بچ جائے؛ یہاں تو پہلے ہی حصے کم ہو رہے ہیں، عصبات کو حصہ کہاں سے ملے گا!

حل شدہ مثالیں:

مخرج:6 عول:8

زوج	5 اخت علاتی	ام
1/2	2/3	1/6
3	4	1

مخرج:12 عول:13

زوج	4 بنات	ام	اخ علاتی
1/4	2/3	1/6	ع
3	8	2	0

مخرج:24 عول:27 [مسئلہ منبریہ]

زوجہ	2 بنات	ام	اب
1/8	2/3	1/6	1/6 + ع
3	16	4	4

مشق 14

درج ذیل مسائل حل کریں:

.1	زوج	2اخت عینی		
.2	زوج	2اخت عینی	اخت خیفی	
.3	زوج	4اخت عینی	2اخت خیفی	
.4	زوج	2اخت عینی	2اخت خیفی	ام
.5	زوجہ	8اخت عینی	اخت خیفی	
.6	زوجہ	4اخت عینی	4اخت خیفی	
.7	زوجہ	2اخت عینی	4اخت خیفی	ام
.8	زوجہ	4بنات	اب	ام

مختصر جواب دیں:

.1 طے شدہ حصے [فرائض] کتنے ہیں اور کون کون سے؟

.2 کون کون سے اعداد مخرج بن سکتے ہیں؟

.3 عول کن کن مخارج میں ہو سکتا ہے؟

.4 6 کا عول کہاں تک ممکن ہے؟

.5 12 کا عول کہاں تک ہو سکتا ہے؟

.6 24 میں کتنے عول ہو سکتے ہیں اور کون کون سے؟

.7 مسئلہ منبریہ کیا ہے؟

.8 کیا عصبات کی موجودگی میں عول ہو سکتا ہے؟

.9 کیا مسئلہ عائلہ میں عصبات کو کچھ حصہ ملتا ہے؟ وجہ بتائیں۔

خالی جگہ پر کریں:

1. جس مسئلہ میں مخرج اور سہام آپس میں برابر ہوں اسے مسئلہ .... کہتے ہیں۔
2. کبھی مخرج چھوٹا پڑ جائے اور سہام زیادہ ہو جائیں تو اس کو مسئلہ .... کہتے ہیں۔
3. کبھی مخرج بڑا ہو گا اور سہام کم ہوں گے یعنی کچھ حصے بچ جائیں اور لینے والا عصبہ بھی نہ ہو اسے مسئلہ .... کہتے ہیں۔
4. عملی طور پر عول کی صورت سب سے پہلے .... کے دورِ خلافت میں پیش آئی۔
5. حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں پیش آنے والے مسئلہ عائلہ کو مسئلہ .... بھی کہتے ہیں۔
6. سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: میت کی بیوی، دو بیٹیاں اور ماں باپ ہیں، بیوی کا حصہ کیا ہو گا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فی البدیہہ فرمایا: بیوی کو آٹھویں کے بجائے .... حصہ ملے گا۔

صحیح اور غلط کی نشاندہی کریں:

1. 6 کا عول 10 تک کے طاق اور جفت تمام اعداد میں ہو سکتا ہے۔ یعنی 6 کا عول: 7، 8، 9 اور 10 آ سکتا ہے۔
2. 12 کا عول 13، 14، 15، 16 اور 17 آ سکتا ہے۔
3. 12 کا عول صرف طاق اعداد میں ہو سکتا ہے۔
4. 24 کا صرف ایک عول ممکن ہے: 29
5. اگر مخرج 4 یا 8 بنا ہو تو عول ممکن ہے۔
6. عول والے مسئلے میں اگر کوئی عصبہ موجود ہو تو اسے سب سے پہلے حصہ دے دیں گے۔
7. عول والے مسئلہ میں عصبات کو حصہ لازمی ملتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ
وَّاَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ

رد

لغوی اور اصطلاحی معنیٰ:

رد؛ عول کا الٹ ہے۔ رد کا لفظی معنیٰ ہے: لوٹانا۔

اصطلاحی طور پر اس کی تعریف یہ ہے: جب مخرج بڑا اور ذوی الفروض کو ملنے والے سہام کا مجموعہ چھوٹا ہو۔ آسان الفاظ میں یوں کہہ لیجئے کہ ذوی الفروض کو حصے دینے کے بعد کچھ ترکہ بچ جائے اور ان کا کوئی مستحق موجود نہ ہو [یعنی کوئی عصبہ موجود نہ ہو] تو بچے ہوئے سہام کو ذوی الفروض نسبیہ کے درمیان ان کے حصوں کے تناسب سے تقسیم کر دیا جائے گا۔

حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی ایک مرفوع حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رد کے ضابطہ کا اطلاق فرمایا ہے:

بَيْنَا اَنَا جَالِسٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، اِذْ اَتَتْهُ امْرَاَةٌ، فَقَالَتْ: اِنِّيْ تَصَدَّقْتُ عَلٰى اُمِّيْ بِجَارِيَةٍ، وَاِنَّهَا مَاتَتْ، قَالَ: فَقَالَ: وَجَبَ اَجْرُكِ، وَرَدَّهَا عَلَيْكِ الْمِيْرَاثُ

صحیح مسلم؛ رقم الحدیث 1149

حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عورت آئی اور کہنے لگی: میں نے ایک باندی اپنی والدہ کو دی تھی۔ اب میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا اجر ثابت ہو چکا ہے اور میراث نے اس باندی کو تمہاری طرف لوٹا دیا ہے۔

ظاہر ہے اکیلی بیٹی کا حصہ ذوی الفروض ہونے کے ناطے نصف ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ کوئی اور وارث نہیں تھا اس لیے پوری باندی ہی اس بیٹی کو بطورِ "رد" مل گئی۔

ہم پڑھ چکے ہیں کہ ذوی الفروض کی دو قسمیں ہیں:

1. ذوی الفروض نسبی
2. ذوی الفروض سببی

ذوی الفروض نسبی:

وہ ذوی الفروض جن کے ساتھ نسب والا، خون والا رشتہ ہو۔ ان کو علم المیراث کی اصطلاح میں مَنْ یُّرَدُّ عَلَیْہِ بھی کہا جاتا ہے۔ من یرد علیہ کا ترجمہ ہے: جن پر رد کیا جاتا ہے۔ زوج اور زوجہ کے علاوہ باقی دس ذوی الفروض؛ ذوی الفروض نسبی یا من یرد علیہ کہلاتے ہیں۔

ذوی الفروض سببی:

وہ ذوی الفروض جن کے ساتھ خون کا / نسب کا رشتہ نہیں ہوتا بلکہ ایک سبب یعنی نکاح کا رشتہ ہوتا ہے۔ علم المیراث کی اصطلاح میں ان کو مَنْ لَّا یُرَدُّ عَلَیْہِ بھی کہا جاتا ہے۔ من لا یرد علیہ کا ترجمہ ہے: جن پر رد نہیں کیا جاتا۔ یہ صرف دو وارث ہیں: زوج اور زوجہ۔

یاد رکھیں!

- جہاں عصبہ موجود ہو وہاں پر رد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ بچا ہوا سارا مال؛ عصبہ لے لیتا ہے۔
- ذوی الفروض نسبی یعنی من یرد علیہ کی عدم موجودگی میں بچا ہوا ترکہ ذوی الارحام کو دیا جاتا ہے۔
- ذوی الارحام کی عدم موجودگی میں بچا ہوا ترکہ بیت المال میں جمع کیا جاتا ہے۔
- اگر بیت المال بھی موجود نہ ہو تو زوجین پر ہی رد کر دیا جائے گا۔

رد کا طریقہ:

ریاضی کے اعتبار سے دیکھا جائے تو رد کے بہت سے طریقے ممکن ہیں۔ ہم ان میں سے آسان ترین طریقے کو اختیار کر رہے ہیں۔ رد کے اعتبار سے دیکھا جائے تو چار صورتوں میں سے کوئی ایک صورت ممکن ہو سکتی ہے:

1. ورثاء [ذوی الفروض نسبی] ایک ہی جنس کے ہوں اور زوجین میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو۔
2. ورثاء [ذوی الفروض نسبی] مختلف اجناس / گروہ والے ہوں اور زوجین میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو۔
3. ورثاء [ذوی الفروض نسبی] ایک ہی جنس کے ہوں اور زوجین میں سے کوئی ایک بھی موجود ہو۔
4. ورثاء [ذوی الفروض نسبی] مختلف اجناس کے ہوں اور زوجین میں سے کوئی ایک بھی موجود ہو۔

پہلی دونوں صورتوں میں زوجین میں سے کوئی بھی موجود نہیں اور تیسری اور چوتھی صورت میں زوجین

میں سے کوئی ایک موجود ہے۔

پہلی صورت کا حکم:

پہلی صورت میں ورثاء کی تعداد [عددِ رؤوس] سے ہی مسئلہ نکال لیں یعنی ورثاء کی تعداد کو ہی مخرج بنالیں۔

حل شدہ مثال:

مخرج: 3 رد 4

4 بنات

2/3

2 [باقی: 1 - مسئلہ ردیہ]

4 [رد سے ملے ہوئے حصے]

چونکہ ورثاء ایک ہی جنس کے ہیں لہٰذا ان کے عددِ رؤوس کو ہی مخرج بنالیں گے۔

دوسری صورت کا حکم:

دوسری صورت یعنی اگر ورثاء مختلف اجناس کے ہوں تو ان کے حصوں [سہام] کے مجموعے کو ہی مخرج بنالیں۔

حل شدہ مثال:

مخرج: 6 رد: 5

اختِ عینی	ام
1/2	1/3
3	2

[2+3=5 باقی: 1 - مسئلہ ردیہ]

دوسری صورت کے تمام مسائل میں یہی طریقہ اختیار کریں کہ مسئلہ میں موجود ورثاء کے سہام کے مجموعہ کو ہی مخرج بنالیا کریں۔

- رد کے مسائل حل کرتے ہوئے اصل مسئلہ کے اوپر یا سامنے رد لکھ کر رد کے بعد والا نیا مخرج لکھ دیا کریں۔

تیسری صورت کا حکم:

اگر ورثاء ایک ہی جنس کے ہوں اور ان کے ساتھ من لا یرد علیہ [احد الزوجین؛ زوج، زوجہ میں سے کوئی ایک] بھی موجود ہو تو احد الزوجین کے فرض سے مخرج بنائیں گے، اس کو حصہ دینے کے بعد باقی حصے سارے کے سارے من یرد علیہ کو دے دیں گے۔

حل شدہ مثالیں:



مخرج:12 رد:4

زوج	3بنات	
1/4	2/3	
3	8	[3+8=11 باقی:1-مسئلہ ردیہ]
1	3	

مخرج:24 رد:8

زوجہ	2بنات	
1/8	2/3	
3	16	[3+16=19 باقی:5-مسئلہ ردیہ]
1	7	

چوتھی صورت کا حکم:

چوتھی صورت میں مسئلہ حل کرنے کے لیے حساب کے تھوڑے سے لمبے عمل کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اس حساب کے کئی طریقے ہیں۔ ہمارے تجربہ کے مطابق اس کی آسان ترین صورت یہ ہے کہ پہلے مسئلہ کو عام طریقے پر حل کریں۔ جب معلوم ہو کہ مسئلہ ردیہ ہے تو پھر دو مراحل میں مسئلہ حل کرنا ہو گا۔

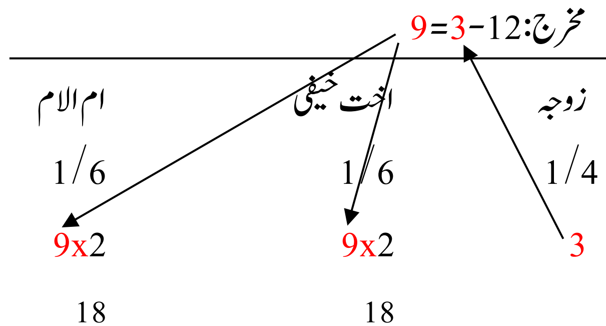
مخرج:12

زوجہ	اخت خیفی	ام الام	
1/4	1/6	1/6	
3	2	2	[3+2+2=7باقی:5-مسئلہ ردیہ]

چونکہ مسئلہ ردیہ ہے اور ورثاء [ذوی الفروض نسبی] مختلف اجناس کے ہیں اور زوجین میں سے بھی کوئی ایک موجود ہے، معلوم ہوا کہ یہ چوتھی صورت ہے۔ اب مسئلہ دو مراحل میں حل ہو گا:

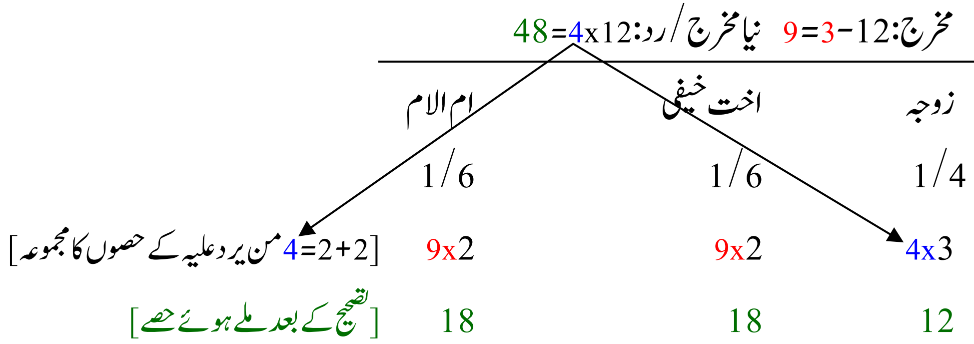
پہلا مرحلہ:

احد الزوجین کو اصل مسئلہ [مخرجِ اول] سے ملے ہوئے حصے کو مخرج سے تفریق کریں۔ جو جواب آئے اس کو ذوی الفروض نسبی [من یرد علیہ] کو ملے ہوئے حصوں سے ضرب دے دیں۔ [یاد رکھیں یہ وہ حصے ہیں جو ان کو اصل مسئلہ (مخرجِ اول) سے ملے تھے۔]



دوسرا مرحلہ:

اس کے بعد ذوی الفروض نسبی [من یرد علیہ] کے حصوں کے مجموعہ کو احد الزوجین کو اصل مسئلہ [مخرجِ اول] سے ملے ہوئے حصے سے ضرب دیں اور اصل مسئلہ [مخرج] سے بھی ضرب دیں۔ اس سے احد الزوجین کا حصہ اور ایک نیا مخرج نکل آئے گا۔



پڑتال:

اب آپ تمام ورثاء [ذوی الفروض نسبی اور سببی] کے حصوں کو جمع کریں اور دیکھیں کہ ان کا مجموعہ نئے مخرج کے برابر ہے یا نہیں۔ اگر برابر ہے تو آپ نے مسئلہ درست حل کیا ہے۔ ورنہ حساب میں کہیں غلطی ہوئی ہے، مسئلہ دوبارہ حل کریں۔

- نیا مخرج:48 حصوں کا مجموعہ:12+18+18=48

مزید تسلی کے لیے نئے مخرج سے احد الزوجین کا حصہ [فرض] اس کے طے شدہ حصے والی کسر Fraction کے ذریعے نکال کر دیکھ لیں۔ یہ اتنا ہی ہو گا جتنا ہونا چاہیے۔ اور پھر اسی نئے مخرج سے ذوی الفروض نسبی کے حصے [فرائض] بھی ان کے طے شدہ حصوں والی کسور Fractions کے ذریعے نکال کر دیکھ لیں۔ یہ حصے اپنے طے شدہ فرائض سے زیادہ ہوں گے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان کو رد کے لحاظ سے کچھ زیادہ حصہ مل چکا ہے۔

- 48 کا چوتھا حصہ 12 بنتا ہے۔ رد کے بعد زوجہ کو نئے مخرج سے چوتھا حصہ 12 ہی ملا ہے۔
- 48 کا چھٹا حصہ 8 بنتا ہے۔ رد کے بعد اخت خیفی اور ام الام کو 8،8 کے بجائے 18،18 حصے ملے ہیں۔ معلوم ہوا کہ ان کو رد کی وجہ سے اپنے اصل حصے سے زیادہ حصہ ملا ہے۔

مشق 15

مختصر جواب دیں:

1. رد کا لغوی اور اصطلاحی معنیٰ بیان کریں۔
2. دورِ نبوی ﷺ سے رد کی مثال پیش کریں۔
3. ذوی الفروض کی کتنی اقسام ہیں؟ ان میں سے کس پر رد ہوتا ہے اور کس پر نہیں؟
4. رد کی چاروں ممکنہ صورتیں تحریر کریں۔
5. رد کی پہلی صورت کو حل کرنے کا طریقہ مع مثال بیان کریں۔
6. رد کی دوسری صورت کو حل کرنے کا طریقہ مع مثال تحریر کریں۔
7. رد کی تیسری صورت کو حل کرنے کا طریقہ مع مثال قلم بند کریں۔
8. رد کی چوتھی صورت کو حل کرنے کا طریقہ مع مثال بتائیں۔

خالی جگہ پر کریں:

1. رد؛...........کا الٹ ہے۔
2. ....کو علم المیراث کی اصطلاح میں مَنْ یُّرَدُّ عَلَیْہِ کہا جاتا ہے۔
3. ....کو علم المیراث کی اصطلاح میں مَن لَّا یُرَدُّ عَلَیْہِ کہا جاتا ہے۔
4. مَنْ یُّرَدُّ عَلَیْہِ کا ترجمہ ہے...........۔
5. مَنْ لَّا یُرَدُّ عَلَیْہِ کا ترجمہ ہے...........۔
6. جن پر رد نہیں کیا جاتا؛ وہ صرف دو وارث ہیں:...........اور...........۔
7. جہاں...........موجود ہو وہاں پر رد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ بچا ہوا سارا مال وہ لے لیتا ہے۔

صحیح اور غلط کی نشاندہی کریں:

1. ذوی الفروض نسبی یعنی من یرد علیہ کی موجودگی میں بچا ہوا ترکہ ذوی الارحام کو دیا جاتا ہے۔

2. ذوی الارحام کی موجودگی میں بچا ہوا ترکہ بیت المال میں جمع کیا جاتا ہے۔
3. اگر بیت المال موجود نہ ہو تو زوجین پر ہی رد کر دیا جائے گا۔
4. اگر کسی مسئلہ ردیہ میں مختلف اجناس کے صرف ذوی الفروض نسبی ہوں تو ان کے حصوں [سہام] کے مجموعے کو ہی مخرج بنالیتے ہیں۔
5. اگر ورثاء ایک ہی جنس کے ہوں اور ان کے ساتھ من لایرد علیہ میں سے کوئی ایک بھی موجود ہو تو احد الزوجین کے فرض سے مخرج بنائیں گے۔

درج ذیل مسائل حل کریں:

1. 6بنات
2. 7اخوات علاتی
3. بنت ام الام
4. ام اخت عینی
5. ام الاب ام الام بنت الابن
6. اخت خیفی بنت ام
7. زوج بنت
8. زوجہ 7بنات
9. زوجہ ام
10. زوج اخت
11. زوج بنت بنت الابن
12. زوجہ بنت بنت الابن ام
13. زوجہ اخت عینی اخت علاتی ام

حجب

لغوی اور اصطلاحی معنیٰ:

حجب کا لفظی معنی ہے پردہ، رکاوٹ۔

علم المیراث کی اصطلاح میں حجب کا معنیٰ ہے: کسی وارث کی وجہ سے کسی دوسرے وارث کا حصہ کم یا ختم ہو جانا۔ اس کی تفصیلات ہم ذوی الفروض کے حالات میں پڑھ چکے ہیں۔ بطور خلاصہ چند قواعد پیش خدمت ہیں:

حجب کی دو قسمیں ہیں:

1. حجبِ نقصان
2. حجبِ حرمان

حجبِ نقصان:

اگر کسی وارث کی وجہ سے کسی دوسرے وارث کا حصہ کم ہو جائے تو اسے حجب نقصان کہتے ہیں۔

حجبِ نقصان صرف پانچ ذوی الفروض میں ہوتا ہے:

1، 2- زوج اور زوجہ:

ان دونوں کا حصہ میت کی اولاد کی وجہ سے کم ہوتا ہے۔ خاوند کا حصہ نصف کے بجائے ربع اور بیوی کا حصہ ربع کے بجائے ثمن ہو جاتا ہے۔

3- ام [ماں]:

اس کا حصہ میت کی اولاد اور ایک سے زیادہ بہن بھائیوں کی وجہ سے ثلث سے کم ہو کر سدس ہو جاتا ہے۔

4- بنت الابن [پوتی]:

اس کا حصہ سگی بیٹی کی وجہ سے کم ہوتا ہے۔ نصف کی بجائے سدس ملتا ہے۔ [تَكْمِلَةً لِلثُّلُثَيْنِ]

5- علاتی بہن:

اس کا حصہ حقیقی بہن کی وجہ سے کم ہوتا ہے۔ نصف کی بجائے سدس ملتا ہے۔ [تَكْمِلَةً لِلثُّلُثَيْنِ]

حجبِ حرمان:

اگر کسی وارث کی وجہ سے کسی دوسرے وارث کا حصہ بالکل ہی ختم ہو جائے تو اسے حجبِ حرمان کہتے ہیں۔
حجبِ حرمان کی تفصیلات اگرچہ ہم ذوی الفروض اور عصبات کے احوال میں پڑھ چکے ہیں تاہم بطورِ یاددہانی چند باتیں پیشِ خدمت ہیں۔

حجبِ حرمان کے دو بنیادی قواعد:

1. "واسطہ کی موجودگی میں ذی واسطہ کو میراث نہیں ملتی۔" جیسے باپ کی موجودگی میں دادا اور بیٹے کی موجودگی میں پوتے کو میراث نہیں ملتی۔ البتہ اخیافی بہن بھائی اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہیں، ان کو ماں کی موجودگی میں میراث ملتی ہے۔
2. "الاقرب فالاقرب" والا قاعدہ، جس کی تفصیل ہم عصبات کے باب میں پڑھ چکے ہیں، حجبِ حرمان کا دوسرا بنیادی قاعدہ ہے۔

حجبِ حرمان کے حوالے سے چند مزید باتیں ذہن نشین کر لیں:

- چھ ورثاء ایسے ہیں جن میں حجبِ حرمان کبھی نہیں ہوتا، یعنی وہ کسی دوسرے وارث کی وجہ سے کبھی بھی میراث سے مکمل طور پر محروم نہیں ہوسکتے۔ ان کو ہمیشہ میراث ملتی ہی ملتی ہے۔ یہ چھ ورثاء درج ذیل ہیں:

  ماں، باپ، بیٹا، بیٹی، زوج، زوجہ

- مذکورہ چھ ورثاء کے علاوہ باقی ورثاء کو میراث مل بھی سکتی ہے اور وہ محروم بھی ہوسکتے ہیں۔
- جو وارث کسی دوسرے وارث کی وجہ سے محجوب ہو وہ دوسرے ورثاء کے حصوں میں کمی کر سکتا ہے اور انہیں محروم بھی کر سکتا ہے۔ جیسے ام الاب کو باپ کی موجودگی میں حصہ نہیں ملتا لیکن وہ ام ام الام کو حصہ لینے سے روک دے گی۔
- جو وارث کسی مانع [قتل، غلامی اور اختلافِ دین] کی وجہ سے محروم ہو وہ کالعدم شمار ہوتا ہے۔ وہ دوسرے ورثاء کے حصوں میں نہ تو کمی کر سکتا ہے اور نہ ہی انہیں محروم کر سکتا ہے۔

نقشہ حجبِ حرمان-ذوی الفروض اور عصبات

نمبر	محجوب	حاجب
1	پوتا	بیٹا
2	پڑپوتا	بیٹا، پوتا
3	پوتی	بیٹا، میت کی ایک سے زیادہ بیٹیاں
4	پڑپوتی	بیٹا، پوتا، میت کی ایک سے زیادہ بیٹیاں، پوتیاں
5	جد صحیح	اب
6	ابعد جد صحیح	اقرب جد صحیح
7	تمام جدات	ماں
8	ابویات	باپ
9	دور والی جدہ	قریب والی جدہ
10	اخیافی بہن بھائی	اولاد، باپ، جد صحیح
11	حقیقی اور علاتی بہن بھائی	مذکر اولاد، باپ، جد صحیح
12	علاتی بہن *	مذکر اولاد، باپ، جدِ صحیح، حقیقی بھائی، عصبہ بننے والی عینی بہن، دو حقیقی بہنیں
13	حقیقی بھتیجا[ابن الاخ عینی]	مذکر اولاد، باپ، جد صحیح، حقیقی بھائی
14	علاتی بھتیجا[ابن الاخ علّی]	مذکر اولاد، باپ، جد صحیح، حقیقی بھائی، علاتی بھائی
15	حقیقی چچا	مذکر اولاد، باپ، جد صحیح، حقیقی و علاتی بھائی، حقیقی و علاتی بھائیوں کی مذکر اولاد[بھتیجے، بھتیجوں کے بیٹے الخ]
16	علاتی چچا	مذکر اولاد، باپ، جد صحیح، حقیقی و علاتی بھائی، حقیقی و علاتی بھائیوں کی مذکر اولاد، حقیقی چچا، حقیقی چچا کی مذکر اولاد

* دو حقیقی بہنیں؛ علاتی بہن کو اس وقت محروم کریں گی جب علاتی بہن عصبہ نہ بن رہی ہو۔ ہو سکتا ہے کہ دو حقیقی بہنوں کی موجودگی میں علاتی بہن؛ علاتی بھائی کے ساتھ مل کر بطورِ عصبہ حصہ لے لیے۔ مزید تفصیل کے لیے علاتی بہن کے احوال کو ایک مرتبہ پھر پڑھ لیجئے۔

ملاحظہ:

حاجب والے خانے میں جن ورثاء کے نام کے نیچے لکیر ہے، اس کا مطلب ہے کہ یہ ورثاء اپنے مجوبین کو ذوی الفروض ہونے کے اعتبار سے محروم کرتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ مجوب ہونے والے بطور عصبہ حصہ لے لیں۔

چار ورثاء ایسے ہیں جو حجبِ حرمان نہیں کرتے۔ یعنی کسی دوسرے وارث کو محروم نہیں کرتے:

زوج، زوجہ، اخیافی بھائی، اخیافی بہن

یہ چاروں ورثاء حجبِ نقصان بھی نہیں کرتے!

کُل آٹھ ورثاء ایسے ہیں جو حجبِ نقصان نہیں کرتے۔ یعنی کسی دوسرے وارث کا حصہ کم نہیں کرتے؛ اگرچہ ان میں سے پہلے چار ورثاء کبھی حجبِ حرمان تو کر جاتے ہیں لیکن حجبِ نقصان بالکل نہیں کرتے!

اب، ام، جد صحیح، جدہ صحیحہ، زوج، زوجہ، اخیافی بھائی، اخیافی بہن

مشق 16

درج ذیل مسائل حل کریں:

.1	اخت عینی	زوجہ	اب		
.2	2اخت علاتی	زوجہ	ابن		
.3	اب	ام	اب الاب	ابن	
.4	اب	ام	اب الاب	2اخ خیفی	
.5	زوج	ام	ام الام	ام الاب	ابن
.6	اب	ام الام	اب الاب	ابن	زوجہ
.7	ام الام	ام الاب	ام ام الاب	بنت	
.8	ام الام	اخت عینی	ام	اخت علاتی	
.9	زوجہ	بنت	ابن[کافر]		
.10	اب	ام الاب	ام ام الام		
.11	ام	ابن[غلام]	اخ حقیقی		
.12	ام	اخت علاتی	اخت حقیقی[غلام]		

مختصر جواب دیں:

1. محجوب؛ کسی کے حصے میں کمی کر سکتا ہے؟
2. حجبِ نقصان کی تعریف لکھیں۔
3. حجبِ نقصان کن ورثاء میں ہوتا ہے اور کن کی وجہ سے؟
4. موانعِ ارث کتنے ہیں؟ ان میں سے مسلمانوں کے حق میں کتنے معتبر ہیں اور کون کون سے؟
5. کون کون سے ورثاء ایسے ہیں جو حجبِ حرمان کی زد میں نہیں آتے؟

6. تین ورثاء کے نام بتائیں جو حجبِ حرمان کی زد میں آتے ہوں اور جن کی وجہ سے ان کو میراث نہیں ملتی ان کے نام بھی بتائیں۔

خالی جگہ پر کریں:

1. کسی وارث کا حصہ کسی دوسرے وارث کی وجہ سے کم ہو جانا یا ختم ہو جانا........... کہلاتا ہے۔
2. اگر کسی وارث کی وجہ سے کسی وارث کا حصہ کم ہو جائے تو اس کو........... کہتے ہیں۔
3. اگر کسی وارث کی وجہ سے کسی وارث کا حصہ بالکل ختم ہو جائے تو اس کو........... کہتے ہیں۔
4. جن ذوی الفروض میں حجبِ نقصان ہوتا ہے وہ صرف........... ہیں۔

صحیح اور غلط کی نشاندہی کریں:

1. حجب کا معنیٰ رکاوٹ / پردہ ہوتا ہے۔
2. زوج اور زوجہ کا حصہ ماں باپ کی وجہ سے کم ہوتا ہے۔
3. علاتی بہن کا حصہ حقیقی بہن کی وجہ سے کم ہوتا ہے۔
4. آٹھ ورثاء ایسے ہیں جن کو میراث ملتی ہی ملتی ہے، ان کوئی بھی محروم نہیں کر سکتا۔
5. ایسا وارث جو کسی اور وارث کی وجہ سے محروم ہو، وہ دوسرے ورثاء کا حصہ کم یا ان کو محروم نہیں کر سکتا۔
6. جو وارث کسی مانع کی وجہ سے محروم ہو وہ کالعدم شمار ہوتا ہے، وہ نہ تو کسی وارث کا حصہ کم کر سکتا ہے نہ کسی کو محروم کر سکتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّ اٰلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَرَحِمْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

ورثاء میں فی کس حصوں کی تقسیم اور تصحیح کا طریقہ

مخرج سے ورثاء کے حصے سے نکالنے کے بعد آخری مرحلہ ورثاء میں انفرادی طور پر حصوں کی تقسیم ہے۔ چونکہ ورثاء کے کئی گروہ ہوتے ہیں اور ہر گروہ میں ورثاء کی تعداد ایک سے زیادہ بھی ہو سکتی ہے۔ میراث کے مسائل حل کرنے کا سب سے پہلا مرحلہ تو یہی ہوتا ہے کہ پہلے ہر گروہ کو ان کے مشترکہ حصے دیے جاتے ہیں، پھر اس گروہ کو ملے ہوئے حصے، اسی گروہ کے افراد میں فی کس کے حساب سے الگ الگ تقسیم کیے جاتے ہیں۔

مخرج:8

زوجہ	7-ابن
1/8	ع
1	7

مخرج:8

3زوجات	7-ابن
1/8	ع
1	7

مخرج:8

4زوجات	11-ابن
1/8	ع
1	7

تینوں مثالوں میں مسئلہ آٹھ سے ہی نکلے گا۔ پہلی مثال میں ایک بیوی کو ایک حصہ اور سات بیٹوں کو سات حصے مل رہے ہیں۔ ہر ہر بیٹے کو ایک ایک حصہ پورا پورا مل جائے گا، کسی کے حصوں میں کوئی کسر نہیں آئی، بلکہ تمام حصے پورے پورے تقسیم ہو گئے، کسی قسم کی کوئی الجھن نہیں بنی۔

دوسری مثال میں تین زوجات کو ایک حصہ مل رہاہے اور سات بیٹوں کو سات حصے یہاں پر بیٹوں کے حصے تو پورے پورے تقسیم ہو جائیں گے البتہ تین زوجات میں ایک ہی حصہ پورا پورا تقسیم نہیں ہو سکتا۔

تیسری مثال میں چار زوجات کو ایک حصہ مل رہاہے اور گیارہ بیٹوں کو سات حصے مل رہے ہیں۔ یہاں ورثاء کے دونوں گروہوں یعنی زوجات اور بیٹے؛ دونوں کو حصے پورے پورے نہیں مل رہے بلکہ ان کے حصوں میں کسر آ رہی ہے۔ چار لوگوں میں ایک ہی حصہ بانٹنا اور گیارہ لوگوں میں سات حصے بانٹنا ممکن نہیں۔

مذکورہ مثالوں سے یہ بات واضح ہو گئی کہ ورثاء کے ہر گروہ کے عددِ رؤوس یعنی ان کی تعداد اور ان کو ملنے والے حصے یعنی سہام کبھی تو آپس میں پورے پورے تقسیم ہو جاتے ہیں اور کبھی کبھی حصے پورے پورے تقسیم نہیں ہوتے۔ ایسی صورتحال میں علم المیراث کی اصطلاح میں یوں کہا جاتا ہے: "کسر آ گئی ہے "یعنی حصے ٹوٹ گئے ہیں۔

جیسے دو لوگوں میں پانچ حصوں کی تقسیم بغیر اعشاریہ / پوائنٹ کے پوری پوری ممکن نہیں، یا اگر تین لوگوں کو ایک حصہ دینا ہو تو پورا پورا تقسیم نہیں ہو گا بلکہ کسر آ جائے گی یعنی جواب اعشاریہ میں چلا جائے گا۔ اس الجھن کو سلجھانے کے طریقے کو "تصحیح" کہا جاتا ہے۔

تصحیح کا بنیادی تصور اور عملی طریقہ یہ ہوتا ہے کہ مخرج کو کچھ بڑھا لیا جاتا ہے اور اسی تناسب سے ورثاء کو ملنے والے حصوں میں بھی اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ مثلاً تین لوگوں میں اگر ایک حصہ تقسیم کرنا ہو تو یہ کسر اور اعشاریہ کے بغیر ممکن نہیں، تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ اس ایک حصے کو تین چھوٹے حصوں میں تقسیم کر دیا جائے تاکہ ہر ایک کو ایک ایک حصہ پورا مل جائے۔ مثلاً اگر کسی میت نے تین بیویاں اور ایک بیٹا چھوڑا۔ مسئلہ 8 سے نکلے گا، بیویوں کا حصہ ایک ہو گا اور بقیہ سات حصے بیٹے کو ملیں گے۔ تینوں بیویوں کا مشترکہ حصہ ایک ہو گا اور تین لوگوں میں ایک حصہ تقسیم کرنا ممکن نہیں، تو ہم ترکہ کے آٹھ حصوں کی بجائے 24 حصے کر لیں گے۔ اب 24 میں سے بیویوں کو ملیں گے تین حصے اور اکیس حصے ملیں گے بیٹے کو۔ یاد رکھیں! وراثت کی اصل مقدار تو اتنی ہی رہی، ہم نے صرف یہ کام کیا کہ جو ترکہ پہلے آٹھ حصوں میں تقسیم کر کے ورثاء کو حصے دیے گئے تھے اب انہی آٹھ حصوں کو چھوٹا چھوٹا کر کے چوبیس حصوں میں تقسیم کر کے ورثاء میں باہم تقسیم کر دی جائے گی۔ یہی عمل "تصحیح" کہلاتا ہے۔

ریاضی کے اعتبار سے دیکھا جائے تو تصحیح کے بہت سے طریقے ممکن ہیں۔ ہم ان میں سے سب سے آسان طریقہ اختیار کریں گے جس میں صرف ایک اصول سمجھنے کی ضرورت ہو گی اور ہر قسم کے مسائل میں تصحیح اسی ایک اصول کے ساتھ ممکن ہو جائے گی۔ ظاہر ہے کہ تصحیح کی ضرورت اس وقت پیش آتی ہے جب ورثاء کے ہر گروہ کے افراد کو ملے ہوئے حصے ان کے درمیان انفرادی طور پر بغیر کسر اور اعشاریہ کے تقسیم نہ ہو رہے ہوں۔ تصحیح کا باب قدیم کتبِ میراث میں سب سے مشکل باب سمجھا جاتا تھا۔ تصحیح کا عمل اتنا مشکل سمجھا جاتا تھا کہ اکثر طلبہ میراث کا فن سیکھنے سے صرف اس لیے گھبراتے تھے کہ اس میں تصحیح کے بہت لمبے چوڑے قواعد کی ضرورت پیش آتی ہے۔ حالانکہ تصحیح بہت ہی آسان ہے، اتنی آسان کہ کوئی بھی ایسا مسئلہ جس میں ورثاء کے حصے پورے پورے تقسیم نہ ہو رہے ہوں، خواہ کسی ایک گروہ کے ورثاء یا دو یا دو سے زیادہ قسم کے ورثاء میں حصے ٹوٹ رہے ہوں؛ بفضل اللہ تعالیٰ ان سب کا حل صرف ایک ہی قاعدہ کی مدد سے ممکن ہے۔

تصحیح کا قاعدہ:

تمام ورثاء کی تعداد کا ذواضعاف اقل لیں، اور جواب کو مخرج میں بھی ضرب دے دیں اور تمام ورثاء کو ملے ہوئے حصوں میں بھی ضرب دے دیں، تصحیح ہو جائے گی۔

- یہ تصحیح کا آفاقی Universal قاعدہ ہے۔

آیئے چند مثالوں سے عملِ تصحیح کو سمجھتے ہیں:

مخرج:8

زوجہ	ابن
1/8	ع
1	7

مخرج:8x3=24

3زوجات	ابن
1/8	ع
1	7
3	21

مخرج:8x 12=96

4زوجات	6-ابن
1/8	ع
1	7
12	84

پہلی مثال میں تصحیح کی ضرورت نہیں پیش آئی۔

دوسری مثال میں تین بیویوں کو ایک حصہ مل رہا ہے، جو کہ ظاہر ہے تین لوگوں میں پورا پورا تقسیم نہیں ہو سکتا۔ ہم نے ورثاء کی تعداد کا ذواضعاف اقل لیا تو وہ 3 آیا۔ لہٰذا ہم نے مخرج 8 کو ذواضعاف اقل 3 سے ضرب دی اور ورثاء کو ملے ہوئے حصوں کو بھی 3 سے ضرب دی۔ اب نیا مخرج 24 بن گیا اور تین بیویوں کو تین حصے ملے، اور 21 حصے بیٹے کو مل گئے۔ اب ہر ہر وارث کو انفرادی طور پر بغیر کسی کسر کے پورے پورے حصے مل رہے ہیں۔

تیسری مثال میں بیویوں اور بیٹوں؛ دونوں کے حصے ٹوٹ رہے ہیں۔ ہم نے ورثاء کی تعداد (4 اور 6) کا ذواضعاف اقل لیا، جواب 12 آیا۔ لہٰذا ہم نے مخرج 8 کو ذواضعاف اقل 12 سے ضرب دی اور ورثاء کو ملے ہوئے حصوں کو بھی 12 سے ضرب دی۔ اب آپ دیکھیں کہ ہر ہر وارث کو انفرادی طور پر بغیر کسی کسر کے پورے پورے حصے مل رہے ہیں۔ تصحیح کے بعد نیا مخرج 96 بنا۔ 4 بیویوں کا مجموعی حصہ 12 ہے اور 7 بیٹوں کا مجموعی حصہ 84 ہے۔ ہر ہر بیوی کو تین تین حصے اور ہر ہر بیٹے کو بارہ بارہ حصے مل رہے ہیں۔ بس یہی تصحیح ہے۔

آئیں ایک اور مثال دیکھتے ہیں:

8-اعمام	2-جدات	6-بنات	4-زوجات

اصل مخرج:24 مضروب:12 نیا مخرج:288

	4-زوجات	6-بنات	2-جدات	6-اعمام
	1/8	2/3	1/6	ع
	3	16	4	1
[مضروب:12]	36	192	48	12
فی کس حصہ:	9	32	24	2

وضاحت:

پہلے، دوسرے اور چوتھے گروہ کے حصے ٹوٹ رہے ہیں، تمام ورثاء کی تعداد یعنی "عددِ رؤوس" کا ذو اضعاف اقل لیا، جواب آیا: 12۔ اس 12 کو مضروب بنالیا، یعنی اصل مخرج اور اس اصل مخرج سے تمام ورثاء کو ملے ہوئے حصوں؛ سب کو 12 سے ضرب دی۔ نیا مخرج بنا: 288۔ زوجات کو ملے 36، بنات کو 192، جدات کو 24 اور اعمام کو 12۔ اب فی کس حصہ دیں تو ہر ہر وارث کو بغیر کسی کسر کے حصے مل رہے ہیں، جیسا کہ آخری سطر میں دیکھا جا سکتا ہے۔

یاد رکھیں! فی کس حصہ نکالنے کے لیے ہر گروہ کو ملے ہوئے کُل حصوں کو ان کی اپنی تعداد پر تقسیم کرنا ہوتا ہے۔

للذکر مثل حظ الانثیین والے مسائل میں تصحیح کا طریقہ:

ایسے مسائل جن میں مرد اور خواتین کسی ایک ہی گروہ میں شامل ہوتے ہیں یعنی جہاں کوئی عورت کسی مرد کے ساتھ مل کر عصبہ بن رہی ہوتی ہے جیسے بیٹیاں؛ بیٹوں کے ساتھ یا بہنیں؛ بھائیوں کے ساتھ مل کر عصبہ بنتی ہیں اور ان مسائل میں تصحیح کی ضرورت پیش آجائے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ اس گروہ میں موجود مردوں کی تعداد کو دگنا کر کے عورتوں کی تعداد میں جمع کر لیں اور اس مجموعی تعداد کو اس گروہ کی اصل تعداد یعنی عددِ رؤوس سمجھیں۔

درج ذیل مثال ملاحظہ فرمائیں:

اصل مخرج:8 مضروب:12 نیا مخرج:96

	4-زوجات	2-بنات	2-ابن [کُل تعداد:6]	[6،4 کا LCM:12 مضروب]
	1/8	ع[للذ]		
	1	7		
[مضروب:12]	12	84		
فی کس حصہ:	3	ہر بیٹی:14	ہر بیٹا:28	

وضاحت:

2-بنات اور 2-ابن؛ یہ ایک ہی گروہ ہے، ان کی کل تعداد 6 بنے گی۔ کیونکہ ایک بیٹا دو بیٹیوں کے برابر ہوتا ہے۔ پہلے گروہ [زوجات] کی تعداد 4 ہے اور دوسرے گروہ [بنات اور ابن] کی تعداد 6 ہے۔ ذواضعاف اقل لیا، جواب 12 آیا۔ اسی 12 کو مضروب بنا کر تصحیح کا عمل کیا تو ہر وارث کو بغیر کسی کسر کے پورے پورے حصے مل گئے۔

عول کے مسائل میں تصحیح کا طریقہ:

اگر کسی مسئلے میں عول ہو رہا ہو تب بھی تصحیح کا طریقہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے ہم نے اوپر پڑھا۔ فرق صرف یہ ہے کہ پہلے ہم اصل مخرج کو مضروب سے ضرب دیتے تھے اور عول والے مسائل میں عول کے بعد جو مخرج بنتا ہے اس کو مضروب سے ضرب دیتے ہیں۔ اور ورثاء کو ملے ہوئے حصوں کو جیسے اوپر بتائے گئے طریقے میں ضرب دی تھی ویسے ہی عول والے مسائل میں بھی ضرب دیں گے۔ آئیں اس کو ایک مثال سے سمجھتے ہیں:

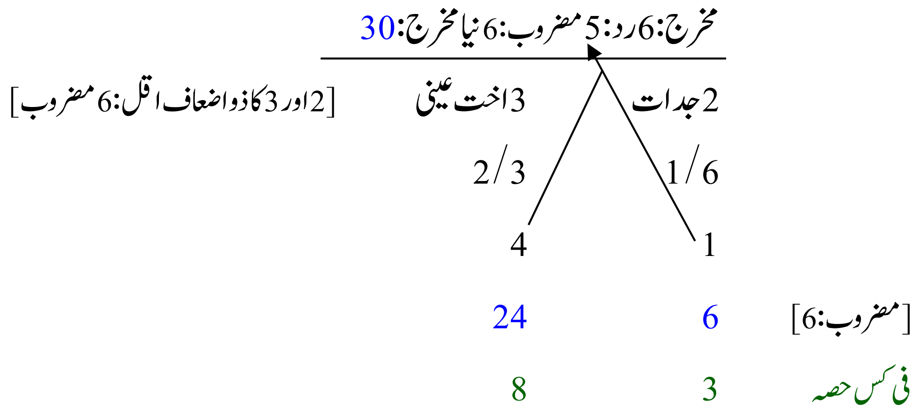
اصل مخرج:12 عول:13 مضروب:6 نیا مخرج:78

	2-زوجات	6-اخوات	2-جدات	[2,6,2 کا LCM:6 مضروب]
	1/4	2/3	1/6	
	3	8	2	
[مضروب:6]	18	48	12	
فی کس حصہ:	9	8	6	

رد کے مسائل میں تصحیح کا طریقہ:

رد کے باب میں ہم پڑھ چکے ہیں کہ مسائلِ ردّیہ میں چار صورتوں میں سے کوئی ایک صورت ممکن ہو سکتی ہے۔ان میں سے پہلی صورت یعنی جب ذوی الفروضِ نسبی ایک ہی جنس کے ہوں اور زوجین میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو تو ہم ورثاء کی تعداد کو ہی مخرج بنالیتے ہیں؛اس صورت میں تو تصحیح کی ضرورت پیش ہی نہیں آئے گی۔باقی تینوں صورتوں میں اگر کہیں تصحیح کی ضرورت پیش آجائے تو بھی درج بالا قاعدہ ہی استعمال ہو گا۔یعنی تمام ورثاء کے عددِ رؤوس یعنی تعداد کا ذو اضعاف اقل نکال کر اسے مضروب بنالیں اور اسے مخرج اور ورثاء کو ملے ہوئے حصوں میں ضرب دے دیں تو تصحیح ہو جائے گی۔

رد کی دوسری صورت میں تصحیح کی مثال:



2اور3کا ذو اضعاف اقل 6ہے۔6کو مضروب بنا کر بعد والے مخرج "رد" میں بھی ضرب دی اور "رد" سے ورثاء کو ملے ہوئے حصوں سے بھی اسی 6کو ضرب دی۔الحمد للہ تصحیح ہو گئی۔

رد کی تیسری صورت میں تصحیح کی مثال:

رد کی تیسری صورت وہ ہوتی ہے جس میں من لا یرد علیہ [زوجین] میں سے کوئی ایک موجود ہو اور اس کے ساتھ من یرد علیہ صرف ایک جنس کے ہوں۔ہم پڑھ چکے ہیں کہ اس صورت میں من لا یرد علیہ کے فرض کو مخرج بنا کر مسئلہ حل کرتے ہیں۔

تیسری صورت میں مسئلے کا حل اور تصحیح کا طریقہ ملاحظہ فرمائیں:

مخرج:24رد:8مضروب:6نیا مخرج:48

		3زوجات	2بنات	
		1/8	2/3	[3اور2کاذواضعاف اقل:6مضروب]
		3	16	[3+16=19باقی:5-مسئلہ ردیہ]
		1	7	
[مضروب:6]		6	42	
فی کس حصہ		2	21	

اعدادِ رؤس 3اور2کاذواضعاف اقل 6ہے۔6کو مضروب بناکر آخری مخرج "رد" میں بھی ضرب دی اور "رد" سے ورثاء کو ملے ہوئے حصوں سے بھی اسی 6کو ضرب دی۔الحمدللہ تصحیح ہوگئی۔

رد کی چوتھی صورت میں تصحیح کی مثال:

مخرج:12-3=9 رد:12x6=72مضروب:8نیا مخرج:576

	4زوجات	8اخ خیفی	4جدات	
	1/4	1/3	1/6	[4،8اور4کاذواضعاف اقل:8مضروب]
	6x3	9x4	9x2	[4+2=6من یرد علیہ کے حصوں کا مجموعہ]
[ردوالے حصے]	18	36	18	
[مضروب:8]	144	288	144	
فی کس حصہ	36	36	36	

ہم نے رد کے دونوں مراحل مکمل کر کے مخرج 72نکالا تھا۔اور تینوں اجناس کے ورثاء کو حصے دے دیے تھے۔اب الجھن یہ ہے کہ 4زوجات میں 18حصے،8اخ خیفی میں 36حصے اور4جدات میں 18حصے پورے پورے تقسیم نہیں ہوتے۔ہم نے تمام اعدادِ رؤس [4،8،4]کاذواضعاف اقل لیا۔جواب 8آیا۔اس 8کو مضروب بناکر رد والے مخرج اور اس مخرج سے تمام ورثاء کو ملے ہوئے حصوں سے ضرب دے دی۔تصحیح کا عمل مکمل ہوگیا۔الحمدللہ!

مشق 17

مختصر جواب دیں:

1. تصحیح کی ضرورت کب پیش آتی ہے؟ مثال سے سمجھائیں۔
2. تصحیح کا آفاقی قاعدہ بیان کریں۔
3. للذکر مثل حظ الانثیین والے مسائل میں تصحیح کا طریقہ بیان کریں۔
4. عول کے مسائل میں تصحیح کا طریقہ ذکر کریں۔
5. رد کے چاروں قسم کے مسائل میں تصحیح کا طریقہ بیان کریں۔

خالی جگہ پر کریں:

1. میراث کے مسائل حل کرنے کا پہلا مرحلہ یہ ہوتا ہے کہ پہلے ہر گروہ کو ان کے .... حصے دیے جاتے ہیں۔
2. مخرج سے ورثاء کے حصے سے نکالنے کے بعد آخری مرحلہ ورثاء میں .... طور پر حصوں کی تقسیم ہے۔
3. تصحیح کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ .... کو کچھ بڑھالیا جاتا ہے اور اسی تناسب سے ورثاء کو ملنے والے حصوں میں بھی اضافہ کر دیا جاتا ہے۔
4. تصحیح کی ضرورت تب ہوتی ہے جب ورثاء کے حصّے ان کے درمیان انفرادی طور پر........... تقسیم نہ ہو رہے ہوں۔
5. جب عورتیں کسی مرد کے ساتھ مل کر عصبہ بن رہی ہوں اور تصحیح کی ضرورت پیش آجائے تو مردوں کی تعداد کو........... کرکے عورتوں کی تعداد میں جمع کر لیں۔
6. عول والے مسائل میں عول کے بعد جو........... بنتا ہے اس کو مضروب سے ضرب دیتے ہیں۔
7. رد والے مسائل میں رد کے بعد جو........... بنتا ہے اس کو مضروب سے ضرب دیتے ہیں۔

درج ذیل مسائل مکمل طور پر حل کریں۔ جہاں جہاں عول، رد اور تصحیح کی ضرورت ہو؛ کریں۔

.1	زوج	4بنت			
.2	بنت الابن	7ابن الابن	ام		
.3	ام	ام الام	اب		
.4	زوج	5اخت عینی	ام		
.5	4بنت الابن	6اخت علاتی			
.6	اب الاب	4بنات			
.7	زوج	5عم علاتی	ام		
.8	3زوجات	2بنات	6بنت الابن	2ابن الابن	
.9	زوجہ	ام الام	اب	ابن	
.10	اب الاب	ام	3ابن الابن	4بنت الابن	
.11	اب	ام الام	3بنت	6بنت الابن	
.12	3زوجات	5بنت	8عم عینی		
.13	اب الاب	ام الام	3اخ عینی		
.14	3جدات	6ابن	3بنت	ام	
.15	اب الاب	زوج	9بنات الابن		
.16	4ابن عم	اب	اب الاب	ام	ام الام
.17	زوج	ابن الاخ	بنت الابن	اخت خیفی	ام
.18	زوجہ	4اخ خیفی	7عم عینی	ام الام	
.19	اخ خیفی	ام الام	اب ام الام	اب الاب	زوجہ

ذوی الارحام

تعریف:

میت کے وہ قرابت دار جو نہ تو ذوی الفروض ہوں اور نہ ہی عصبات؛ ان کو ذوی الارحام کہتے ہیں۔

مثلاً: نواسہ، نانا، بھتیجی، خالہ، پھوپھی، ماموں وغیرہ

ذوی الارحام کی اقسام:

عصبات کی طرح ذوی الارحام کی بھی چار قسمیں ہیں اور ان کی ترتیب وہی ہے جو عصبہ بنفسہ کے بیان میں ہم پڑھ چکے ہیں۔

1. میت کے فروع
2. میت کے اصول
3. میت کے اصلِ قریب کے فروع
4. میت کے اصلِ بعید کے فروع

پہلی قسم؛ میت کے فروع

میت کے ایسے فروع جو ذوی الفروض اور عصبات میں شامل نہیں۔ مثلا: نواسہ، نواسی، پوتی کی بیٹی، پوتی کا بیٹا، پڑپوتی کی بیٹی، پڑپوتی کا بیٹا وغیرہ

دوسری قسم؛ میت کے اصول

میت کے وہ اصول جو ذوی الفروض اور عصبات میں شامل نہیں۔ مثلاً: نانا، نانا کی ماں۔ دادی کا باپ وغیرہ۔

آسان الفاظ میں یوں سمجھ لیں کہ تمام جدِ فاسد اور جداتِ فاسدہ دوسری قسم میں شامل ہیں۔

تیسری قسم؛ میت کے اصلِ قریب کے فروع

میت کے اصلِ قریب یعنی ماں باپ کے وہ فروع جو ذوی الفروض اور عصبات میں شامل نہیں۔ مثلاً: بھانجا، بھانجی، بھتیجی وغیرہ۔ ذوی الارحام کی اس قسم کو سمجھنے کے لیے درج ذیل نکات ذہن میں رکھیں:

- یاد رکھیں: حقیقی اور علاتی بھائیوں کی بلا واسطہ مذکر اولاد یعنی ابن الاخ [میت کا بھتیجا] عصبہ بنفسہ کی صنف ثالث [جزءاب میت] میں شامل ہوتا ہے۔
- اسی طرح حقیقی اور علاتی بھائیوں کی مذکر واسطے والی مذکر اولاد مثلاً ابن ابن الاخ [میت کے بھتیجے کا بیٹا یعنی میت کے بھائی کا پوتا] بھی عصبہ بنفسہ کی صنف ثالث [جزءاب میت] میں شامل ہوتا ہے۔
- حقیقی اور علاتی بھائیوں کی ہر قسم کی مؤنث اولاد ذوی الارحام کی تیسری قسم میں شامل ہے۔ خواہ بلا واسطہ ہو یا بالواسطہ۔ بلا واسطہ کی مثال: بنت الاخ [بھتیجی]۔ بالواسطہ کی مثال: بنت ابن الاخ [بھائی کی پوتی]- اور - بنت بنت الاخ [بھائی کی نواسی]
- حقیقی اور علاتی بھائیوں کی ایسی مذکر اولاد جس کے درمیان کسی مؤنث کا واسطہ ہو؛ وہ بھی ذوی الارحام کی تیسری قسم میں شامل ہے۔ مثلاً: ابن بنت الاخ [بھائی کا نواسہ] ذوی الارحام میں شامل ہے۔
- اخیافی بھائی کی ہر قسم کی اولاد، خواہ مذکر ہو یا مؤنث، بلاواسطہ ہو یا بالواسطہ؛ سب ذوی الارحام میں شامل ہیں۔
- ہر قسم کی بہنوں [حقیقی، علاتی، اخیافی] کی ہر قسم کی اولاد؛ خواہ مذکر ہو یا مؤنث، بلا واسطہ ہو یا بالواسطہ؛ سب ذوی الارحام میں شامل ہیں۔

چوتھی قسم؛ میت کے اصلِ بعید کے فروع

میت کے اصلِ بعید یعنی اجداد اور جدات کے ایسے فروع جو ذوی الفروض اور عصبات میں شامل نہیں۔ جیسے جد کی بیٹی: پھوپھی۔ اور جدہ کی اولاد: خالہ، ماموں وغیرہ

ذوی الارحام کی اس قسم میں درج ذیل ورثاء شامل ہوتے ہیں:

- ہر قسم کی پھوپھیاں [عَمات] خواہ عینی ہوں، علاتی ہوں، یا اخیافی۔
- ہر قسم کی پھوپھیوں [حقیقی، علاتی، اخیافی] کی تمام اولاد؛ خواہ مذکر ہو یا مؤنث، بلاواسطہ ہو یا بالواسطہ۔
- اخیافی چچا۔ [یاد رکھیں کہ حقیقی اور علاتی چچا عصبہ بنفسہ کی صنفِ چہارم میں داخل ہیں۔]
- اخیافی چچا کی تمام اولاد؛ خواہ مذکر ہو یا مؤنث، بلاواسطہ ہو یا بالواسطہ۔
- حقیقی اور علاتی چچا کی ہر قسم کی مؤنث اولاد اور کسی مؤنث کے واسطے والی مذکر اولاد۔ [یاد رکھیں کہ حقیقی اور علاتی

چچا کی مذکر اولاد عصبہ بنفسہ کی صنفِ چہارم میں شامل ہے۔]

- ہر قسم کی خالہ؛خواہ عینی ہو، علاتی ہو، یا اخیافی۔
- ہر قسم کے ماموں[اخوال]؛خواہ عینی ہوں، علاتی ہوں، یا اخیافی۔
- ہر قسم کے ماموں اور خالہ کی تمام اولاد؛خواہ مذکر ہو یا مؤنث، بلاواسطہ ہو یا بالواسطہ۔
- میت کے ماں باپ اور اجداد و جدات کی پھوپھیاں اور ان کی اولاد، اخیافی چچا اور ان کی اولاد، حقیقی اور علاتی چچا اور ان کی مؤنث اولاد اور مؤنث کے واسطے والی مذکر اولاد اسی طرح میت کے ماں باپ اور اجداد و جدات کے ہر قسم کے خالہ اور ماموں اور ان کی تمام اولاد بھی ذوی الارحام کی چوتھی قسم میں داخل ہے۔

ذوی الارحام کی توریث کے اصول

پہلا اصول:

میت کے ترکہ میں سے سب سے پہلے ذوی الفروض کے حصے نکالے جائیں گے پھر میت کے عصبات کو وارث بنایا جائے گا۔ اگر کوئی عصبہ موجود نہ ہو تو ذوی الفروض نسبی [من یرد علیہم] پر رد کیا جائے گا۔ اگر ذوی الفروض نسبی نہ ہوں، تب ذوی الارحام کو وارث بنایا جائے گا۔ لہٰذا عصبات کی موجودگی میں یا ذوی الفروض نسبی کی موجودگی میں ذوی الارحام کو میراث نہیں ملے گی۔

البتہ ذوی الفروض سببی [زوجین] کی موجودگی میں ذوی الارحام وارث ہو سکتے ہیں۔

مثالیں:

3بنات بنت البنت

یہاں پر بنات پر رد ہوا، اس لیے بنت البنت [نواسی] محروم رہی۔

زوج اب الاب اب الام

یہاں عصبہ "اب الاب" کی وجہ سے "اب الام" محروم رہا۔

دوسرا اصول:

عصبات اور ذوی الفروض نسبی نہ ہونے کی صورت میں ذوی الارحام کو اسی ترتیب سے میراث ملے گی جس ترتیب سے ہم نے ان کا ذکر پڑھا ہے۔یعنی پہلی قسم میں سے کوئی بھی وارث موجود ہو تو باقی تینوں قسموں میں سے کسی کو بھی میراث نہیں ملے گی۔ دوسری قسم میں سے کوئی بھی وارث موجود ہو تو تیسری اور چوتھی قسم کو اور اگر تیسری قسم میں سے کوئی بھی موجود ہو تو چوتھی قسم کو میراث نہیں ملے گی۔ بعد والی کسی بھی قسم کو میراث اسی صورت میں ملے گی جب اس سے اوپر والی قسموں میں سے کوئی ایک وارث بھی موجود نہ ہو۔

مثالیں:

ابن البنت [نواسہ]　　　اب الام [نانا]

یہاں پہلی قسم میں سے نواسہ موجود ہے اس لیے دوسری قسم والا وارث "نانا" محروم رہے گا۔

ابن الاخت [بھانجا]　　　اب الام [نانا]

یہاں دوسری قسم میں سے نانا موجود ہے اس لیے تیسری قسم والا وارث بھانجا محروم رہے گا۔

خالہ　　　بھانجی

یہاں تیسری قسم میں سے بھانجی موجود ہے اس لیے چوتھی قسم والی وارث "خالہ" محروم رہے گی۔

تیسرا اصول:

ایک ہی درجے کے وارثوں میں جو سب سے زیادہ قریب ہو گا، وہ وارث ہو گا اور جو دور والا ہو گا، وہ محروم رہے گا۔یوں سمجھ لیں کہ "الاقرب فالاقرب" والا قاعدہ یہاں بھی جاری ہو گا۔

مثالیں:

اب الام　　　اب ام الام

یہاں نانا کی موجودگی میں پرنانا محروم رہے گا۔

اسی طرح ماموں اور ماموں کے بیٹے کی موجودگی میں ماموں کا بیٹا محروم رہے گا۔

چوتھا اصول:

اگر کچھ ایسے ذوی الارحام جمع ہو جائیں جو ترتیب اور درجے میں برابر ہوں اور ان میں سے کچھ ذوی الارحام ایسے شخص کی اولاد ہوں کہ اگر وہ خود زندہ ہوتا تو لازماً وارث ہوتا؛ یہ ذوی الارحام ایسے شخص کی اولاد پر مقدم رہیں گے جو خود زندہ ہوتا تو اسے میراث نہ ملتی۔ یعنی ذوی الفروض کی اولاد کو ذوی الارحام کی اولاد پر ترجیح ہوتی ہے۔

مثلاً: زید کا انتقال ہوا اور اس کے ورثاء میں زوجہ، پوتی کی بیٹی اور نواسی کا بیٹا ہے۔ مؤخر الذکر دونوں ذوی الارحام کی صنف اول میں شامل ہیں، ترتیب اور درجہ میں بھی برابر ہیں۔ زوجہ کو ربع دینے کے بعد بقیہ ترکہ پوتی کی بیٹی کو ملے گا اور نواسی کا بیٹا محروم رہے گا کیونکہ اگر زید کے انتقال کے وقت اس کی پوتی اور نواسی دونوں زندہ ہوتیں تو پوتی کو میراث ملتی اور نواسی محروم رہتی۔ اسی قاعدے کا لحاظ کرتے ہوئے نواسی کی اولاد کو محروم کیا جائے گا اور پوتی کی اولاد کو میراث دی جائے گی۔

پانچواں اصول:

اگر کچھ ایسے ذوی الارحام جمع ہو جائیں جو ترتیب اور درجے میں برابر ہوں اور ان میں سے کچھ ذوی الارحام میت کی طرف کسی ایسے واسطے کے ذریعے منسوب ہوں کہ وہ واسطہ خود ذوی الفروض میں شامل ہو؛ یہ ذوی الارحام ایسے ذوی الارحام پر مقدم رہیں گے جو میت کے ساتھ کسی ایسے واسطے کے ذریعے منسوب ہوں کہ وہ واسطہ خود بھی ذوی الارحام میں شامل ہو۔ اس اصول کو یوں بھی بیان کیا جاتا ہے: مُدلی بالوارث اور مدلی بغیر الوارث جمع ہو جائیں تو مدلی بالوارث کو میراث ملے گی اور مدلی بغیر الوارث محروم رہے گا۔ یہ اصول چوتھے اصول سے ہی ملتا جلتا ہے۔ یوں سمجھ لیں کہ جس کا واسطہ ذوی الفروض میں سے ہو؛ اسے اس پر ترجیح ہو گی جس کا واسطہ ذوی الارحام میں سے ہے۔

مثلاً: زید کا انتقال ہوا اور اس کے ورثاء میں زوجہ، اب ام الاب اور ام اب الام ہے۔ زوجہ کو ربع دینے کے بعد بقیہ ترکہ اب ام الاب [دادی کا باپ؛ جد فاسد] کو ملے گا اور ام اب الام [نانا کی ماں؛ جدہ فاسدہ] محروم رہے گی۔ کیونکہ دادی ذوی الفروض میں شامل ہے اور نانا ذوی الارحام میں۔

- کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ درج ذیل ورثاء میں سے کون مُدلی بالوارث ہے اور کون مدلی بغیر الوارث؟

بنت ابن الاخ　　　　ابن بنت الاخ

یاد رکھیں! ذوی الارحام کی چاروں قسموں میں سے ہر ایک قسم کے اندر میراث کی تقسیم کے اصول وضوابط الگ الگ ہیں، جن کی تفصیلات علم المیراث کی بڑی کتابوں میں موجود ہیں۔ چونکہ عام طور پر ذوی الارحام کو میراث نہیں ملتی اس لیے ہم ذوی الارحام کے تعارف، اقسام اور مذکورہ پانچ بنیادی اصولوں کے بیان پر اکتفا کرتے ہیں۔

جن رشتہ داروں کو میراث نہیں ملتی

ذوی الفروض، عصبات اور ذوی الارحام کے علاوہ بقیہ رشتہ دار اپنی متعلقہ رشتہ داری کی وجہ سے وراثت کے حق دار نہیں ہوتے۔ الا یہ کہ کوئی اور وجہ پائی جائے، مثلاً داماد کو داماد ہونے کی وجہ سے تو میراث نہیں ملتی، البتہ اگر داماد؛ بھتیجا ہو تو وہ عصبہ ہونے کی بناپر میراث لے سکتا ہے۔

وہ رشتہ دار جنہیں متعلقہ رشتہ داری کی وجہ سے میراث نہیں ملتی، ان میں سے چند کے نام درج ذیل ہیں:

- سوتیلے ماں باپ، سوتیلی اولاد
- ساس، سسر، داماد، بہو
- سالا، سالی، بہنوئی، بھابی
- دیور، جیٹھ، نند
- چچی، تائی
- ممانی، خالو
- رضاعی رشتے دار

لے پالک اولاد، منہ بولی اولاد، منہ بولے ماں باپ، منہ بولے بہن بھائی وغیرہ شرعی رشتہ دار نہیں ہوتے اور نہ ہی انہیں وراثت میں سے کوئی حصہ ملتا ہے۔ اسی طرح صرف حکومتی کاغذات میں کسی کو بیٹا، بیٹی وغیرہ لکھوانے کی وجہ سے طرفین کو باہمی کوئی میراث نہیں ملتی۔ اگر کچھ دینا چاہیں تو زندگی میں ہی دے سکتے ہیں یا ایک تہائی تک وصیت کر سکتے ہیں۔

مشق 18

مختصر جواب دیں:

1. ذوی الارحام کی تعریف کریں۔
2. ذوی الارحام کی چاروں اقسام کے نام لکھیں۔
3. میت کی اصلِ قریب کے فروع میں کون کون سے ورثاء شامل ہو سکتے ہیں؟ کوئی سے چار بتائیں۔
4. میت کی اصلِ بعید کے فروع میں شامل پانچ ورثاء کے نام لکھیں۔
5. ذوی الارحام کی توریت کے کوئی سے دو اصول تحریر فرمائیں۔
6. اخیافی چچا؛ عصبات میں شامل ہے یا ذوی الارحام میں؟
7. ام الاب؛ ذوی الفروض میں شامل ہے یا ذوی الارحام میں؟
8. ام ام الام؛ ذوی الفروض میں شامل ہے یا ذوی الارحام میں؟
9. بھتیجا، پوتی کی بیٹی، خالہ، اور اخیافی بھائی کی بیٹی کی موجودگی میں کون وارث بنے گا؟
10. وہ کون سے ذوی الفروض ہیں جن کی موجودگی میں ذوی الارحام کو میراث مل سکتی ہے؟
11. وہ رشتہ دار جن کو میراث نہیں ملتی؛ اور وہ ذوی الفروض، عصبات اور ذوی الارحام میں بھی شامل نہیں؛ ان میں سے پانچ کے نام لکھیں۔

خالی جگہ پر کریں:

1. میت کے وہ قرابت دار جو نہ تو........... ہوں اور نہ ہی...........؛ ان کو ذوی الارحام کہتے ہیں۔
2. ذوی الارحام کی چاروں قسموں کی ترتیب وہی ہے جو........... کی تھی۔
3. نانا، نواسہ، پھوپھی، پوتی کی بیٹی، پوتی کا بیٹا، ماموں، خالہ، بھتیجی؛ سب........... میں شامل ہیں۔
4. تمام جدِ فاسد اور جداتِ فاسدہ؛ ذوی الارحام کی........... قسم میں شامل ہیں۔

مناسخہ

علم المیراث کی اصطلاح میں مناسخہ کا لفظ وہاں بولا جاتا ہے جہاں کسی ایک ہی مسئلہ میں ایک سے زیادہ اموات ہوں۔ یعنی جب کسی وارث کا انتقال ہو جائے، اور اس کی موت کے بعد ابھی اس کے ترکے کی تقسیم نہ ہوئی ہو اور مزید کسی وارث کا انتقال ہو جائے۔

اس صورت میں، ترکہ کو دو مرحلوں میں تقسیم کیا جاتا ہے:

پہلا مرحلہ: میتِ اول کے مسئلہ میراث کو ان تمام ورثاء کے نام لکھ کر حل کیا جاتا ہے جو اس کی موت کے وقت زندہ تھے۔ ہر ایک کے حصے کو الگ الگ لکھ لیا جاتا ہے۔

دوسرا مرحلہ: پھر بعد میں مرنے والے شخص کے ورثاء کو لکھا جاتا ہے اور اس کو پہلی میت سے ملے ہوئے حصہ کو اس کے اس کی موت کے وقت زندہ ورثاء میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

- یاد رہے کہ دوسری میت کو پہلی میت سے ملے ہوئے حصے اور اس کے اپنے ذاتی مال؛ سب میں اس دوسری میت کے ورثاء کا حق ہوتا ہے۔
- ممکن ہے کہ پہلی میت کے چند ایسے ورثاء ہوں جو دوسری میت کے بھی وارث بن رہے ہوں، اور یہ بھی ممکن ہے کہ دوسرے میت کے ورثاء پہلی میت کے ورثاء سے بالکل الگ ہوں۔

پہلی صورت کی مثال:

اگر ایک شخص "زید" کا انتقال ہو جائے اور اس کا ترکہ اس کی زوجہ "سُعاد"، اس کے بیٹے "عمرو" اور بیٹی "زینب" میں تقسیم ہونا ہو۔ اگر ترکہ کی تقسیم سے پہلے ہی بیٹا "عمرو" بھی انتقال کر جائے تو مناسخہ کے مطابق پہلے زید کا ترکہ تقسیم کیا جائے گا اور پھر عمرو کی وراثت دوبارہ اس کے وارثوں میں تقسیم کی جائے گی۔ فرض کریں عمرو کے ورثاء میں اس کی والدہ، زوجہ، ایک بیٹی اور ایک بہن ہو تو عمرو کو زید سے ملا ہوا ترکہ مع اس کے ذاتی مال کے، سارے مال کو ملا کر عمرو کے ورثاء میں تقسیم ہو گا۔

ملاحظہ فرمائیں:

میت اول[زید]

زوجہ[سعاد] ابن[عمرو] بنت[زینب]

میت ثانی[عمرو]

ام[سعاد] اخت حقیقی[زینب] زوجہ بنت

اس مثال میں میت اول کے دونوں ورثاء وہ ہیں جو میت ثانی کے بھی ورثاء ہیں۔ زید کی زوجہ عمرو کی ام ہے۔زید کی بنت عمرو کی اخت حقیقی ہے۔

دوسری صورت کی مثال:

ایک شخص "بکر" کا انتقال ہو جائے اور اس کا ترکہ اس کی زوجہ "راحمہ"، اس کے بھائی "شافع" اور بہن "رُمیثہ" میں تقسیم ہونا ہو۔ اگر ترکہ کی تقسیم سے پہلے ہی "بکر" کی زوجہ "راحمہ" بھی انتقال کر جائے تو مناسخہ کے مطابق پہلے بکر کا ترکہ تقسیم کیا جائے گا اور پھر راحمہ کی وراثت دوبارہ اس کے وارثوں میں تقسیم کی جائے گی۔ اگر راحمہ کا بکر کے ورثاء[بھائی، بہن] سے کوئی نسبی رشتہ نہ ہو؛ تو ظاہر ہے کہ میت کے یہ بہن بھائی؛ میت کی بیوی کے ذوی الفروض یا عصبہ تو نہیں ہیں۔ اب راحمہ کی میراث راحمہ کے اپنے وارثوں میں تقسیم ہو گی۔

اگر کسی مسئلہ میں مخرج 12 آئے اور اس کا عول 17 ہو تو اس مسئلہ میں مرنے والا ہمیشہ مذکر ہو گا۔ علم الفرائض میں ایسے مسئلہ کو "ام الارامل" یا" دینار یہ صغریٰ" کہتے ہیں۔

زوج + ابوین اور زوجہ + ابوین والی صورت میں اگر باپ کی جگہ پر جد ہو تو ماں کو "ثلث مابقی" نہیں بلکہ "ثلث الکل" ملتا ہے۔ یہ باپ اور جد کے حالات میں ایک اور فرق ہے!

حمل کی میراث

حمل یعنی ماں کے پیٹ میں موجود بچے کی وراثت۔ علم المیراث میں حمل سے مراد وہ بچہ ہے جو مرنے والے شخص کی وفات کے وقت ماں کے پیٹ میں موجود ہو۔ شریعت اسلامیہ کے مطابق، ماں کے پیٹ میں موجود بچے کو بھی وراثت کا حق حاصل ہے۔

حمل کے وارث ہونے کی شرائط وضوابط:

- حمل کی کم از کم مدت چھ ماہ اور زیادہ سے زیادہ مدت دو سال ہے۔
- اگر حمل خود میت سے ہو [یعنی میت کی زوجہ حاملہ ہو] تو حمل کی اکثر مدت کا حساب کیا جاتا ہے۔ یعنی اگر بچہ میت کے انتقال کے دو سال کے اندر اندر پیدا ہو جائے تو وہ وارث بنے گا۔
- اور اگر حمل غیر میت سے ہو [یعنی میت کی زوجہ کے علاوہ کوئی اور خاتون حاملہ ہو، مثلاً میت کی والدہ، بہو، بھابی وغیرہ] تو حمل کی اقل مدت کا حساب کیا جاتا ہے۔ یعنی اگر بچہ میت کے انتقال کے چھ ماہ کے اندر اندر پیدا ہو جائے تو وہ وارث بنے گا۔ چھ ماہ کے بعد پیدا ہو تو وارث نہیں بنے گا۔
- ان دونوں مدتوں یعنی چھ ماہ اور دو سال کا حساب قمری اعتبار سے کیا جائے گا، شمسی اعتبار سے نہیں۔
- آخری شرط یہ ہے کہ بچہ زندہ پیدا ہو۔ اگر بچہ زندہ پیدا ہو، تو وہ وراثت کا حق دار ہو گا۔ لیکن اگر بچہ مردہ پیدا ہو، تو اسے وراثت میں سے حصہ نہیں ملے گا۔ زندہ پیدا ہونے کا دارومدار اس چیز پر ہے کہ ماں کے پیٹ سے بچے کا اکثر حصہ زندہ حالت میں باہر آ جائے۔ اگر بچہ سیدھا پیدا ہو تو سینہ نکلنے تک اور اگر الٹا پیدا ہو تو ناف نکلنے تک زندہ ہو۔ اگر بچہ اس سے پہلے مر جائے تو اسے وراثت نہیں ملے گی۔
- اگر بچہ زندہ پیدا ہو، پھر مر جائے تو وہ وارث سمجھا جائے گا اور پہلی میت سے اس بچہ کو ملے ہوئے مال کو اس کے شرعی ورثاء میں تقسیم کیا جائے گا۔ یعنی مناسخہ ہو گا۔

حمل کی میراث کی تقسیم کا طریقہ

بہتر طریقہ یہ ہے کہ بچے کے پیدا ہونے تک وراثت کی تقسیم مؤخر کر دی جائے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ بچہ

زندہ پیدا ہوتا ہے یا نہیں اور اس کی تعداد اور جنس کیا ہے، کیونکہ یہ امور پیٹ میں موجود بچے اور دوسرے ورثاء کے حصوں پر اثرانداز ہوتے ہیں۔

کیونکہ کبھی حمل دوسرے ورثاء کے لیے حاجب بنے گا کبھی نہیں، اسی طرح حمل کے مذکر ہونے کی صورت میں دیگر ورثاء کے حصے اور ہوں گے اور مؤنث ہونے کی صورت میں اور، اسی طرح اگر حمل زندہ پیدا ہو تو دیگر ورثاء کے حصوں پر اس کے اثرات اور ہوں گے اور اگر وہ مردہ پیدا ہو تو اثرات مختلف ہوں گے، وغیرہ...

اگر دیگر ورثاء تاخیر پر رضامند نہ ہوں تو انہیں انتظار کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ اس صورت میں ترکے کو جزوی طور پر تقسیم کیا جاتا ہے اور کچھ حصہ بچا کر رکھ لیا جاتا ہے تاکہ بچے کی ولادت کے بعد حتمی تقسیم کی جاسکے۔

ترکے کی فوری تقسیم کی صورت میں درج ذیل اصولوں کو مدنظر رکھا جاتا ہے:

- حمل کی تعداد کو ایک فرض کیا جائے گا، مگر دیگر ورثاء سے اس بات پر ضمانت لے جائے گی کہ اگر حمل کی تعداد ایک سے زیادہ ہوئی تو وہ اس کا حصہ واپس کریں گے۔
- حمل کو مذکر یا مؤنث تصور کر کے دیکھا جائے گا کہ کس صورت میں حمل کا حصہ زیادہ بنتا ہے، جس صورت میں حصہ زیادہ بنتا ہو وہ صورت اختیار کی جائے گی اور زیادہ حصے والا مال محفوظ کر لیا جاتا ہے۔ اگر حمل کی ولادت زیادہ حصے والی صورت کے مطابق ہو تو بہت اچھا، ورنہ بقیہ مال دیگر ورثاء میں واپس تقسیم کر دیا جاتا ہے۔

  [عام طور پر حمل کو مذکر ہی فرض کیا جاتا ہے کیونکہ اس حالت میں اس کا حصہ زیادہ ہوتا ہے۔]
- حمل کے علاوہ دیگر موجود ورثاء کے لیے حمل کو مذکر یا مؤنث تصور کر کے دیکھا جاتا ہے کہ موجود ورثاء میں سے ہر ایک کے لیے "کمزور ترین" حالت کون سی ہے، اسی حالت کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ اگر ایک حالت میں وارث ہو اور دوسری میں محجوب؛ تو محجوب کو اختیار کیا جائے گا اور اگر کسی حالت میں حصہ زیادہ لے رہا ہو اور دوسری حالت میں کم؛ تو کم حصے کو اختیار کیا جائے گا۔

خلاصہ:

- حمل کی تعداد کو ایک تصور کر کے حمل کے لیے "اَحسَنُ الحالَین" اور دیگر ورثاء کے لیے "اَسوَءُ الحالَین" کا اعتبار کیا جائے گا۔

مشق 19

مختصر جواب دیں:

1. علم المیراث میں مناسخہ کسے کہتے ہیں؟
2. مناسخہ کی صورت میں ترکہ کو کتنے مراحل میں تقسیم کیا جاتا ہے؟
3. حمل کی میراث سے کیا مراد ہے؟
4. حمل کے وارث ہونے کی کم از کم دو شرائط لکھیں۔
5. حمل کی صورت میں میراث کی تقسیم کا بہتر طریقہ کیا ہے؟
6. دیگر ورثاء اگر حمل کی وجہ سے تقسیمِ میراث میں تاخیر پر راضی نہ ہوں تو شریعت کا کیا حکم ہے؟
7. حمل کا انتظار کرنے کے بجائے اگر ترکے کو فوری تقسیم کرنا ہو تو کس اصول کو مد نظر رکھا جائے گا؟

درج ذیل مسائل حل کریں:

[نوٹ: حمل کو ایک مرتبہ مذکر، ایک مرتبہ مؤنث اور ایک مرتبہ مُردہ تصور کریں]

1. زوجہ [حاملہ]	ابن	حمل		
2. زوجہ [حاملہ]	بنت	ابن الابن	بنت الابن	حمل
3. زوجہ [حاملہ]	اب	ام	حمل	
4. زوجہ [حاملہ]	ابن الابن	بنت	حمل	
5. زوجہ [حاملہ]	اخ حقیقی	اخت علاتی	حمل	
6. زوجہ [حاملہ]	اخت اخیافی	ام	حمل	
7. زوجہ [حاملہ]	اب الاب	ام الاب	حمل	
8. زوجہ [حاملہ]	اب	حمل		
9. زوجہ [حاملہ]	ام الام	اب	حمل	

میت نے درج ذیل ورثاء کو چھوڑا ہو تو میراث کیسے تقسیم ہو گی:

[نوٹ: حمل کو ایک مرتبہ مذکر، ایک مرتبہ مؤنث اور ایک مرتبہ مُردہ تصور کریں]

1. ایک حقیقی بھائی، ایک حقیقی بہن، باپ، حاملہ ماں
2. چچا، بنت، ام، بھائی کی حاملہ بیوی [بھابھی]
3. ام، حقیقی بھائی، بنت الابن، حاملہ بہو [بیٹے کی حاملہ بیوی]
4. زوجہ، اخت عینی، حاملہ بہو [بیٹے کی حاملہ بیوی]
5. بکر کی والدہ کو طلاق ہو چکی تھی اور اس نے عدت گزار کر نیا نکاح کر لیا تھا اور وہ نئے خاوند سے حاملہ تھی۔ پھر بکر کا انتقال ہوا اور اس کے ورثاء میں ایک حقیقی بھائی، باپ اور حاملہ ماں شامل ہیں۔ بکر کی میراث کیسے تقسیم ہو گی؟
6. عمرو کی والدہ کو طلاق ہو چکی تھی اور اس نے عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کر لیا تھا اور وہ نئے خاوند سے حاملہ تھی۔ پھر عمرو کا انتقال ہوا اور اس کے ورثاء میں اس کی حاملہ بیوی، ایک حقیقی بہن اور حاملہ ماں شامل ہیں۔ عمرو کی میراث کیسے تقسیم ہو گی؟

خالی جگہ پر کریں:

1. شریعت اسلامیہ کے مطابق، ماں کے پیٹ میں موجود بچے کو بھی........... کا حق حاصل ہے۔
2. حمل کی کم از مدت........... ماہ ہے۔
3. حمل کی زیادہ سے زیادہ مدت........... سال ہے۔
4. اگر حمل خود میت سے ہو تو حمل کی........... مدت کا حساب کیا جاتا ہے۔
5. اگر حمل غیر میت سے ہو [میت کی والدہ، بہو، بھابی وغیرہ] تو حمل کی........... مدت کا حساب کیا جاتا ہے۔
6. اگر بچہ زندہ پیدا ہو، پھر مر جائے تو اسے........... سمجھا جائے گا۔
7. بچے کے وارث بننے کے لیے ضروری ہے کہ اگر بچہ سیدھا پیدا ہو تو........... نکلنے تک اور اگر الٹا پیدا ہو تو........... نکلنے تک زندہ ہو۔

صحیح اور غلط کی نشاندہی کریں:

1. حمل کی کم از کم مدت دو سال اور زیادہ سے زیادہ مدت 36 مہینے ہے۔
2. اگر حمل خود میت سے ہو [یعنی میت کی زوجہ حاملہ ہو] تو حمل کی اکثر مدت کا حساب کیا جاتا ہے۔
3. حمل کی مدت کا حساب شمسی اعتبار سے کیا جائے گا۔
4. اگر بچہ مردہ پیدا ہو، تو بھی اسے وراثت میں سے حصہ ملے گا۔
5. حمل کی صورت میں اگر دیگر ورثاء تاخیر پر رضامند نہ ہوں تو انہیں انتظار کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔
6. بچے کے زندہ پیدا ہونے کا دارومدار اس چیز پر ہے کہ ماں کے پیٹ سے بچے کا اکثر حصہ زندہ حالت میں باہر آجائے۔
7. حمل کے معاملہ میں اگر دیگر ورثاء ایک حالت میں وارث ہوں اور دوسری میں محجوب؛ تو وارث والی صورت کو اختیار کیا جائے گا۔
8. حمل کے معاملہ میں اگر دیگر ورثاء ایک حالت میں حصہ زیادہ لے رہے ہوں اور دوسری حالت میں کم؛ تو کم حصے والی حالت کو اختیار کیا جائے گا۔
9. عام طور پر حمل کو مذکر ہی فرض کیا جاتا ہے کیونکہ اس حالت میں اس کا حصہ زیادہ ہوتا ہے۔
10. اگر حمل کی تعداد ایک سے زیادہ ہوئی تو ورثاء اس کا حصہ واپس کریں گے۔
11. بچے کے پیدا ہونے تک وراثت کی تقسیم مؤخر کرنا بہتر ہے۔
12. ہر حمل ہمیشہ دوسرے ورثاء کے لیے حاجب بنتا ہے۔
13. جس صورت میں حمل کا حصہ زیادہ بنتا ہو، وہ صورت اختیار کریں گے۔

بیٹا، بیٹی ایسے وارث ہیں جن کے حصوں پر کوئی دوسرا وارث اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ کوئی بھی نہ تو ان کا حصہ کم کر سکتا ہے، نہ ہی ان کو محروم کر سکتا ہے۔

خنثیٰ کی میراث

خنثیٰ اس شخص کو کہا جاتا ہے جس میں مذکر اور مؤنث؛ دونوں جنسوں کی علامات پائی جاتی ہوں۔

خنثیٰ کی اقسام

خنثیٰ کو دو اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے:

خنثیٰ واضح (خنثیٰ غیر مشکل):

خنثیٰ واضح وہ ہے جس کے بارے میں جنس کا تعین "ممکن" ہو، یعنی اس کی جسمانی علامات کی بنیاد پر یہ فیصلہ کیا جاسکے کہ اسے مذکر سمجھا جائے گا یا مؤنث۔ ان علامات کی تفصیل فقہ اسلامی کی بڑی کتابوں میں موجود ہے، وہاں ملاحظہ فرمالیں۔

خنثیٰ مشکل:

خنثیٰ مشکل وہ خنثیٰ ہے جس کے بارے میں جنس کا تعین "ناممکن" ہو۔ یعنی اس میں دونوں جنسوں کی علامات ایسی برابر مقدار میں ہوں کہ اس بات کا فیصلہ نہ ہو سکے کہ وہ مذکر ہے یا مؤنث۔ ان علامات کی تفصیل فقہ اسلامی کی بڑی کتابوں میں موجود ہے، وہاں ملاحظہ فرمالیں۔

خنثیٰ واضح (خنثیٰ غیر مشکل) کی میراث:

- خنثیٰ کی میراث کا فیصلہ اس کی جنس کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ جنس کا تعین ہونے کے بعد خنثیٰ کو اس کے شرعی حصے کے مطابق ترکہ دیا جاتا ہے۔
- جب خنثیٰ کے بارے میں یہ واضح ہو جائے کہ وہ مذکر ہے یا مؤنث، تو اسی کے مطابق اسے وراثت میں حصہ دیا جائے گا۔
- اگر خنثیٰ مذکر ہے، تو اسے وراثت میں وہ حصہ ملے گا جو شرعی طور پر مرد کو ملتا ہے۔
- اگر خنثیٰ مؤنث ہے، تو اسے عورت کے مطابق حصہ ملے گا۔

خنثیٰ مشکل کی میراث:

- خنثیٰ مشکل کو مذکر اور مؤنث؛ دونوں فرض کر کے دیکھا جائے گا کہ کس صورت میں اسے کم حصہ مل رہا ہے۔ جس صورت میں اسے کم حصہ مل رہا ہو، اسے وہی حصہ دیا جائے گا، کیونکہ یہ یقینی ہے اور احتیاط کا یہی تقاضا ہے۔

یاد رکھیں!

- فقہ یا میراث کی کتابوں میں جہاں بھی مطلقاً خنثیٰ کا ذکر ہو اس سے مراد خنثیٰ مشکل ہی ہوتا ہے۔
- خنثیٰ مشکل کبھی بھی اب، جد، ام، جدہ، زوج یا زوجہ نہیں ہو سکتا۔

مشق 20

مختصر جواب دیں:

1. خنثیٰ کی تعریف بیان کریں۔
2. خنثیٰ کی کتنی اقسام ہیں؟
3. خنثیٰ واضح کی میراث کا طریقہ کار بیان کریں۔
4. خنثیٰ مشکل کی میراث کا طریقہ کار بیان کریں۔
5. کیا خنثیٰ مشکل جد یا جدہ ہو سکتا ہے؟

درج ذیل مسائل حل کریں:

زوج	اخت عینی	علاتی خنثیٰ [میت کا علاتی بھائی یا بہن]
زوج	اخت خیفی	علاتی خنثیٰ [میت کا علاتی بھائی یا بہن]
ابن العم [یعنی حقیقی چچا کا بیٹا]		ولد العم، خنثیٰ [حقیقی چچا کی اولاد جو خنثیٰ ہے]

اکٹھی اموات کا حکم

خدانخواستہ اگر کسی حادثے وغیرہ میں کچھ لوگوں کی اکٹھی موت ہو جائے اور یہ علم نہ ہو سکے کہ کون پہلے فوت ہوا اور کون بعد میں تو ان میں سے کوئی بھی ایک دوسرے کا وارث نہیں بنے گا اور ہر متوفی کی میراث کا علیحدہ علیحدہ حساب کیا جائے گا۔ یعنی ہر میت کا ترکہ اس کے زندہ ورثاء میں تقسیم کیا جائے گا۔

یاد رکھیں! اگر علم ہو جائے کہ کوئی شخص پہلے فوت ہوا اور دوسرا بعد میں؛ تو بعد میں انتقال کرنے والا پہلے انتقال کرنے والے کا وارث بنے گا، خواہ اس کا انتقال بالکل تھوڑی سی دیر بعد ہی ہوا ہو۔

مفقود الخبر [لاپتہ] کی میراث

مفقود الخبر کی اصطلاح اس لاپتہ اور غائب شخص کے لیے استعمال ہوتی ہے جس کی زندگی اور موت کا کچھ پتہ نہ چلے۔ مثلاً وہ لاپتہ ہو جائے یا کسی حادثے میں مفقود ہو جائے، اور اس کی زندگی یا موت کی کوئی تصدیق نہ ہو سکے۔ یعنی اس کے بارے میں کوئی قابل اعتماد اطلاع نہ ہو کہ وہ زندہ ہے یا مر چکا ہے۔

مفقود الخبر کی زوجہ کا حکم

مفقود الخبر کی بیوی اگر مزید انتظار نہ کرنا چاہے تو حکم یہ ہے کہ وہ قاضی سے رجوع کرے، قاضی اس شخص کے لاپتہ ہونے کے چار سال کی مدت پوری ہونے پر اس کی موت کا فیصلہ صادر کر دے گا۔ اس فیصلہ کے دن سے وہ خاتون چار ماہ دس دن عدت گزارے گی اور اس کے بعد نیا نکاح کر سکے گی۔ اس کی مزید تفصیلات فقہ اسلامی کی بڑی کتابوں میں موجود ہیں۔ البتہ اسے فی الحال میراث میں سے حصہ نہیں ملے گا۔ مفقود کی میراث کا حکم آگے آ رہا ہے۔

مفقود الخبر کے مال کا حکم

- مفقود الخبر کی میراث فوری طور پر تقسیم نہیں کی جاتی جب تک کہ اس کی موت کی تصدیق نہ ہو جائے یا اس کی عمر کے حساب سے شرعی طور پر اس کے مرنے کا یقین نہ کر لیا جائے۔ اس صورت میں اس کی عمر کی مدت 90

سال مقرر کی گئی ہے۔

- اگر مفقود الخبر کی پیدائش سے لے کر 90 سال کی عمر پوری ہو جائے اور اس کے بعد بھی اس کی کوئی اطلاع نہ ہو، تو شرعی حاکم اس کے مرنے کا فیصلہ کر سکتا ہے، اور اس وقت اس کی میراث تقسیم کی جاسکتی ہے۔
- اس دوران، مفقود الخبر کی زندگی یا موت کے حوالے سے کوئی معتبر شہادت یا اطلاع سامنے نہ آنے تک، اس کی میراث روکی جائے گی۔ جب تک اس کی عمر نوے سال نہیں ہو جاتی، یا شرعی حاکم اس کی موت کا فیصلہ نہیں کر دیتا، اسے زندہ ہی سمجھا جائے گا۔
- مفقود الخبر کو اس کے اپنے مال کے معاملے میں زندہ سمجھا جائے گا اور کسی غیر سے ملنے والی میراث کے معاملے میں مردہ۔
- جب تک مفقود الخبر کی عمر نوے سال نہ ہو جائے یا حاکمِ شرعی اس کی موت کا فیصلہ نہ کر دے تب تک اس کی میراث کو تقسیم نہیں کیا جائے گا۔
- اگر کسی ایسے شخص [زید] کا انتقال ہو کہ مفقود الخبر کو اس کی میراث میں سے حصہ مل رہا ہو تو اس مفقود الخبر کو ملنے والا حصہ محفوظ کر کے رکھ دیا جائے گا، اگر وہ واپس آجائے تو رکھا ہوا حصہ لے لے گا۔ اور اگر وہ شرعی طور پر مقرر کردہ مدت [یعنی نوے سال کی عمر یا شرعی حاکم کے فیصلے] تک واپس نہ آئے تو یہ رکھا ہوا مال اس شخص [زید] کے ورثاء کو واپس کر دیا جائے گا۔

اللہ کریم مفقود الخبر ہونے سے ہر ایک کی حفاظت فرمائیں۔ آمین یارب کریم

اسبابِ میراث میں سے نکاح عارضی سبب ہے اور نسب مستقل سبب!

مشق 21

مختصر جواب دیں:

1. خدانخواستہ اکٹھی اموات کی صورت میں میراث کی تقسیم کا کیا حکم ہے؟
2. مفقود الخبر کسے کہتے ہیں؟
3. مفقود الخبر کو اس کے اپنے مال کے معاملے میں زندہ سمجھا جاتا ہے یا مردہ؟
4. مفقود الخبر کو کسی اور سے ملنے والی میراث کے معاملے میں زندہ سمجھا جاتا ہے یا مردہ؟
5. مفقود الخبر کی موت کے فیصلے کی کیا کیا صورتیں ممکن ہیں؟

مختصر جواب دیں:

1. اکٹھی اموات میں یہ پتہ نہ چلنے پر کہ کس کی موت پہلے اور کس کی بعد میں ہوئی ہے؛ سب کی میراث کا .... حساب کیا جائے گا۔
2. .... کی اصطلاح اس غائب شخص کے لیے استعمال ہوتی ہے جس کی زندگی اور موت کا کچھ پتہ نہ چلے۔
3. مفقود الخبر کی بیوی مزید انتظار نہ کرنا چاہے تو وہ .... سے رجوع کرے۔
4. مفقود الخبر کی میراث فوری طور پر تقسیم نہیں کی جاتی جب تک کہ شرعی طور پر اس کی .... کی تصدیق نہ ہو جائے۔
5. عمر کے حساب سے شرعی طور پر کسی کے مرنے کا یقین کر لینے کی مدت .... سال مقرر کی گئی ہے۔
6. مفقود الخبر کو اس کے اپنے مال کے معاملے میں .... سمجھا جائے گا۔
7. مفقود الخبر کو میراث کی صورت میں ملنے والے حصّے کو .... کر کے رکھ دیا جائے گا۔

میراث سے دستبرداری

چونکہ یہ مسئلہ بہت عام ہے اس لیے ہم اس پر کچھ تفصیل سے عرض کرتے ہیں۔ میراث سے دستبرداری کی کئی صورتیں ممکن ہو سکتی ہیں۔ اکثر صورتیں ناجائز اور غیر معتبر ہیں، صرف دو قسم کی دستبرداری شرعاً معتبر مانی جاتی ہے۔ چند مشہور اور اہم اقسام کا ذکر ذیل میں کیا جا رہا ہے:

ناجائز دستبرداری کی اقسام:

- زندگی میں وراثت سے دستبرداری
- مورث کی وفات کے بعد کوئی عوض لیے بغیر دسبتر داری
- خواتین کو میراث سے دستبرداری پر مجبور کرنا
- خدمت کی وجہ سے حق زیادہ لینا اور دوسروں کو کم دینا

زندگی میں وراثت سے دستبرداری

اگر کوئی آدمی اپنی زندگی میں خود کسی کی وراثت سے اپنی دستبرداری کا اعلان کرے یا کسی کو اپنی میراث سے دستبردار ہونے پر مجبور کرے تو ان تمام صورتوں میں ایسی دستبرداری کی شرعاً کوئی حیثیت نہیں۔ کیونکہ میراث کا تعلق موت کے ساتھ ہوتا ہے، زندگی میں کوئی بھی مال؛ وراثت نہیں بنتا۔ البتہ اگر وارث اور مورث کی زندگی میں فریقین کی باہمی رضامندی سے کوئی معاہدہ ہو جائے تو ایسی دستبرداری جائز ہے۔ تفصیل آگے آ رہی ہے۔

مورث کی وفات کے بعد کوئی عوض لیے بغیر دسبتر داری:

اگر کوئی وارث اپنے مورث کے مرنے کے بعد ترکہ سے بغیر کسی عوض کے دستبردار ہو جائے تب بھی شرعاً اس دستبرداری کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ خواہ وہ اپنی خوشی سے ہی دستبردار ہو رہا ہو، تب بھی ضروری ہے کہ اس کا جو حصہ بنتا ہے وہ اس کے حوالے کیا جائے۔ پھر وہ اس حصے پر قبضہ کرنے کے بعد چاہے تو اپنے پاس رکھے، چاہے تو کسی ایک کو دے، چاہے تو باقی تمام ورثاء کو کسی بھی نسبت سے دے دے۔ یہ مال؛ میت کی وراثت نہیں بلکہ اس زندہ کی طرف سے "ہبہ" کہلائے گا اور عام ہبہ کے احکام اس پر لاگو ہوں گے۔

خواتین کو میراث سے دستبرداری پر مجبور کرنا:

بسا اوقات خواتین کو جبراً یا شرم و لحاظ کی بنیاد پر وراثت سے دستبرداری پر مجبور کیا جاتا ہے۔ یہ حرام اور ظلم ہے اور قرآن و حدیث میں اس کی سخت مذمت کی گئی ہے۔

قرآنِ کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ

سورۃ النساء؛29

ترجمہ: اے ایمان والو! ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ، ہاں باہمی رضامندی سے تجارتی لین دین جائز ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا:

لَا يَحِلُّ مَالُ امْرِئٍ اِلَّا بِطِيْبِ نَفْسٍ مِنْهُ

مسند احمد؛ رقم الحدیث: 20695

ترجمہ: کسی شخص کا مال اس کی دلی رضامندی کے بغیر حلال نہیں ہے۔

اس لیے باپ کے مرنے کے بعد اگر بیٹیاں شرما شرمی میں زبانی کہہ بھی دیں کہ ہم حصہ نہیں لیتیں، تب بھی شرعاً اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ بلکہ ان کا حصہ ان کے حوالے کیا جائے، زمین اور جائیداد کے کاغذات بنا کر ان کے سپرد کر دیے جائیں، پھر اس کے بعد وہ اپنی خوشی سے اپنے بھائیوں، بھتیجوں یا کسی کو بھی دینا چاہیں تو جائز ہو گا اور یہی اصل ہبہ کہلائے گا۔

جائز دستبرداری کی اقسام:

- زندگی میں حصہ لے کر معاہدہ کرنا
- مورث کے مرنے کے بعد عوض لے کر حصہ چھوڑنا

زندگی میں حصہ لے کر معاہدہ کرنا:

اگر کوئی مورث اپنے وارثوں کو زندگی میں کچھ رقم یا جائیداد یہ کہہ کر دے دے کہ میری وفات کے بعد میری میراث میں سے تمہیں حصہ نہیں ملے گا اور وہ بخوشی اس بات کو قبول بھی کر لیں تو اس معاہدے کی رو سے

مورث کے انتقال کے بعد ان ورثاء کو میراث میں سے حصہ نہیں ملے گا اور نہ ہی ان کو اپنے حصے کے مطالبے کا حق ہو گا۔

مورث کے مرنے کے بعد عوض لے کر حصہ چھوڑنا:

مورث کی موت کے بعد کوئی وارث ترکہ میں سے کوئی چیز لے کر باقی ترکے سے دستبردار ہو جائے تو جائز ہے۔ اسلامی قانون میراث کی اصطلاح میں اسے "تخارُج" یا "تصالُح" کہتے ہیں۔ اگر تمام ورثاء بالغ اور عاقل ہوں تو تخارج کی شرعاً اجازت ہے۔ اگر ورثاء میں نابالغ بھی شامل ہوں تو باہمی رضامندی سے بھی تخارج کی اجازت نہیں، کیونکہ نابالغ کی اجازت شرعاً معتبر نہیں ہوتی۔

تخارج کی صورت میں جس وارث نے کوئی مخصوص چیز لے کر باقی ترکے سے دستبرداری پر آمادگی ظاہر کی ہو اور باقی ورثاء اس کو قبول بھی کر لیں تو شرعاً یہ معاملہ درست مانا جائے گا۔ اس وارث نے جس چیز کو لے کر باقی ترکے سے دستبرداری کا اعلان اور دستبرداری پر آمادگی ظاہر کی ہو تو اس مخصوص چیز کی مالیت کا وراثت میں اس وارث کے اصل حصے کے برابر ہونا ضروری نہیں۔

تخارج کے مسائل کا حل:

تخارج والا مسئلہ حل کرتے ہوئے جس وارث نے دیگر ورثاء کے ساتھ مصالحت کرتے ہوئے کوئی چیز لے کر اپنے حصے سے دستبرداری ظاہر کی ہو تو وہ چیز تو ترکے میں شامل نہیں ہو گی البتہ باقی سارے ترکے کا مسئلہ حل کرتے ہوئے پہلے اس وارث کو شامل کر کے مسئلہ کو عام طریقے سے حل کریں گے، بعد میں تخارج کرنے والے وارث اور اس کو ملنے والے حصے کو کاٹ دیں گے اور باقی ورثاء کو ملے ہوئے حصوں کے مجموعہ کو اصل مخرج بنا کر اسی کے مطابق ترکہ تقسیم کر دیں گے۔

وہ وارث جس نے تخارج کیا ہو اس کو مسئلہ میں ذکر کرنا اس لیے ضروری ہے کہ اگر اس کو مسئلہ میں ذکر نہ کریں تو کئی مرتبہ ایسے ہو گا کہ دیگر ورثاء کو ان کے مقررہ حقوق کے مطابق حصہ نہیں ملے گا، بلکہ کسی کا حصہ کم ہو جائے گا اور کسی کا حصہ بڑھ جائے گا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ تخارج کرنے والا کسی دوسرے وارث کے لیے حاجب بن رہا ہو تو اگر ہم اس کو شروع سے ہی باہر رکھیں گے، مسئلہ میں ذکر نہیں کریں گے تو مسئلہ میں کسی ایسے نئے وارث

کا اضافہ ہو جائے گا جو پہلے محجوب بن رہا تھا۔

ایک خاتون کا انتقال ہوا۔ اس کے ورثاء میں اس کا زوج، بنت اور حقیقی بھائی ہے۔ شوہر نے کہا کہ مجھے میری مرحومہ بیوی کی لائبریری میں موجود تمام کتابیں دے دو، میں میراث سے حصہ نہیں لیتا، باقی دونوں ورثاء اس پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ ہم کہیں گے کہ شوہر نے تخارج کر لیا ہے۔

اب ہم پہلے تو لائبریری کی کتابوں کے علاوہ بقیہ ترکہ کے مسئلہ کو عام طریقے سے حل کریں گے اور پھر شوہر کا حصہ ختم کر دیں گے:

مخرج:4 نیا مخرج:3

زوج	بنت	اخ حقیقی	
1/4	1/2	ع	
~~1~~	2	1	[2+1=3 بنت اور اخ حقیقی کے حصوں کا مجموعہ]

وضاحت:

چار مخرج بنا، ایک حصہ خاوند کو ملا، دو حصے بیٹی کو اور باقی بچا ہوا ایک حصہ بطورِ عصبہ؛ بھائی کو ملا۔ چونکہ خاوند اس ترکے کے علاوہ کسی اور چیز کو لے کر تخارج کر چکا ہے اور باقی ورثا اس پر آمادہ بھی ہیں تو اب ہم اس مسئلے میں شوہر کو ملے ہوئے اس کے حصے کو ختم کر دیں گے اور باقی ورثاء کے حصوں کے مجموعے کے مطابق ترکے کے حصوں کو چار کی بجائے تین حصے کر کے دو حصے بیٹی کو اور ایک حصہ بھائی کو دے دیں گے۔ اس سے مسئلہ کا حل اور تصحیح سب ایک ساتھ ہو جائیں گے۔

ملاحظہ فرمائیں کہ اگر ہم مسئلہ حل کرتے ہوئے شروع میں ہی خاوند کو ذکر نہ کرتے تو وراثت کی تقسیم یوں ہوتی کہ کُل چار حصے بنتے، دو حصے بیٹی کو ملتے اور دو حصے بھائی کو یعنی بیٹی کا حصہ کم ہو جاتا اور بھائی کا حصہ بڑھ جاتا۔

کسی آدمی کا انتقال ہوا۔ اس نے اپنے ورثاء میں ماں، باپ، بیٹی اور ایک حقیقی بھائی کو چھوڑا۔ باپ نے اس شرط پر تخارج کر لیا کہ بیٹے کی گاڑی مجھے دے دو باقی وراثت سے کچھ حصہ نہیں لیتا۔ اب ہم پہلے تو گاڑی کے علاوہ بقیہ ترکہ کے مسئلہ کو عام طریقے سے حل کریں گے اور پھر باپ کا حصہ ختم کر دیں گے:

مخرج:6 نیا مخرج:4

اخ عینی	بنت	ام	اب
م	1/2	1/6	1/6+ع
0	3	1	~~1 +1~~

[ام اور بنت کے حصوں کا مجموعہ:4]

مسئلہ چھ سے نکلے گا۔ تین حصے بیٹی کو ملیں گے، ایک حصہ ماں کو ملے گا اور باپ کو ذوی الفروض ہونے کے ناطے ایک حصہ ملے گا اور باقی بچا ہوا ایک حصہ؛ عصبہ قریبی ہونے کی وجہ سے باپ کو ہی مل جائے گا۔ باپ کی موجودگی کی وجہ سے حقیقی بھائی محروم رہے گا۔ اب چونکہ باپ پہلے سے ایک گاڑی لے کر تخارج کر چکا ہے، اس لیے ہم باقی ورثاء یعنی بیٹی اور ماں کے حصوں کے مجموعہ "چار" کو مخرج بنا کر تین حصے بیٹی کو اور ایک حصہ ماں کو دیں گے۔ اگر ہم شروع میں ہی یہاں پر باپ کو ذکر نہ کریں تو بھائی عصبہ بن جائے گا اور بچا ہوا سارا مال لے لے گا، حالانکہ وہ تو محجوب ہے، اس کو میراث میں سے کوئی حصہ نہیں مل سکتا۔

مرتد کی میراث

العیاذ باللہ؛ اگر کوئی مسلمان مرتد ہو جائے تو دیکھا جائے گا کہ وہ مرد ہے یا عورت۔ اگر کوئی مرد؛ مرتد ہو جائے تو اسے تین دن کی مہلت دی جائے گی اور علماء کرام اس کے شکوک و شبہات دور کریں گے۔ اگر وہ دوبارہ اسلام قبول کر لے تو اسے مسلمان ہی سمجھا جائے گا اور اس کے تمام معاملات عام مسلمانوں کی طرح ہی حل کیے جائیں گے۔ خدانخواستہ اگر وہ شکوک و شبہات دور کیے جانے کے باوجود نہ مانے اور دوبارہ اسلام قبول نہ کرے تو اس کی سزا قتل ہے۔ اس سزا کو نافذ کرنے کا اختیار اسلامی حکومت کو ہے۔ قرآن و سنت اور اجماع امت سے مرتد کی یہی سزا ثابت ہے۔ اور اگر کوئی عورت مرتد ہو جائے تو اولاً اس کے بھی شکوک و شبہات دور کیے جائیں گے، اگر وہ اسلام میں واپس داخل ہو جائے تو بہت بہتر۔ اس صورت میں اس کے سارے معاملات عام مسلمانوں کی طرح ہی سمجھے جائیں گے۔ اور خدانخواستہ اگر وہ اسلام قبول نہ کرے تو اسے تاحیات قید میں رکھا جائے گا۔ جب وہ توبہ کرے اور اسلام قبول کرے تب اسے رہا کیا جائے گا۔

اگر کسی مرد کو اسلامی حکومت کی طرف سے مرتد ہونے کی پاداش میں سزائے موت دے دی جائے یا وہ خود ہی مر جائے، یا عورت ہونے کی صورت میں دورانِ قید؛ حالتِ ارتداد میں مر جائے یا کوئی بھی مرد یا عورت مرتد ہو کر دارالحرب میں بھاگ جائے؛ تو ان تمام صورتوں میں حکم یہ ہے کہ اس نے جو دولت حالتِ اسلام میں کمائی تھی وہ اس کے مسلمان ورثاء کو ملے گی اور جو دولت حالتِ ارتداد میں کمائی ہو گی اس کے بارے میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ وہ دولت بیت المال میں جمع کی جائے گی، مسلمان ورثاء کو نہیں دی جائے گی اور صاحبین یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کا فرمانا ہے کہ ارتداد کے بعد والی دولت بھی اس کے مسلمان ورثاء کو ملے گی۔ اگر شرعی بیت المال موجود نہ ہو تو حالتِ ارتداد سے پہلے اور بعد والی ساری دولت؛ اس کے مسلمان ورثاء میں تقسیم کی جائے گی۔

- کسی مرتد نے حالتِ ارتداد میں جو مال دار الحرب میں کمایا ہو، وہ مالِ فَے سمجھا جائے گا۔
- جو شخص مرتد ہو جائے اور اپنے کسی بھی مسلمان مُورِث کی وفات کے وقت حالتِ ارتداد میں ہو، وہ مرتد اس مُورث کا وارث نہیں ہوتا۔ خواہ بعد میں اسلام قبول بھی کر لے۔

قیدی کی میراث

قیدی کا حکم بھی عام مسلمانوں جیسا ہی ہے۔ وہ وارث بھی ہو گا اور اس کے انتقال کی صورت میں اس کا مال اس کے ورثاء میں بھی تقسیم ہو گا۔ خدانخواستہ اگر کسی مسلمان کو کافر قید کر لیں تب بھی اس کا حکم عام مسلمانوں جیسا ہی ہے جب تک کہ وہ دین اسلام پر قائم رہے۔ خدانخواستہ وہ اپنا دین چھوڑ بیٹھے تو اس کا حکم مرتد کا ہو گا اور اگر اس کے بارے میں کوئی اطلاع نہ آرہی ہو تو اس کا حکم مفقود الخبر جیسا ہو گا۔ اللہ کریم سب کی حفاظت فرمائیں۔

زندگی میں ماں باپ سے حصہ مانگنا

وراثت کا تعلق موت سے ہوتا ہے، لہٰذا اولاد کا والد کی زندگی میں والد کی جائیداد میں کوئی ملکیتی حق نہیں ہوتا اور نہ ہی اولاد کو یہ اختیار ہے کہ والد کی زندگی میں اس سے حصہ مانگیں۔ ماں باپ کی زندگی میں ان سے میراث کا حصہ مانگنا انتہائی سخت دلی اور بد بختی کی بات ہے۔ زندگی میں انسان اپنے مال اور جائیداد کا مکمل با اختیار مالک ہوتا

ہے، اس میں کسی کا کوئی ملکیتی حق نہیں ہوتا۔ اس عمل سے والدین کو دلی طور پر تکلیف پہنچتی ہے، لہٰذا اس قبیح عمل سے احتراز لازم ہے۔ والدین کی بھرپور خدمت کرنی چاہیے اور اگر کبھی واقعۃً والدین کی طرف سے زیادتی بھی پائی جائے تب بھی ان سے بدسلوکی، بے اکرامی یا ان سے حصہ مانگنے کی اجازت نہیں۔

زندگی میں جائیداد کی تقسیم

ہر انسان اپنی زندگی میں اپنی جائیداد کا مکمل مالک اور مختار ہوتا ہے، اور اسے اپنی ملکیت میں ہر جائز تصرف کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے۔ کوئی بھی شخص اسے اس کے مال میں تصرف کرنے سے روک نہیں سکتا۔ اسی طرح، والدین کی زندگی میں اولاد کا ان کی جائیداد میں شرعی طور پر کوئی ملکیتی حصہ نہیں ہوتا، اور نہ ہی انہیں اس کا مطالبہ کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے۔

البتہ اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں اپنی جائیداد ورثاء یا غیر ورثاء میں تقسیم کرنا چاہے تو وہ ایسا کر سکتا ہے، اور شریعت میں اس عمل کو "ہبہ" کہا جاتا ہے۔ اگرچہ ہبہ کرنے میں چند شرائط کے ساتھ مالک کو مکمل اختیارات حاصل ہوتے ہیں پھر بھی بطورِ مشورہ چند گزارشات پیش خدمت ہیں:

- زندگی میں جائیداد کی تقسیم کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ صاحبِ جائیداد اپنی ضروریات کے لیے جتنا چاہے رکھ لے اور اپنی بیوی کو بھی حصہ دے۔ باقی مال اپنی تمام اولاد میں برابر تقسیم کرے، یعنی بیٹے اور بیٹی کو یکساں حصہ دے۔ کسی کو بلاوجہ کم یا زیادہ دینا ناانصافی ہوگی اور ایسا کرنا شرعاً درست نہیں ہوگا۔
- البتہ اگر کسی خاص وجہ سے کسی اولاد کو دوسروں کے مقابلے میں زیادہ دینا ضروری ہو؛ مثلاً وہ زیادہ نیک، دین دار یا ضرورت مند یا زیادہ خدمت گزار یا معذور ہو تو ایسی صورت میں ترجیحی سلوک جائز ہے۔
- ہبہ غیر ورثاء کو بھی کیا جا سکتا ہے۔ اپنے بہن بھائیوں، خاص دوست احباب، اساتذہ وغیرہ کو بھی بطور ہدیہ اور ہبہ کچھ نہ کچھ دینا چاہیے۔
- اپنی آخرت کے لیے کسی صدقہ جاریہ میں مال ضرور خرچ کرنا چاہیے۔
- جس جس کو بطور ہبہ کچھ دیا جائے، اس پر قبضہ بھی دے دیا جائے تاکہ وہ اس میں اپنی مرضی سے جس قسم کا جائز

تصرف کرنا چاہے کر سکے۔ اگر زمین، جائیداد وغیرہ ہو تو قبضہ کے ساتھ ساتھ کاغذات بنوا کر باقاعدہ رجسٹری یا انتقال / ٹرانسفر بھی کروا دیا جائے تاکہ بعد میں ورثاء کے درمیان مسائل پیدا نہ ہوں۔

خدمت کی وجہ سے حقِ میراث

یہ مسئلہ اکثر ان خاندانوں میں سامنے آتا ہے جہاں کوئی ایک بیٹا یا بیٹی والدین کی خدمت زیادہ کرتا ہے، جبکہ باقی بہن بھائی اس درجے کی خدمت نہیں کر پاتے۔ یاد رکھیں کہ شریعت میں وراثت کے احکام اللہ تعالیٰ کی طرف سے متعین کردہ ہیں اور ان میں کسی قسم کی کمی بیشی جائز نہیں۔ اسی لیے وراثت میں کسی کا حصہ خدمت وغیرہ کی بنیاد پر کم یا زیادہ نہیں ہو سکتا، بلکہ وہ متعین شرعی حصوں کے مطابق ہی تقسیم ہو گی۔

اگر والدین کسی بیٹے یا بیٹی کی خدمت سے خوش ہو کر انہیں زندگی میں ہی جائیداد دینا چاہیں، تو یہ "ہبہ" کے اصولوں کے مطابق جائز ہو گا، لیکن موت کے بعد وراثت میں اس کی خدمت کا کوئی اثر نہیں ہو گا۔ لہٰذا، اگر والدین کسی خادم اولاد کو زیادہ دینا چاہتے ہیں، تو انہیں زندگی میں ہی ہبہ کرنا ہو گا، ورنہ مرنے کے بعد یہ ممکن نہیں ہو گا۔ حتیٰ کہ مرنے کے بعد وصیت کے ذریعے بھی کسی وارث کو زیادہ حصہ دینا جائز نہیں۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی کے مطابق کسی وارث کے حق میں وصیت جائز نہیں۔

البتہ تقسیمِ وراثت کے بعد دیگر بالغ ورثاء اپنی خوش دلی اور رضامندی سے خدمت گزار بھائی یا بہن کو اپنے حصے سے کچھ دینا چاہیں، تو بلاشبہ یہ نہ صرف جائز بلکہ افضل ہے۔

یتیم پوتے کی میراث

اسلامی قانون میراث دنیا کا سب سے جامع اور ہر قسم کے شک و شبہ اور ظلم و زیادتی سے پاک قانونِ میراث ہے کیونکہ اس کے احکام اور حصوں کو اللہ رب العزت نے براہ راست خود طے فرمایا ہے۔ اسلامی قانونِ میراث پر کم فہمی، بے عقلی یا کبھی محض بغض کی وجہ سے جو اعتراضات کیے جاتے ہیں ان میں ایک بڑا مشہور اعتراض یتیم پوتے کی میراث سے متعلق ہے۔ لوگ یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ یتیم پوتے کو بالکل ہی میراث نہیں دی جاتی، حالانکہ ایسا ہرگز نہیں۔ پوتا تو بیٹے کے قائم مقام ہوتا ہے۔ اگر میت کا بیٹا نہ ہو تو پوتے کو بیٹے کا حصہ ملتا ہے۔

بیٹا اور بیٹے کی عدم موجودگی میں پوتا میت کے مضبوط ترین ورثا میں شامل ہیں، جو سب سے زیادہ میراث لیتے ہیں اور بہت سے ورثاء کو محروم کر دیتے ہیں۔ ہاں اگر کسی میت کے بیٹے بھی زندہ ہوں اور پوتے بھی زندہ ہوں تو پوتوں کو میراث نہیں ملتی، کیونکہ حقیقی بیٹے موجود ہیں۔ یہ وہ صورت ہے جس پر عام طور پر کچھ نادان یا بغض میں مبتلا لوگ اعتراض اٹھاتے اور شبہات پیدا کرتے ہیں، حالانکہ اس کے بہت سے جوابات اور حل موجود ہیں۔

چونکہ یتیم کا لفظ آتے ہی دل میں ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، اس لیے اس جذباتی ہمدردی کی بنا پر شکوک و شبہات پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ہم ذیل میں چند نکات کی روشنی میں اس مسئلے کی مکمل وضاحت پیش کرنے کی کوشش کریں گے۔ اللہ کریم سے دعا ہے کہ ہمارے سینوں کو نورِ ایمان سے مزین کر کے شرح صدر کے ساتھ اسلامی احکام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

1- اسلام کا نظامِ میراث مستقل اصول وضوابط پر مبنی ہے۔ یہ قانون کسی انسان کا بنایا ہوا نہیں کہ اس میں انسانی عقل و دانش کی بنا پر تبدیلی ہو سکے، بلکہ یہ اللہ تعالی کا بنایا ہوا قانون ہے جس میں تمام حصوں اور حصے داروں کی صراحت موجود ہے۔ اس میں تبدیلی کسی کے اختیار میں نہیں۔

2- میت کے بیٹوں کی موجودگی میں میت کا پوتا وارث نہیں ہوتا، دادا کو یہ اختیار ہے کہ وہ اپنے بیٹوں کی موجودگی میں اپنے پوتوں کے حق میں ایک تہائی تک کی وصیت کر سکتا ہے، خواہ وہ یتیم ہوں یا نہ ہوں، محتاج ہوں یا مالدار۔ عجیب بات یہ ہے کہ لوگ شریعت کے اس ضابطے کو فراموش کر دیتے ہیں اور بجائے اس کے کہ دادا کو سمجھائیں کہ اپنے پوتے کے حق میں وصیت کرو، الٹا اسلامی قانون میراث پر بے وقوفانہ اعتراضات کرنے لگتے ہیں۔ حالانکہ اگر یتیم پوتے کو اس کے باپ کی جگہ پر رکھ کر حصہ دیا جائے تو یہ حصہ عام طور پر وصیت میں ملنے والے تہائی حصے سے کم ہی ہو گا۔ دیکھیں کہ شریعت تو یتیم پوتے کو ایک تہائی تک مال دینے کی اجازت دے رہی ہے! دادا جان کی کوتاہی شریعت کے سر کیسے مڑھی جا سکتی ہے؟

3- میت کا صرف پوتا ہی تو یتیم نہیں ہوتا، یہ بھی تو ممکن ہے کہ اس کے بھتیجے، بھانجے یتیم ہوں اور نادار بھی ہوں۔ نام نہاد ہمدردی کی یہ لہر ان یتیموں کے حق میں کیوں بیدار نہیں ہوتی؟ وجہ صرف یہ ہے کہ احکامِ اسلامی کو مشکوک ٹھہرا کر ان سے بددل کرنا مقصود ہے۔

4- مسئلہ صرف پوتے کا نہیں، میت کے باپ کی موجودگی میں میت کا دادا بھی تو محروم ہوتا ہے۔ دادا بوڑھا بھی ہو، نادار بھی ہو، ضرورت مند بھی ہو؛ تب بھی اس کو میراث میں سے نہیں دیا جائے گا۔ کیونکہ ناداری اور محتاجی میراث کے اسباب میں شامل ہی نہیں۔ لیکن کوئی بھی دادا جان کے موضوع پر بات نہیں کرتا! اسی طرح میت کی دادی، نانی، نانا یا بوڑھے چچا وغیرہ بھی عام طور پر کمزور ہوتے ہیں۔ اسی طرح نواسے اور نواسیاں بھی تو یتیم یا نادار ہو سکتے ہیں، شریعت کے قانونِ میراث کو چھوڑ کر ان میں سے اپنی مرضی سے کس کو حصہ دیں گے، کس کو نہیں؟

5- یتیمی اور محتاجی لازم وملزوم نہیں بلکہ الگ الگ چیزیں ہیں۔ ضروری تو نہیں کہ یتیم پوتا؛ اپنے چچاؤں کے مقابلے میں محتاج اور نادار ہو۔ بہت مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ یتیم کے پاس اپنے باپ کا چھوڑا ہوا مال اچھی خاصی مقدار میں موجود ہوتا ہے اور اس کے چچا محتاج ہوتے ہیں۔ اس طرح تو ہر یتیم پوتے کو میراث دینا ان لوگوں کی "عقل و دانش" کے بھی خلاف ہو گا۔

6- اور پھر ضروری نہیں کہ جس کا باپ فوت ہو چکا ہو وہ نابالغ ہی ہو۔ بہت سے ایسے لوگ بھی مل جائیں گے جن کے والد کا انتقال ہو چکا ہے لیکن وہ جوان، بالغ اور مالدار ہیں۔ ایسے لوگوں کے دادا کا انتقال ہو گا تو اس اصول کی روشنی میں دادا کی میراث ان جوان پوتوں کو دی جائے گی؟

7- یہ بھی تو ممکن ہے کہ یتیم پوتے اور پوتیاں میت کے ایک سے زیادہ بیٹے بیٹیوں کی اولاد ہوں۔ ان میں حصہ کس نسبت سے تقسیم کیا جائے گا؟ کیا لڑکیوں کو لڑکوں کے برابر دیا جائے گا یا کم زیادہ دیا جائے گا؟ یہ ساری الجھنیں اس لیے پیدا ہوئیں کہ شریعت کو چھوڑ کر اپنی "عقل" کو ترجیح دینے کی کوشش کی گئی۔

8- یہ بھی تو ممکن ہے کہ میت کے پوتے عمر میں بڑے ہوں اور میت کا کوئی بیٹا عمر میں کم ہو۔ تو کیا اس صورت میں بھی میت کے جوان پوتوں کو حصہ دیا جائے گا؟ یتیم پوتے کی میراث پر شبہ پیدا کرنے والوں کی "عقل، فہم و دانش اور اصولوں" کی روشنی میں اس مسئلے کا حل کیسے نکلے گا؟

مسئلہ کا حل:

1- اگر کوئی پوتا محتاج ہو؛ خواہ یتیم ہو یا یتیم نہ ہو؛ تو اس کا سہارا کون بنے گا؟ اس مسئلے کا حل سب سے پہلے دادا کے ذمے ہے۔ ایسی صورت میں دادا جان کو چاہیے کہ وہ ان محتاج پوتوں کو اپنی زندگی میں ہبہ کے ذریعے مال و

جائیداد دے دیں یا ان کے حق میں ایک تہائی یا اس سے کم کی وصیت کر دیں۔

2- یہ فقہی ضابطہ یاد رکھیں کہ جب تک کوئی یتیم نابالغ اور محتاج ہو تب تک اس کا خرچہ اس کے دادا اور چچا وغیرہ پر واجب ہوتا ہے۔ وہ یتیم پر خرچ کریں گے۔

3- انسانوں کے زندہ رہنے اور زندگی گزارنے کے لیے صرف ترکہ ہی ایک واحد سبب نہیں کیونکہ بہت سے لوگ اپنے بچوں کو بھی تو یتیم اور محتاج چھوڑ کر مر جاتے ہیں، ان کی پرورش کا بھی تو انتظام ہوتا ہی ہے۔ ان شاء اللہ اسی طرح اس محتاج یتیم کا بھی انتظام ہو جائے گا۔ شریعتِ مطہرہ نے یتیموں کی کفالت کی ذمہ داری رشتہ داروں اور معاشرے کے دیگر افراد پر عائد کی ہے اور خود اسلامی حکومت بھی اس کی ذمہ داری اٹھاتی ہے۔ اگر کسی یتیم کا کوئی رشتہ دار نہ ہو اور نہ ہی حکومت اس کی ذمہ داری لے تو عام مسلمانوں کے ذمے یہ ضروری ہوتا ہے کہ اس یتیم کی کفالت کا انتظام کریں اور الحمدللہ مسلمان بڑے جذبے سے انتظام کرتے بھی ہیں۔ لہٰذا "یتیم پوتے" کے لفظ سے مسلمانوں کے دل میں پیدا ہونے ہمدردی کے فطری جذبات کو غلط مقاصد کے لیے استعمال کرتے ہوئے شریعت مطہرہ کے قانونِ وراثت میں کسی قسم کی تبدیلی کی بات کرنا محض ناواقفی، جہالت، نادانی اور بغض ہے۔ اللہ کریم ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین یا رب العلمین

انبیاء کرام علیہم السلام کی مالی میراث

اسلامی تعلیمات کے مطابق، انبیاء کرام علیہم السلام کے مال میں قانونِ وراثت جاری نہیں ہوتا۔ متعدد احادیث مبارکہ میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کا مال ورثاء کے درمیان تقسیم نہیں کیا جاتا، بلکہ وہ صدقہ ہوتا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا اَنَّ اَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَرَدْنَ اَنْ يَبْعَثْنَ عُثْمَانَ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ يَسْاَلْنَهٗ مِيْرَاثَهُنَّ. فَقَالَتْ عَائِشَةُ: اَلَيْسَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا نُوْرَثُ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ.

صحیح بخاری؛ باب قول النبی ﷺ لا نورث، ما ترکنا صدقۃ؛ رقم الحدیث:6349

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ازواج مطہرات نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی خدمت میں بھیجنے کا ارادہ کیا تاکہ ان سے اپنی میراث کا مطالبہ کریں۔ تو میں نے کہا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا نہیں تھا: "ہم انبیاء کسی کو وارث نہیں بناتے، ہم جو چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی طرح حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی فدک اور خیبر کی آمدنی میں سے اپنے حصہ کا مطالبہ کیا تھا۔ اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ حدیث کا حوالہ دیا اور واضح کیا کہ انبیا علیہم السلام کا مال وراثت میں تقسیم نہیں کیا جاتا۔

ایک شبہ اور اس کا جواب:

بعض لوگ قرآن کریم کی دو آیات کی بنیاد پر یہ شبہ پیش کرتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی مالی وراثت بھی چلتی ہے۔

قرآن کریم میں حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا مذکور ہے:

يَرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ

سورۃ مریم؛ آیت:6

ترجمہ: جو میرا بھی علمی وارث بنے اور آلِ یعقوب کی علمی میراث بھی پائے۔

حضرت زکریا علیہ السلام نے یہ دعا کی تھی کہ مجھے ایک بیٹا عطا کیجیے جو میرا بھی وارث ہو اور آلِ یعقوب کا بھی وارث ہو۔ حضرت زکریا علیہ السلام کا بیٹا پوری آلِ یعقوب کا مالی وارث کیسے بن سکتا ہے؟ پوری آلِ یعقوب سے مراد تو تمام بنی اسرائیل ہیں، ظاہر ہے یہاں علمی میراث ہی مراد ہے کہ وہ بنی اسرائیل کی علمی میراث کا وارث ہو۔

وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوٗدَ

سورۃ النمل:16

ترجمہ: اور سلیمان؛ داؤد کے وارث ہوئے۔

یہاں بھی وراثت سے مراد علم و نبوت کی وراثت ہے، نہ کہ دنیاوی مال۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے انیس 19 بیٹے تھے، صرف حضرت سلیمان علیہ السلام کیسے تنہا وارث بن سکتے تھے؟ دیگر بیٹوں کا ذکر نہ ہونے سے یہ بات مزید واضح ہوتی ہے کہ یہاں مراد صرف علمی وراثت ہے۔

جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

اِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ ، اِنَّ الْاَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا اِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ ، فَمَنْ اَخَذَ بِهٖ اَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ

سنن الترمذی؛ باب ماجاء فی فضل الفقہ علی العبادۃ؛ رقم الحدیث 2682

ترجمہ: بیشک علماء؛ انبیاء [علیہم السلام] کے علمی وارث ہوتے ہیں۔ یاد رکھو! انبیاء نے نہ دینار کی میراث چھوڑی نہ درہم کی؛ انہوں نے تو صرف علم کی میراث چھوڑی۔ لہٰذا جس نے علم حاصل کیا، اس نے [میراثِ انبیاء سے] خوب حصہ وصول کر لیا۔

خلفائے راشدین اور حضراتِ حسنین رضی اللہ عنہم کا عمل:

حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، اور حضرت علی رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ کو صدقہ قرار دینے کے اصول کو جاری رکھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خلافت کے دوران بھی اس معاملے میں کسی قسم کی تبدیلی کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد آپ کے صاحبزادوں نے بھی اسی طرزِ عمل کو برقرار رکھا۔ اس مسئلہ کی مزید تفصیل میری کتاب "سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حیات وخدمات، اعتراضات وجوابات" اور میری فائل "مقام و دفاعِ صحابہ رضی اللہ عنہم" میں ملاحظہ فرماسکتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ

مشق 22

مختصر جواب دیں:

1. مُورِث کی وفات کے بعد کوئی عوض لیے بغیر دستبر داری معتبر ہے یا نہیں؟
2. خواتین کو میراث سے دستبر داری پر مجبور کرنا کیسا ہے؟
3. میراث کے معاملہ میں زندگی میں حصہ لے کر مورث سے معاہدہ کرنا معتبر ہے یا نہیں؟
4. مُورث کے انتقال کے بعد کوئی عوض لے کر اپنا حصہ چھوڑنے کے بارے میں مختصراً بتائیں۔
5. مرتد کی میراث کا حکم جامع مانع انداز میں بیان کریں۔
6. قیدی کی میراث کا کیا حکم ہوتا ہے؟
7. والدین کی زندگی میں ہی ان سے میراث میں اپنا حصہ مانگنا کیسا ہے؟
8. کیا اپنی زندگی میں جائیداد کی تقسیم کر سکتے ہیں؟
9. مورث کی خدمت کرنے کی وجہ سے حقِ میراث میں کتنا اضافہ ہوتا ہے؟
10. یتیم پوتے کی میراث پر ایک جامع مانع تحریر لکھیں۔
11. انبیاء کرام کن کو کس چیز کا وارث بناتے ہیں؟ دلیل کی روشنی میں ثابت کریں۔
12. انبیاء کرام کی مالی میراث جاری ہوتی ہے یا نہیں؟ دلائل سے ثابت کریں۔

خالی جگہ پر کریں:

1. میراث سے دستبر داری کی اکثر صورتیں...........ہیں۔
2. میراث کا تعلق...........کے ساتھ ہوتا ہے، زندگی میں کوئی بھی مال؛ وراثت نہیں بنتا۔
3. خواتین کو جبر یا شرم ولحاظ کی بنیاد پر وراثت سے دستبر داری پر مجبور کرنا...........ہے۔
4. جائز دستبر داری کی...........اقسام ہیں۔
5. زندگی میں حصہ لے کر...........کرنے پر مورث کے انتقال کے بعد ان ورثاء کو میراث میں سے

حصہ نہیں ملے گا۔

6. مورث کے مرنے کے بعد عوض لے کر حصہ چھوڑنا اسلامی قانون میراث میں .... کہلاتا ہے۔

7. اگر ورثاء میں نابالغ بھی شامل ہوں تو باہمی رضامندی سے بھی تخارج کی اجازت ....۔

8. جس چیز کے عوض میں تخارج کے ذریعہ دستبرداری ظاہر کی ہو، وہ چیز .... میں شامل نہ ہوگی۔

صحیح اور غلط کی نشاندہی کریں:

1. مرتد کی سزا کو نافذ کرنے کا اختیار اسلامی حکومت کو ہے۔

2. کوئی عورت مرتد ہو جائے اور تمام کوششوں کے باوجود وہ اسلام قبول نہ کرے تو اسے قتل کیا جائے گا۔

3. اگر شرعی بیت المال موجود نہ ہو تو حالتِ ارتداد سے پہلے اور بعد والی ساری دولت؛ مرتد کے مسلمان ورثاء میں تقسیم کی جائے گی۔

4. اگر کسی مسلمان کو کافر قید کر لیں تب بھی اس کی میراث کا حکم عام مسلمانوں جیسا ہی ہے جب تک کہ وہ دین اسلام پر قائم رہے۔

5. قیدی کے بارے میں اگر کوئی اطلاع نہ آ رہی ہو تو اس کا حکم مفقود الخبر جیسا نہیں ہو گا۔

6. ماں باپ کی زندگی میں ان سے میراث کا حصہ مانگنا انتہائی سخت دلی اور بدبختی کی بات ہے۔

7. کوئی بھی شخص اپنی زندگی میں اپنی جائیداد ورثاء یا غیر ورثاء میں تقسیم کر سکتا ہے، اور شریعت میں اس عمل کو "ہبہ" کہا جاتا ہے۔

8. اپنی آخرت کے لیے کسی صدقہ جاریہ میں مال ضرور خرچ کرنا چاہیے۔

9. وراثت کے احکام اللہ تعالیٰ کی طرف سے متعین کردہ ہیں اور ان میں کسی قسم کی کمی بیشی ناجائز ہے۔

10. اسلامی تعلیمات کے مطابق، انبیاء علیہم السلام کے مال میں قانونِ وراثت جاری نہیں ہوتا۔

11. جس چیز پر تخارج کیا جائے اس کا وارث کے اصل حصے کی مالیت کے برابر ہونا ضروری ہے۔

علم المیراث کی چند مشہور کتب

جواھر الفرائض

یہ مختصر سا رسالہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ [ت 150ھ] کا تصنیف کردہ ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اس رسالے میں علم الفرائض کے بنیادی احکام و مسائل اور ان کے حل پر مختصر گفتگو فرمائی ہے۔ اس رسالے کا ایک مخطوطہ ام القریٰ یونیورسٹی مکہ مکرمہ کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ رسالہ کی ابتدا درج ذیل عبارت سے ہوتی ہے:

اِعْلَمْ اَنَّهٗ اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اَوَّلُ مَا يُبْدَاُ مِنَ التَّرِكَةِ تَكْفِيْنُهٗ وَتَجْهِيْزُهٗ

ترجمہ: جان لیجئے کہ جب انسان فوت ہو جائے تو سب سے پہلے اس کے ترکے میں سے اس کی تجہیز و تکفین کا انتظام کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ امت کے محسن حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کے فیض کو تا قیامت جاری و ساری رکھیں۔

الفرائض

حضرت سفیان الثوری (ت 161ھ) اپنے زمانے کے جلیل القدر محدث، فقیہ اور زاہد تھے۔ آپ نے "الفرائض" کے نام سے تقریباً 60 صفحات پر مشتمل کتابچہ تحریر فرمایا۔ اس کتاب میں مختلف روایات کو فقہی عنوانات کے تحت جمع کیا گیا ہے۔

السراجی فی المیراث

یہ کتاب چھٹی صدی ہجری کے مشہور حنفی فقیہ امام سراج الدین محمد بن محمد السجاوندی (ت 600ھ) کی تصنیف ہے۔ اس کتاب کو "السراجی" یا "السراجیة" کہا جاتا ہے۔ یہ کتاب وراثتی قوانین پر بڑی مستند اور سب سے مشہور کتاب ہے۔ مدارسِ اسلامیہ اور قضاء کے شعبے میں بنیادی مرجع کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کتاب کو علم المیراث پر لکھی گئی کتب میں بہت جامع اور منظم کتاب سمجھا جاتا ہے۔

کتاب کا اندازِ تحریر مختصر اور فقہی ذوق لیے ہوئے ہے۔ اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ یہ برصغیر، عرب، اور اسلامی دنیا میں سب سے زیادہ پڑھائی جانے والی کتاب ہے۔ قضاۃ اور مفتیوں کے

لیے بنیادی مرجع کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کی بہت سی شروحات لکھی گئی ہیں۔ احناف کے علاوہ دیگر فقہی مکاتبِ فکر نے بھی اس سے استفادہ کیا ہے۔ البتہ تصحیح وغیرہ کے ابواب میں مذکور قدیم حسابی طریقوں کی تفہیم میں جدید دور میں کچھ الجھن پیش آتی ہے۔ اس الجھن کا حل یہ ہے کہ متعلقہ ابواب کو پڑھاتے وقت ریاضی کے موجودہ طریقوں کو سامنے رکھا جائے۔

منظومۃ الرحبیۃ

اشعار کی شکل میں لکھا گیا "متن الرحبیہ" جس کا پورا نام "بغیۃ الباحث عن جُمل المو ارث" ہے، علم الفرائض پر ایک مشہور منظومہ ہے۔ اس کے مصنف امام ابو عبد اللہ محمد بن علی بن محمد بن الحسن الرحبی الشافعی ہیں، جن کی وفات 577 ہجری میں ہوئی۔ یہ منظومہ 176 اشعار پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں "رد" اور "ذوی الارحام" کے ابواب شامل نہیں ہیں، اسی لیے بعد ازاں حنبلی عالم دین عبد اللہ بن صالح الخلیفی (ت 1381ھ) نے اس میں مزید گیارہ اشعار کا اضافہ کیا۔ متن الرحبیہ کی سادگی اور جامعیت کے باعث اس کی متعدد شروحات لکھی گئی ہیں۔

رسائل ابن عابدین

خلافتِ عثمانیہ کے دور کے مشہور حنفی فقیہ اور محدث علامہ محمد امین بن عمر بن عبد العزیز؛ ابن عابدین (ت 1252ھ) جن کی مشہور ترین کتاب رد المحتار علی الدر المختار ہے۔ آپ ابن عابدین اور علامہ شامی کے نام سے مشہور ہیں۔ مختلف موضوعات پر آپ کے تحریر کردہ 45 رسائل "مجموعۃ رسائل ابن عابدین" کے نام سے مطبوع ہو چکے ہیں۔ یہ رسائل علم الکلام، فقہ، اصول، لغت اور فتویٰ نویسی سے متعلق مختلف تحقیقی مقالات پر مشتمل ہیں۔ ان میں آٹھ کے قریب رسائل علم الفرائض کے موضوع پر ہیں۔

دو اہم رسائل کے نام درج ذیل ہیں:

- العقود الدریۃ فی قول الواقف علی الفریضۃ الشرعیۃ
- رسالۃ تحریر النقول فی نفقۃ الفروع والاصول

الرحیق المختوم شرح قلائد المنظوم

یہ کتاب اصل میں "قلائد المنظوم" کے نام سے معروف رسالہ کی شرح ہے جو فقہِ حنفی کی مشہور کتاب

"مُلتقی الابحر" کے ابوابِ میراث سے انتخاب کیے گئے ہیں۔ جس کے مؤلف حنفی فقیہ امام عبد الرحمن بن ابراہیم ہیں جو ابن عبد الرزاق کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ منظوم کتاب فنِ فرائض کے بیشتر مسائل کو جامع انداز میں واضح کرتی ہے۔ اگرچہ مؤلف رحمہ اللہ نے خود بھی اس کتاب کی شرح لکھی تھی مگر اس میں کافی طویل مباحث شامل کر دیے گئے تھے۔ لہٰذا علامہ شامی رحمہ اللہ نے اس کی کچھ تہذیب و تلخیص اور کچھ تشریح و تفصیل فرمائی۔

مفید الوارثین

اردو زبان میں یہ کتاب دار العلوم دیوبند کے استاذ الحدیث مولانا سید اصغر حسین رحمہ اللہ کی تالیف ہے۔ آپ "حضرت میاں صاحب" کے نام سے معروف ہیں۔ 280 صفحات پر محیط یہ جامع کتاب سات ابواب، بہت سی ذیل فصول اور متفرقات پر مشتمل ہے۔ طرز بیان کچھ طویل ہونے کے باوجود سہل ہے۔ میراث سے متعلق عوامی غلط فہمیوں کا ازالہ اور معاشرتی بگاڑ کی نشاندہی بھی اس کتاب کی خصوصیت ہے۔

تسہیل الفرائض

جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد کے مشہور عالم دین مفتی محمد مجاہد شہید رحمہ اللہ کی تصنیف کردہ یہ کتاب اردو زبان میں ہے۔ درسی انداز میں تحریر کردہ اس کتاب کا اسلوب نہایت سہل اور طرز بیان بہت عمدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مصنف رحمہ اللہ کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔

مشق 23

مختصر جواب دیں:

1. "جواہر الفرائض" کس کی تصنیف ہے؟
2. عربی میں لکھی گئی علم الفرائض کی کسی کتاب کا مختصر تعارف کروائیں۔
3. "رسائل ابن عابدین" کے مصنف کا نام کیا ہے؟
4. علم المیراث پر اردو زبان میں لکھی گئی ایک کتاب کا نام مع مصنف لکھیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ

تعارف مؤلف

نام: محمد الیاس گھمن

ولادت: 12-04-1969

مقام ولادت: 87 جنوبی، سرگودھا

تعلیم: حفظ القرآن الکریم: جامع مسجد بوھڑ والی، گکھڑ منڈی، گوجرانوالہ

ترجمہ وتفسیر القرآن: امام اہل السنۃ والجماعۃ حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ

مدرسہ نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ

درس نظامی: (آغاز) جامعہ بنوریہ کراچی، (اختتام) جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد

تدریس: (سابقاً) معہد الشیخ زکریا، چپاٹا، زمبیا، افریقہ (حالاً) مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

مناصب: سرپرست: مرکز اہل السنۃ والجماعۃ وخانقاہ حنفیہ 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا پاکستان

بانی وامیر: عالمی اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ

چیف ایگزیکٹو: احناف میڈیا سروسز

بیعت وخلافت: الشیخ حکیم محمد اختر رحمۃ اللہ علیہ (کراچی) الشیخ عبد الحفیظ مکی رحمۃ اللہ علیہ (مکہ مکرمہ) الشیخ عزیز الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ (اسلام آباد)

الشیخ سید محمد امین شاہ رحمۃ اللہ علیہ (خانیوال) الشیخ قاضی محمد مہربان رحمۃ اللہ علیہ (ڈیرہ اسماعیل خان)

الشیخ ذوالفقار احمد نقشبندی حفظہ اللہ (جھنگ) الشیخ محمد یونس پالنپوری حفظہ اللہ (گجرات ہندوستان)

چند تصانیف: دروس القرآن خلاصۃ القرآن کتاب الحدیث کتاب العقائد کتاب السیرۃ

کتاب الفقہ کتاب الاخلاق شرح الفقہ الاکبر کتاب النحو کتاب الصرف

تبلیغی اسفار: خلیجی ممالک ملائیشیا جنوبی افریقہ سنگاپور ہانگ کانگ ترکیہ وغیرہ (23 ممالک)

